

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

(جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی)

# گلدستہ سنت

جلد دوم

حافظ محمد ابراہیم  
مجتہدی علیہ السلام  
نقشبندی

خلیفہ سجاد

حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد  
مجتہدی علیہ السلام  
نقشبندی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا حافظ جنیب اللہ احمد  
مجتہدی علیہ السلام  
نقشبندی



مکتبہ عشق الہی

مکتبہ معشوق الہی

www.ishqeilahi.com

Email: info.ishqeilahi@gmail.com

فیس بک پر براہ راست بیانات کے کلیپس اور احادیث حاصل کریں۔

fb.com/ishqeilahi1

لائو بیانات کے اوقات کے متعلق جاننے اور روزانہ ایک حدیث پاک اپنے موبائل پر حاصل کرنے کے لیے اپنے موبائل سے یہ میسج سینڈ (Messege Send) کریں۔ ہر بیان شروع ہونے سے قبل آپ کو اطلاع دے دی جائے گی۔ ان شاء اللہ

Twitter: F ishqeilahi Send 40404

**نوٹ:** مذکورہ کوڈ صرف پاکستان کے لیے ہے۔ بیرون ممالک والے حضرات ہمیں ای میل کر کے یا وائٹس ایپ پر میسج کر کے اپنے ملک کا کوڈ حاصل کر سکتے ہیں۔

whatsapp کے کلیپس حاصل کرنے کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔

0321-4159902 , 0300-9406489

جسملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

گلدستہ سنت جلد دوم

از افاضات

ناظم محمد ابرار رحمہ اللہ

پروفیسر یڈنگ و تخریج

مولانا محمد عمار صاحب  
(فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)  
و دیگر علمائے کرام

مرتب

مولانا قاری محمد عمران خان صاحب  
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)  
(فاضل جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور)

کمپوزنگ

حافظ عبدالوحید اعوان (فاضل جامعہ شریعہ لاہور)

اشاعت اول

اپریل 2016ء

تعداد

2200

# انتساب



اپنے شیخ

محبوب العلماء و اصحابہ

حضرت مولانا حافظ پیر و القصار احمد صاحب مدظلہ العالی

کے نام جن کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں نے اس بندے  
کے دل میں ایمان کی شمع کو روشن کر دیا۔

حافظ محمد ابراہیم مدظلہ العالی



صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

الْأُمِّيَّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ





# فہرست مضامین

24	پیش لفظ ❀
27	عرض مرتب ❀
29	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند گوشت 
29	افضل نعمتیں اور افضل اعمال ❀
30	جنت میں جانے کا واحد راستہ ❀
31	علمائے کرام کی دینی خدمات کا ایک نمونہ ❀
31	کھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ❀
32	اپنی پسند گوشت کے مطابق بنائے ❀
32	کھانوں کا سردار ❀
33	اتباع سنت کی نیت ❀
33	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت ❀
33	کثرت گوشت نقصان دہ ہے ❀
34	گوشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ❀
35	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی پسند کے اظہار کا ایک انداز ❀
36	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ❀



37	آپ ﷺ کا ایک اور معجزہ
38	غیر بھی آپ ﷺ کی پسند سے واقف اور ہم؟
38	پینہ کا گوشت
39	شانے کا گوشت
39	گردن کا گوشت
40	بھنا ہوا گوشت
40	صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت کا ایک انداز
41	بھنا ہوا گوشت اور وضو
41	روٹی کے بغیر صرف گوشت کھانا
42	گوشت کو محفوظ کر کے رکھنا
42	شوربہ دار گوشت
43	شوربہ بڑھانا
44	کدو کے فوائد
44	ہڈی والا گوشت
44	کلیجی
45	قربانی کے گوشت کو بچا کر رکھنا
46	مغز اور گودا
46	اُونٹ کا گوشت
47	بینی اور شوربہ پینے کا ثبوت
47	مرغی کا گوشت
48	خرگوش کا گوشت
48	نیل گائے
48	حالات احرام سے متعلق ایک اہم مسئلہ
49	چکور



49	حباری ❀
49	پہاڑی بکرا ❀
49	گائے کا گوشت ❀
50	مچھلی ❀
50	ناپسندیدہ چیزیں ❀

53

## خواب



54	کامیاب کون؟ ❀
54	سونے کی دعا ❀
54	امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل ❀
55	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل ❀
55	سوکر اٹھنے کی دعا ❀
56	اچھے اور برے خواب سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ❀
57	خواب سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ ❀
58	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تمنا ❀
58	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر کے بعد خواب کا پوچھنا ❀
59	تعبیر پوچھنے سے متعلق اہم بات ❀
59	خواب سننے کی دعا ❀
59	اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے ❀
61	حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ❀
61	خواب کی نوعیتیں ❀
62	خواب کی اقسام ❀
63	خواب کا اثر ❀



64	سچا خواب ❀
64	ایک غلط سوچ کی اصلاح ❀
65	کافر کا خواب بھی سچا ہو سکتا ہے ❀
66	خواب کس سے بیان کیا جائے؟ ❀
67	اچھے خواب کے آداب ❀
67	عجیب خواب بہترین تعبیر ❀
68	خواب دیکھنے والے کی حالت کا اعتبار ❀
70	آپ ﷺ کی زبان مبارک سے تعبیر ❀
70	نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنا ❀
71	آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے ❀
72	خواب میں زیارت نبوی کے لیے اعمال ❀
73	زیارت کن کو ہوئی ہے؟ ❀
74	ہر چیز کی کوئی قیمت ہوتی ہے ❀



78	گلدستہ سنت کیا ہے؟ ❀
78	آپ ﷺ کی افضلیت ❀
79	آب زمزم کی افضلیت ❀
79	آب زمزم سے افضل پانی ❀
79	افضل نماز ❀
79	حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت ❀
80	غیر مسلموں کی تقلید ❀
80	داڑھی میں یقیناً خوبصورتی ہے ❀



81	کالے رنگ کا عمامہ
82	عمامہ باندھنے کا اہتمام
82	گہڑی باندھنے کے فوائد
83	انبیاء اور فرشتوں ﷺ کی سنت
83	جمعہ کے دن گہڑی کی فضیلت
84	نزول رحمت آقا ﷺ کی سنت سے ہوگا
85	امت محمدیہ کا اکرام
85	شاگردوں کو عمامہ باندھنا
86	اسلام اور کفر میں امتیاز
87	عمامہ کیسے پہنیں
87	عمامہ کی مسنون لمبائی
88	عیدین پر آپ ﷺ کا عمامہ
88	آپ ﷺ کا سفری عمامہ
89	آپ ﷺ کا دستار بندی فرمانا
90	عمامہ باندھنے کا طریقہ
91	عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب
91	رومال وغیرہ باندھنا
91	آپ ﷺ کی ایک مبارک عادت
91	آپ ﷺ کے عمامہ کا نام
92	آپ ﷺ کے مختلف لباسوں کا بیان
93	خواتین کے لیے سنت
93	خاص مواقع کے لیے آپ ﷺ کی چادر
94	عید کے لیے آپ ﷺ کی چادر
94	سرخ رنگ کی ممانعت



95	آپ ﷺ کا سلام کا جواب نہ دینا ❀
95	کفار کا لباس ❀
96	کالے رنگ کا لباس ❀
97	انسانوں کے لیے لباس کا انتخاب ❀
97	بے حیائی اور اس کا انجام ❀
97	لباس سے خوبصورتی اختیار کرنا ❀
98	تقویٰ کا لباس ❀
98	لباس پہننے کی صحیح اور غلط نیت ❀
98	جنت کے لباس کی خوبصورتی ❀
99	نبی ﷺ کا ساتھ کس کو ملے گا؟ ❀
99	کفار کی نقالی پر عذاب ❀
99	دکھلاوے کے لیے لباس پہننے کا ایک بڑا نقصان ❀
101	لباس پہننے میں نیت کیا ہو؟ ❀
102	عبادت سے نئے لباس کی ابتدا ❀
102	ایک نیک خاتون کا قصہ ❀
102	اللہ کے نبی ﷺ کا قیمتی لباس پہننا ❀
103	امت کے بدترین لوگ ❀
103	اندرونی حالت کا لوگوں کے سامنے اظہار ❀
104	ناپسندیدہ لباس ❀
105	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا لباس ❀
105	حضرت مصعب رضی اللہ عنہما کا لباس ❀
106	حضور ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت ❀
106	امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لباس کا حال ❀
106	حضرت علی رضی اللہ عنہما کا لباس ❀



107	جنتی انسان ❀
107	بروز قیامت نعمتوں پر سوال ❀
108	خوش قسمت لوگ ❀
109	جنت کے لباس ❀
110	جنت کے لباس کن کو ملیں گے؟ ❀

111

## لباس کی سنتیں



111	لباس سے متعلق سنتیں ❀
112	جادوگروں کے ایمان لانے کا واقعہ ❀
113	رحمت الہی اور حب رسول کے حصول کا طریقہ ❀
113	آپ کی پسندگرتا ❀
114	سوتی گرتا بھی سنت ہے ❀
115	گرتے اور آستین میں مسنون لمبائی ❀
117	گرتے کے گریبان کا بیان ❀
117	آپ ﷺ کے گرتے کا گریبان ❀
118	گرتے کے بٹنوں کا بیان ❀
119	صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے محبت کا انداز ❀
120	کپڑے پہننے کا مسنون طریقہ ❀
120	جپہ پہننے کی بھی سنت ❀
121	حضور ﷺ کی سخاوت ❀
121	آپ ﷺ کا سفری لباس ❀
121	دھاری دھارا لباس ❀
122	خلدہ ❀





123	تبرک کے حصول کا ایک خاص طریقہ
123	مستین
124	برنس کا بیان
124	آپ ﷺ کی چادر
125	اُونی چادر
125	حضور ﷺ کی اُمت سے شفقت
125	صوف پہننا انبیاء ﷺ کی پسند
126	ایمان کی حلاوت
126	کبر سے بچاؤ
126	بالوں سے بنی چادر
127	دھاری دار چادر
128	جھار والی چادر
128	حبوہ کی وضاحت
129	آپ ﷺ کی پاکیزہ طبیعت
129	چادر کا کنارہ سر پر ڈالنا
130	آپ ﷺ کا سادہ چادر طلب فرمانا
130	چادر کا تکیہ کے طور پر استعمال کرنا
131	صحابیات رضی اللہ عنہن کی سادگی
132	سفید چادر
132	ریشم ملی چادر کا حکم
132	خمیصہ کی تعریف
133	کالی چادر اور کالا کبیل
133	بیوندگی چادر
133	چادر کے اوڑھنے کا ایک مسنون طریقہ

134	مقامی اور غیر مقامی چادریں ❀
134	آپ ﷺ کی ٹوپیاں ❀
135	سفید ٹوپی ❀
135	صحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپی ❀
136	چمڑے کی ٹوپی ❀
136	سفید لباس ❀
136	بہترین لباس ❀

## 139

## لباس کے شرعی احکامات



139	تھوڑی دیر کا کام ہمیشہ کا انعام ❀
140	ایمان کی علامت ❀
141	رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دنیا کا تذکرہ ❀
141	اللہ تعالیٰ کو کونسا بندہ محبوب ہے؟ ❀
142	انبیاء رضی اللہ عنہم کی عادات مبارکہ ❀
142	آپ ﷺ کا آخری لباس ❀
142	سادہ لباس آپ ﷺ کی پسند ❀
143	دنیا کتنی کافی ہے؟ ❀
144	اللہ کا انعام ❀
144	سادگی کے فضائل ❀
146	تکبر سے پاک لباس ❀
146	محمدی برانڈ اپناؤ ❀
147	عمدہ لباس کب پہنا جائے؟ ❀
147	وگنا گناہ ❀



148	نعوت کا اظہار اللہ کو پسند ہے	✽
149	تکبر پر وعید	✽
149	تکبر کسے کہتے ہیں؟	✽
150	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی چاہت	✽
151	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیمتی لباس	✽
151	میلے اور گندے لباس کا حکم	✽
152	حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے احوال	✽
153	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف فوڈ سے ملاقات	✽
154	ایک اعتراض کا جواب	✽
154	نیا لباس کب پہننا سنت ہے؟	✽
155	یوم جمعہ کا اہتمام	✽
156	عیدین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام	✽
156	کپڑوں کو تہہ کر کے رکھنا	✽
157	بہت خطرناک معاملہ	✽
157	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر سے باہر ہی رک جانا	✽
159	سب سے سخت عذاب	✽
159	رحمت کے فرشتوں سے محروم گھر	✽
159	حضرت حکیم الامت کا حکیمانہ جواب	✽
160	اپنے آپ کو بچائیں	✽
160	ایک سچا خواب	✽
162	مرد و زن کی ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت پر وعید	✽
162	موجودہ تعلیم اور نبوی تعلیم	✽
162	عورتوں کے لیے دینی تعلیم کی ضرورت	✽
163	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجنت	✽

164	تین محروم آدمی ❀
164	ہماری اخلاقی تباہی ❀
165	عورتیں اپنے لباس میں احتیاط کریں ❀
166	مردوں جیسی جوتیاں ❀
166	پہلے دل بدلتا ہے پھر لباس ❀
167	کافروں کے لباس کی ممانعت ❀
167	کفار کی مخالفت کا حکم ❀
169	ایمان کو بچانا ہے ❀
169	تہجد اور اس کا مفہوم کیا ہے؟ ❀
169	حضرت عمرؓ کا فرمان ❀
170	حضرت عمرؓ کا دوسرا فرمان ❀
171	توہین اسلام سے بچنا ❀
171	ساڑھی کا حکم ❀
172	آپ ﷺ کی دعائے رحمت ❀
172	ایک افسوس ناک صورت حال ❀

173

## شریعت میں پسندیدہ لباس



173	لباس کا مقصد ❀
174	لباس التقویٰ کیا ہے؟ ❀
174	نبی علیہ السلام کی ناراضگی ❀
174	مشابہت والوں کے ساتھ حشر ❀
175	حضور ﷺ کا کفار کی مشابہت سے منع فرمانا ❀
178	نیت صحیح رکھنے کی تفصیل ❀



178	مباح عمل میں غلط نیت ❀
179	تہبہ اور مشابہت میں فرق ❀
181	بچیوں کا پیٹ پہننا ❀
182	کون سی پتلون مباح ہے؟ ❀
183	سفید کپڑے کے فضائل ❀
183	سفید لباس کے فائدے ❀
184	کن مواقع پر سفید لباس پہننا پسندیدہ ہے؟ ❀
184	اللہ تعالیٰ کی پسند ہے ❀
184	لنگی (دھوتی) پہننا ❀
185	لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ ❀
185	بزرگوں کی چیزیں برکت کے لیے رکھنا ❀
186	امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا واقعہ ❀
187	بشارت سنانے والے کو بدیہ دینا ❀
188	برکت کس کو ملے گی اور کیوں؟ ❀
189	لنگی کہاں تک باندھی جائے؟ ❀
189	لنگی، شلوار کٹخنوں سے نیچے کرنے کی ممانعت ❀
190	گھنجائش اور ممانعت ❀
191	حضرت صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے اجازت ❀
192	پرہیزگاری کا سبب ❀
192	نماز کی عدم قبولیت ❀
192	مردوں اور عورتوں کے حکم میں فرق ❀
193	زانہ کپڑا ساتھ رکھنے کی سنت ❀
194	گپڑی اور ٹوپی کے اوپر رومال ڈالنا ❀
194	شلوار آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا خریدنا ❀

196	حدیث سے نکلنے والے مسائل
196	”ہم ابھی آتے ہیں“ جھوٹ ہے
199	آپ ﷺ کا پاجامہ خریدنا
199	انبیاء علیہم السلام کا پاجامہ پہننا
200	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پاجامہ پہننا
200	عورتوں کے لیے تنگ لباس کی ممانعت
201	آپ ﷺ کو پاجامے کا ہدیہ
202	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے صاحبزادے کا لباس

203

## اللہ کے مقبول بندوں کا لباس



203	بہترین لباس
204	اللہ کی رضا و ناراہنگی جاننے کا آسان طریقہ
204	نبی ﷺ کا ایک معجزہ
205	مشابہت کا مفہوم
206	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دور بینی
206	ہمیں کیسا لباس اختیار کرنا چاہیے؟
207	پاجامے کا بیان
207	آپ ﷺ کی پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لیے دعا
208	ممنوع لباس
208	عورتوں کا مسنون لباس کیا ہے؟
209	باریک لباس کا حکم
209	آپ ﷺ کا باریک لباس بارے حکم
209	امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا باریک دوپٹہ پھاڑ دینا



210	باریک کپڑے میں احتیاط	✽
210	مہاجر صحابیات رضی اللہ عنہن کے دوپٹے	✽
211	زمانہ جاہلیت اور آج کے فیشن	✽
211	سنت کی اہمیت بارے عمدہ مثال	✽
212	جہنمی لوگوں کے دو گروہ	✽
213	ناجانزبیب وزینت	✽
214	ریشمی لباس	✽
214	مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا حکم	✽
214	ہلاکت و بربادی کے پانچ اسباب	✽
215	مکس ریشمی کپڑے کا حکم	✽
216	لباس کے متعلق چند مسائل	✽
218	نیا کپڑا پہننے کی دعا	✽
219	لباس پہنانے پر عظیم ثواب	✽
219	جنتی نعمتوں کا حقدار	✽
220	مومن کو خوش کرنے والے تین اعمال	✽
220	نیا کپڑا پہننے کا بہترین وقت	✽
220	اگلے پچھلے گناہ معاف	✽
221	سنتوں پر عمل کرنے کی تاکید از روئے قرآن	✽
225	سنتوں کی اہمیت و تاکید احادیث کی روشنی میں	✽
227	شادی کی ایک قبیح رسم اور اس کا نقصان	✽
228	دیو اور جیٹھ سے پردہ	✽
228	اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہے	✽
228	سنت میں نجات	✽
229	قرب قیامت میں سنت کا مقام	✽



229	سنت سے دوری گمراہی ہے ❀
230	اسلام دو چیزوں کا نام ہے ❀
230	جنتی انسان ❀
231	حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنت کا اہتمام ❀
231	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سنت سے محبت ❀
232	سنت پر عمل کا عجیب انداز ❀
233	ہماری اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوچ میں فرق ❀
233	چھ لعنتی لوگ ❀
234	سنت زندہ کرنے کا عظیم ثواب ❀
234	گمراہی سے بچاؤ کا نبوی نسخہ ❀
235	آج کل سنت پر عمل کرنے والے کی مثال ❀
235	سنت پر عمل کا آسان فارمولا ❀
237	جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی ❀

239

## غیر ضروری بالوں کا صاف کرنا



239	اسلام مکمل دین ہے ❀
240	اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضگی کا پیمانہ ❀
242	اسلام صفائی کو پسند کرتا ہے ❀
242	کیا تم کسی میلے کھیلے کو دوست بناتے ہو؟ ❀
243	زیر ناف بالوں کی صفائی احادیث کی روشنی میں ❀
243	سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ❀
243	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ❀
244	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ❀



244	ابن حجر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قول
244	علامہ نووی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قول
244	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی عادت مبارکہ
245	نبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی ناراضگی
245	زیر ناف بال کتنے اور کیسے کاٹے جائیں؟
246	زیر ناف بال دور کرنے کا طریقہ
246	شریعت مطہرہ کا پاکیزہ حکم
248	فطرت سے کیا مراد ہے؟
248	پہلی چیز ختنہ
248	بغل کے بال صاف کرنا
249	امام شافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا واقعہ
249	بغل کے بال صاف کرنے کا مستحب طریقہ
249	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی بغل مبارک کی کیفیت
250	ناک صاف کرنے کا طریقہ
251	ناک کے بالوں کا ایک فائدہ
251	جوڑوں کا صاف رکھنا
252	انتقاص الماء کی وضاحت
252	خضاب لگانا
253	بہترین خضاب مہندی
253	کشم کسے کہتے ہیں؟
253	خضاب کے درجات
254	سیاہ خضاب لگانے پر وعیدیں
255	مسلم اور کافر کا خضاب
255	عورتوں کا خضاب لگانا

256	نیل پاش
257	مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے ممانعت
258	دل کی صفائی
259	امام ابوحنیفہ <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قول
260	اکابر علماء کا اصلاحی تعلق
260	محدث العصر حضرت کشمیری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قول
261	اللہ والوں کی محبت کیوں ضروری ہے؟
263	اللہ والا بننے کا نسخہ
263	فی زمانہ بیعت فرض ہے
264	بیعت ہونے کے فوائد
265	شیخ سے محبت
266	سورہ طور میں اللہ رب العزت کا فرمان
267	اللہ کے لیے محبت کرنے پر انعام
268	محبت پر اشعار

## 269

## عصا

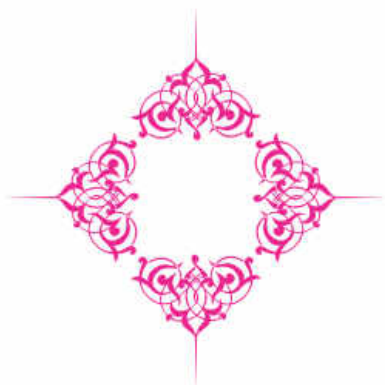
269	عقل مند کون؟
270	کفن کا کپڑا
270	اللہ سے ملاقات کی تیاری
271	اللہ کی رضا و ناراہنگی جاننے کا طریقہ
271	جنت میں کون جائے گا؟
272	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا عصا مبارک
273	عصا انبیاء کرام <small>علیہم السلام</small> کی سنت ہے



273	موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی تاریخ
273	عصا مومن کی علامت ہے
274	علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی رائے
274	مبارک لوگ
275	چلتے وقت عصا کا استعمال
276	نبی علیہ السلام کا ترکہ
276	خطبات میں عصا کا استعمال
277	اہتمام عصا
277	عمیدین کے موقع پر عصا کا استعمال
278	عصا کے فوائد
279	بروز قیامت تھوڑے لوگ
280	عصا کا قرآن مجید میں ذکر
281	اللہ تعالیٰ کی قدرت
282	ترکی کے میوزیم میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا
282	عصا کے ذریعے بارہ راستے بننا
284	Logic کے دلدادہ
284	اللہ تعالیٰ کی ماننے میں نجات
285	تو بہ کب تک مقبول ہے؟
286	ٹی وی کی تباہ کاریاں
287	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا تین جگہ ذکر
287	اللہ تعالیٰ کے حکم کو سامنے رکھنا
288	عقل پر خیر کی لگام ضروری ہے
288	سیدنا سلیمان علیہ السلام کا عصا مبارک
290	مہلت کس کے لیے نہیں



290	کھڑے پیر جانے کی وضاحت ❁
291	ماہ شعبان کی فضیلت ❁
292	مغفرت سے محروم تین اشخاص ❁
293	ہر گناہ سے توبہ کرنے کی ضرورت ❁
293	15 شعبان میں کرنے کے کام ❁
293	رمضان کی تیاری ❁



# پیش لفظ



اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: 71)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پینچے گا۔“ (ترجمہ از بیان القرآن)

آج کے مادہ پرستی کے دور میں جہاں ہر سوچ کا چوندرتی کا چرچا ہے تو دوسری طرف انسانی بے بسی اور بے حسی کی مثالیں بھی بر زبان عام ہیں۔ اگر ظاہر کی دنیا میں روشنی ہے تو من کی دنیا میں تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں۔ اگر تیز رفتار گاڑیوں نے، ہوائی جہاز نے، راکٹوں نے انسان کے لیے چاند پر پہنچنا آسان کر دیا ہے تو دل کی اندھیرنگری نے دو قدم کے فاصلے پر آدمی کے ماں باپ اور عزیز واقارب سے ملنا مشکل کر دیا ہے۔ چہرے کی رونق اور خوش نمائی کے لیے تونت نئے پوڈرا اور غازے مارکیٹوں میں مہنگے داموں بھی خرید لیے جاتے ہیں، مگر چہرے کے نور کو اللہ کریم سے مفت لینے میں بھی ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔ ہزاروں روپے کے سوٹ پہن کر بھی بے لباس ہیں اور چہرے پر مسکراہٹ سجائی ہوئی ہے جب کہ سرور کائنات، سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کا سا لباس جس میں نورانیت ہی

نورانیت ہے اس کے پہننے میں شرم آتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کیا بھروسا ہے زندگانی کا  
انسان بلبلا ہے پانی کا  
جی رہے ہیں کپڑے بدل بدل کر  
اک دن اک کپڑے میں چلے جائیں گے کندھے بدل بدل کر

اگر اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں، تھوڑی ہی دیر کے لیے سہی تو دل کہے گا: ”او نادان! اپنی آنکھوں اور کانوں کے بجائے کبھی مجھ سے بھی پوچھ لیا کر، میں بھی کچھ دیکھتا ہوں کچھ سنتا ہوں۔“

ہم نے آج کے الیکٹرونک دور میں دل سے پوچھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اسی واسطے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تیرا اے نئی روشنی! منہ ہو کالا  
دلوں میں اندھیرا ہے باہر ہے اجالا

دلوں کا سکون ہے؟ اور کہاں سے ملتا ہے؟ یہ اللہ کی یاد سے میسر آتا ہے۔ ﴿الَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (دلوں کا سکون تو یاد الہی میں ہے) ایک آدمی کے پاس مال و دولت کوٹھی گاڑی ہر چیز ہے مگر ذہنی سکون نہیں۔ ذہنی سکون کا مرکز روح ہے۔ روح کا پیٹ مال و دولت سے نہیں بھرا جاسکتا۔ اسے بھی خوراک کی ضرورت ہے اور اللہ والے اُس کی خوراک ذکر وغیرہ سکھاتے پڑھاتے ہیں۔ جب روح کا پیٹ بھرتا ہے تو دل بھی پرسکون ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ کی یاد کی صورت میں غذا مل جاتی ہے۔ اور غذا ملنے کے بعد دلوں میں روشنی آنے لگتی ہے۔ جسے ایمان کا نور کہتے ہیں۔ ایمان کا نور سنت کی اتباع کیے بغیر نہیں ملتا۔ جیسے جیسے زندگی سنت کے مطابق قریب ہوتی ہے، قیمتی سے قیمتی





ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور حضرت پیر ذوالفقار صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ ”سنتوں کو زندہ کرنے سے فرائض کو زندہ کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔“ اور یہی بات گلدستہ سنت جلد اول کے بعد کارگزار یوں کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

اور کافی سارے حضرات نے (جن میں علماء کرام بھی شامل ہیں) سنت کی افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے باقاعدہ اس کی تعلیم شروع کروادی ہے۔ اور الحمد للہ جو فرضوں سے غافل تھے وہ سنتوں کی طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے سب سے بہترین طرز حیات اپنائیں اور وہ نبی ﷺ کا ہے۔ اس طرز حیات کو سیکھنا کتنی بڑی عبادت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں: ایک دن علم کی تلاش کرنا سیکھنا، تین ماہ کے نفل روزے رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور گھڑی (لحہ) دین سیکھنے میں لگانا، پوری رات نوافل میں کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔

(الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

اور علم دین سیکھنے سکھانے والی محافل کو جنت کے باغات کہا گیا ہے۔ (الطبرانی) آئیے ان سنت طریقوں کو پوری طرح سے اپنی زندگیوں میں لائیں، عمل کریں آگے پہنچائیں، گھروں میں مذاکرے کریں۔ ان شاء اللہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام ساتھیوں کی محنت و کاوش کو قبول فرمائیں۔ مزید ہمت و استقامت کے ساتھ اس مبارک سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سنت کا نور عطا فرمائیں۔ اور قیامت کے دن حضور کی شفاعت نصیب فرمائیں۔

دعا گو و دعا جو

حافظ محمد ابراہیم نقشبندی مجددی

مہتمم جامعہ رقیۃ اللبنات ناؤن شپ لاہور

# عرض مرتب



انتظار کی طویل گھڑیاں بالآخر اختتام کو پہنچیں اور گلدستہ سنت کی دوسری جلد اللہ کے فضل و احسان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مادہ پرستی، حرص و ہوس، قحط الرجال کے اس پر فتن دور میں جہاں دلوں کی بستیاں اُجڑ چکی ہیں، یوں لگتا ہے کہ دلوں کی جگہ پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ قدم قدم پر گناہوں کی دعوت مل رہی ہے۔ تو خزاں زدہ اس بستی میں اُجالے کی صورت نبی محمد ﷺ کے مبارک طریقے، مبارک سنتیں ہیں جنہیں زندہ کر کے ان بستیوں کی روشنیاں اور نورانیت واپس لائی جاسکتی ہے۔ یہ مبارک طریقے وہی ہیں جنہیں رب کا کلام ”بہترین طرز حیات“ قرار دیتا ہے۔ اور بلاشبہ یہی طرز حیات مردہ دلوں میں سنت کی نئی روح اور اس کی محبت پھونک دیتا ہے۔ جس کی برکات سے دل سنت نبوی کی محبتوں اور نورانیت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب کو بھی جزائے خیر مرحمت فرمائیں جنہوں نے نبوت کے خزانے میں سے موتی جمع فرما کر ہمارے سامنے رکھے۔ ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اب ان موتیوں کو مالا بنا کر امت کو پیش کر دی جائے اور ایسے اکابر، بزرگوں کی اللہ ہمیں قدر بھی نصیب فرمائیں جو امت کی خاطر رات مصلوٰں پر کھڑے ہو کر، رب کائنات کے سامنے ہاتھ اٹھا کر امت کی ہدایت و نجات کا سوال کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ایسے بزرگ تیزی سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور جن کا سایہ ہمارے سروں پر ہے ان سے فائدہ اٹھا لیجیے۔ انہیں ہمارے اموال کی ضرورت نہیں



بلکہ آخرت کی فکر ہے، دین کی فکر ہے۔ آپ بھی اپنے دین کی فکر کر لیں۔ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اسے پڑھیں، سیکھیں، عمل میں لائیں اور آگے پہنچادیں۔ ارشاد نبوی کا مفہوم ہے۔ اگر آپ علم کا ایک باب Chapter سیکھ لیں، تو آپ کے لیے 1000 رکعت ایسی نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے جسے اللہ نے اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا ہو اور اگر وہی باب Chapter آپ لوگوں کو بھی سکھادیں، بے شک وہ لوگ اُس پر عمل کریں یا نہ کریں تو ان کو سکھانا بھی ایک ہزار 1000 رکعت ایسی نفل نماز سے بہتر ہے جسے اللہ نے اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا ہو۔ (ترمذی)

نبی ﷺ کی باتیں حکمت سے بھرپور ہیں۔ اس ضمن میں بھی ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیں کہ حکمت کی بات جسے آدمی سنتا ہے وہ اس آدمی کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الدیلمی عن ابو ہریرہ)

اندازہ کیجیے علم دین کا سیکھنا سکھانا کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور یہی علم دین سیکھنا سکھانا پچھلے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتا ہے۔ (ترمذی)

آپ تمام احباب خود بھی سیکھیں عمل کریں اور آگے بھی پہنچائیں تاکہ ہم سب کا صدقہ جاریہ بن جائے۔ میں اپنے تمام معاون ساتھیوں کا بالخصوص مولانا اعمار صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے رات دن اس عظیم مقصد کے لیے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائیں جو کسی بھی طرح سے اس کام میں شریک و منسلک رہے ہیں۔ آپ تمام احباب سے دعاؤں کی التجا کے ساتھ ساتھ درخواست ہے کہ جہاں جہاں کمی، غلطی نظر آئے تو میری جانب منسوب کرتے ہوئے ضرور ہمارے پتے یا نمبر زپر اطلاع دے دیں تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَثَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ



## نبی کریم ﷺ کی پسند گوشت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَّا بَعْدُ:  
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(الواقعه: 21) وَحَمْدٌ طَيِّبٌ مِّمَّا يَشْتَهُونَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حضور پاک ﷺ کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ حضور پاک ﷺ کی زندگی کا ہر عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ حضور پاک ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ میں سے قیامت تک ہیرے اور موتی نکلتے چلے جائیں گے۔

افضل نعمتیں اور افضل اعمال:

حضور پاک ﷺ افضل الانبیاء ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہر نبی ﷺ کو بہترین نعمتیں



عطا فرمائی ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ سب سے اعلیٰ ہیں۔ مختلف انبیاء کو کتابیں ملیں لیکن جو کتاب آقا ﷺ کو ملی وہ سب کتابوں سے اعلیٰ ہے، اسی طرح حضور ﷺ کو جو چیز عطا فرمائی گئی وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ہر نبی کو امت ملی لیکن نبی ﷺ کو خیر الامم ملی امتوں میں سے جو سب سے بہترین امت تھی وہ ملی، تو نبی ﷺ کو اللہ رب العزت نے ہر چیز بہترین عطا فرمائی۔ کسی بھی چیز میں کمپروماز (Compromise) نہیں کیا کہ کسی دوسرے نبی کو آقا ﷺ سے بڑھ کے کوئی چیز مل گئی ہو۔ باقی انبیاء کو بہترین نعمتیں ملیں، لیکن نبی ﷺ کو ان سے بھی بڑھ کر نعمتیں ملیں۔

اسی طرح نبی ﷺ کو اعمال میں سے افضل اعمال ملے۔ آپ ﷺ کا زکوٰۃ کو ادا کرنا، آپ ﷺ کا نماز کا پڑھنا، آپ ﷺ کا حج ادا کرنا اور باقی کا اہتمام کرنا گذشتہ تمام انبیاء ﷺ کے اعمال کو جامع ہے، تو حضور پاک ﷺ کو جو دین ملا وہ تمام ادیان کا سردار ہے۔ پچھلی امتوں کو بھی دین ملا، لیکن نبی ﷺ کو کامل دین ملا، اکمل دین ملا۔

### ﴿جنت میں جانے کا واحد راستہ﴾

قیامت تک کے لیے جنت میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے، اور وہ کون سا ہے؟ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کے طریقے پر چلنا۔ جو نبی کریم ﷺ کے راستے پر چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ ان کا ایک بہت ہی پیارا شعر ہے، فرماتے ہیں:

س نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

سبحان اللہ! کتنا پیارا شعر ہے۔ اگر ہم سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو یقیناً اللہ



تعالیٰ سے ہماری ملاقات قیامت کے دن اس حال میں ہوگی کہ اللہ ہم سے راضی ہوں گے۔ اگر ہم چاہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو ایک ہی طریقہ ہے کہ سنتوں کے اوپر اپنی زندگی کو لے آئیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے پتا چل سکے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا نہیں۔ اگر سنتوں پر عمل ہے تو یہ اللہ کے راضی ہونے کی نشانی ہے نہیں ہے تو ناراض ہونے کی نشانی ہے۔

### علمائے کرام کی دینی خدمات کا ایک نمونہ:

علمائے امت نے دین کی نشر و اشاعت کے لیے بہت بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ ایک کتاب لکھی گئی شامل کبریٰ، بہت عظیم کتاب ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کی اداؤں کو جمع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کھانا کیسے کھاتے تھے، آپ ﷺ پانی کیسے پیتے تھے، آپ ﷺ سوتے کیسے تھے، جاگتے کیسے تھے۔ کھانوں میں کیا پسند تھا؟ لوگوں کے ساتھ رہن سہن کیسا تھا، قرض کے معاملے میں کیا برتاؤ تھا، تجارت میں صداقت کیسی تھی، تمام معاملات کو بہت پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اور آج ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ کتابیں پڑھنے کا وقت بھی نہیں اور وقت سے زیادہ شوق بھی نہیں۔

### کھانے میں آپ ﷺ کی پسند:

آج کی اس مبارک مجلس میں اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کھانے میں کس چیز کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ کھانا پینا ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے اگر ایک یہی کام سنت کے مطابق ہو جائے تو کیا بات ہے۔ دیکھا جائے تو ایک طرف بشری ضرورت، بشری تقاضے کو پورا کیا جا رہا ہے لیکن چون کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ادا پر پورا کیا جا رہا ہے اس لیے یہ بشری ضرورت بھی ہے عبادت بن جائے گی۔



## اپنی پسند کو سنت کے مطابق بنائیے:

بہت سارے لوگ سامان خریدتے ہیں، سودا خریدتے ہیں تو وہ چیزیں خرید لیں جو سنت کے مطابق ہوں، جو نبی ﷺ کو پسند ہیں۔ کھانا تو کھائیں گے لیکن سنت کا ثواب بھی مل جائے گا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے امت کے بگاڑ کے وقت میری ایک سنت کو زندہ کیا، پروردگار عالم اس کو 100 شہیدوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔ اب کھانا پینا تو ہمارا روزمرہ کا کام ہے اگر ہم اس کو تھوڑا سا سیکھ اور سمجھ لیں سنت کے مطابق کر لیں تو بتائیں کہ عبادت بھی ہوگئی اور کھانا بھی ہو گیا۔

## کھانوں کا سردار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین سالن گوشت ہے جو سالنوں کا سردار ہے۔ (کنز العمال، جلد 19 صفحہ 204)

ایک حدیث میں فرمایا کہ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (مجمع الزوائد، جلد 5 صفحہ 38)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ گوشت کے ہدیے کو یا گوشت کی دعوت کو رد نہ فرماتے بلکہ قبول فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: جلد 2 صفحہ 241)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

(الواقعه: 21)

**وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَبُونَ**

”ترجمہ: اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان (جنتیوں) کا جی چاہے“

تو گوشت کھانا سنت ہے اور اس کی دعوت کو قبول کرنا یا ہدیہ میں قبول کرنا یہ بھی سنت مبارکہ ہے۔



## اتباع سنت کی نیت:

گوشت تو پکے گا ہی لیکن آج تک ہمیں اس بات کا پتا نہیں تھا تو ہم نے اس میں اتباع سنت کی نیت نہیں کی تھی، اب ہم گوشت کھائیں تو اس نیت سے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو بھی پسند تھا۔ پھر دیکھیں ان شاء اللہ گوشت کی برکتیں اللہ رب العزت عطا فرمائیں گے۔

## آپ ﷺ کی چاہت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہتا کہ مجھے روزانہ گوشت ملے تو میں نوازا جاتا اور اللہ رب العزت میری اس چاہت کو قبول فرما لیتے، لیکن میں نے نہیں چاہا۔ علماء نے لکھا ہے کہ گوشت کھانا گوشت کو ہی بڑھاتا ہے یعنی گوشت کھانا انسان کے گوشت کو ہی بڑھاتا ہے۔

## کثرت گوشت نقصان دہ ہے:

مگر یہ خیال رہے کہ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کی کثرت سے نقصانات بھی ہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ انسان روزانہ گوشت کا استعمال نہ کرے، اس سے خون کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک گوشت ہی گوشت کھائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اسے نافعہ کر کے کھاتے تھے۔

(مواہب، جلد 4 صفحہ 427)

یعنی اپنی جسمانی صحت میں اعتدال رکھے، کبھی گوشت کھائے تو کبھی باقی اللہ کی نعمتوں کو بھی کھائے۔

ہدیہ کو قبول کرنا تو نبی ﷺ کی سنت ہے۔



## گوشت میں آپ ﷺ کی پسند:

اب گوشت کے اندر کونسا گوشت آپ ﷺ کو پسند تھا۔ نبی ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا۔  
(شامل ترمذی، جلد 2 صفحہ 12)

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا، دست یعنی دستی آپ ﷺ کے سامنے رکھی گئی، یہ آپ ﷺ کو بہت پسند تھی تو آپ اس کو اپنے دانت مبارک سے نوج کر کھانے لگے۔ (بخاری، صفحہ 814، ابن ماجہ، جلد 2 صفحہ 241)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو ہڈی دار گوشت میں دست کا گوشت بہت مرغوب تھا یعنی بکری کی دستی۔  
(ابوداؤد، صفحہ 530)

نبی ﷺ کے بارے میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کو دستی بہت مرغوب تھی، لیکن آپ کے یہاں روزانہ گوشت نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ دستی کو پسند فرماتے تھے۔  
(شامل ترمذی، صفحہ 12) کیونکہ دستی کا گوشت جلدی پک جاتا ہے۔

## اہم نکتہ:

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ نبی ﷺ دستی کے گوشت کو کیوں پسند فرماتے تھے؟ کیوں کہ جلدی پک جاتا ہے۔ اس بات میں بھی ہمارے لیے ایک (Massege) ہے کہ ہم کھانا وہ پکائیں جو جلدی پک جایا کرے۔ ایسا کھانا کہ جس میں گھنٹوں تیاری میں لگ گئے تو دین کا کام بندہ کب کرے گا؟ اس لیے ہم بھی یہ کوشش کریں کہ اپنے یہاں ایسا کھانا تیار کریں جس میں وقت زیادہ نہ لگے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔

## آپ ﷺ کا اپنی پسند کے اظہار کا ایک انداز:

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کے لیے ہانڈی میں گوشت پکا یا گیا۔ آپ ﷺ کو چوں کہ دستی کا گوشت زیادہ پسند تھا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دستی نبی ﷺ کے سامنے پیش کی اور باقی گوشت ہانڈی میں رکھا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے وہ نوش فرمائی اور نبی ﷺ نے نوش فرمانے کے بعد ایک اور طلب کی، فرماتے ہیں کہ میں نے دوسری نکالی اور وہ بھی نبی ﷺ کے سامنے پیش کر دی، پھر نبی ﷺ نے تیسری مرتبہ طلب فرمایا کہ نکالو! تو فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! بکری کے اندر تو دو ہی دست ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے! اگر تم چپ رہتے اور انکار نہ کرتے، میں طلب کرتا رہتا تم ہانڈی سے نکالتے رہتے تو ہانڈی سے دستیاں نکلتی رہتیں۔ (شمائل ترمذی، صفحہ 12)

## ہمارے لیے سبق:

فائدہ میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کہنے پر ہانڈی میں دست دیکھتے یعنی تلاش کرتے تو نکالتے ہی رہتے اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہوتا اور انہوں نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے یہ معجزہ نہ ہوا۔ اس سے کیا معلوم ہوا کہ بڑوں کی بات پر قیاس سے کام نہ لے۔ جو بڑے کہہ رہے ہیں محض تعمیل کرے، خاموشی کے ساتھ بلا چوں و چراں جس طرح کہتے چلے جائیں کرتا چلا جائے۔ اپنی عقل کو استعمال نہ کرے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کی بات کو مانے، البتہ وہ اگر کوئی ایسا حکم دیں جو اللہ تعالیٰ اور اس رسول ﷺ کے خلاف رہو تو پھر تعمیل نہ کرے۔ (خصائل، صفحہ 832)



## آپ ﷺ کا ایک معجزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلے میں کھجوریں تھیں۔ نبی ﷺ نے اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی غزوے کے موقع پر یہ معاملہ پیش آیا کہ کھانے کے لیے کچھ بھی میسر نہ تھا سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس تھیلی کے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! چند کھجوریں اس تھیلی میں رکھی ہوئی ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے کھجوریں نکال لیں اور ان کو پھیلا دیا وہ کل 21 کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے ہر کھجور پر بسم اللہ پڑھی اور دعا پڑھی اور دعا کرنے کے بعد کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم جاؤ اور دس دس لوگوں کو بلاتے رہو، اور کھلاتے رہو۔ دس آدمی آتے رہے اور دسترخوان پہ بیٹھ کے کھجوریں کھاتے رہے اور پورا لشکر فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد جو کھجوریں بچیں، اُن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ! اپنی تھیلی میں واپس رکھ دو، اور خیال رکھنا تھیلی میں سے کھجوریں نکالتے رہنا کبھی اس کو اُلٹ کر پورا خالی نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ تھیلی رہتی تھی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھیلی میں سے کھجوریں نکال کر خود بھی کھاتے اور اس میں سے صدقہ بھی کرتے، اور وہ کو بھی کھلاتے تھے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی زندگی میں وہ تھیلی میرے پاس رہی میں کھاتا رہا، اُن کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں میرے پاس رہی میں کھاتا رہا، کھلاتا رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں رہی میں کھاتا رہا، کھلاتا رہا۔

فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت گیارہ سال کا رہا، تو اُن کی شہادت کے وقت حادثے میں کسی نے مجھ سے وہ تھیلی چھین لی اور وہ مجھ سے دور ہو گئی۔

تقریباً پچیس سال کے قریب وہ اس تھیلی سے نکال کر کھاتے رہے اور کھلاتے رہے، جو ابتداء میں دانے تھے وہ سالوں چلے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے شاگردوں کو یہ واقعہ سنایا تو پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائے ہوں گی؟ انہوں نے عرض کیا: انہوں نے عرض کیا ہمیں نہیں معلوم فرمایا کہ دو سو وسق سے زیادہ۔ (ایک وسق دو سو چالیس کلوگرام ہوتا ہے تو دو وسق اڑتالیس ہزار کلوگرام ہوا اور فرما رہے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ اس سے کھجوریں نکالی ہیں۔) (حصائل، صفحہ 832)

### آپ ﷺ کا ایک اور معجزہ:

اسی طرح ایک اور واقعہ بڑا عجیب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول ﷺ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ولیمہ تھا۔ اس میں میری امی نے ایک ملیدہ تیار کیا اور پیالہ میرے ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جب وہ پیالہ لے کر میں پہنچا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ انس! اس پیالہ کو نیچے رکھ دو، اور فلاں فلاں کو بلاؤ اور اس کے علاوہ جو تم کو ملتا چلا جائے سب کو بلاؤ، آج ولیمہ کی دعوت ہو رہی ہے۔ چنانچہ میں گیا اور جن لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ اُن کو بلاؤ، اُن کو بھی بلایا اور جو مجھے ملتا گیا سب کو کہتا رہا۔ کہ آئیے۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکانات ازواجِ مطہرات کے رہنے کی جگہ اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب کی سب آدمیوں سے پڑ ہو گئی، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دس، دس آدمی اس پیالہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں۔ پیالہ ایک ہے دس آدمی اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھیں اور کھاتے رہیں۔ چنانچہ دس، دس آدمی آتے رہے اس پیالہ میں سے کھاتے رہے جب پیٹ بھر جاتا اٹھ جاتے، پھر دوسری جماعت دس آدمیوں کی آتی وہ بیٹھتی وہ کھاتی اور جب وہ جاتی تیسری جماعت آتی حتیٰ کہ ہر آدمی نے کھانا کھالیا۔ جب سب





فارغ ہو گئے تو حضور پاک ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ انس! اس پیالہ کو واپس اٹھا لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتدا میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا آخر میں سب کے کھانے کے بعد جب میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ بھرا ہوا تھا۔ تو یہ نبی ﷺ کے معجزات تھے۔

### ﴿غیر بھی آپ ﷺ کی پسند سے واقف اور ہم؟﴾

جیسا کہ ابھی یہ بات سامنے آئی کہ حضور پاک ﷺ کو دستی کا گوشت مرغوب تھا، اور اسی میں آپ ﷺ کو زہر دیا گیا۔ (شکل، صفحہ 12)

فتح خیبر کے وقت ایک یہودی عورت کو جب معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو دستی کا گوشت خوب مرغوب ہے، تو اُس نے بکری کو بھونا اور اس میں زہر ڈال دیا اور خصوصاً دستی میں زیادہ ڈالا اور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ نبی ﷺ نے لقمہ منہ میں رکھا، لیکن ابھی نگلنے کی نوبت نہیں آئی یا ہلکا سا کچھ اثر اندر گیا، آپ ﷺ نے اس کو تھوک دیا اور ارشاد فرمایا کہ گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے۔ لیکن اس کا کچھ نہ کچھ اثر اندر پہنچ گیا تھا جو کبھی کبھی نبی ﷺ کے اوپر تکلیف کا باعث بن جاتا تھا۔ اور اسی زہر نے حضور پاک ﷺ کے وصال (دنیا سے پردہ کر جانے کے وقت) اپنے اثر کو زیادہ دکھایا اور نبی ﷺ کی شہادت کا ذریعہ بنا۔ (خصائل نبوی ﷺ، 130)

### ﴿پیٹھ کا گوشت﴾

ایک تو دستی کے گوشت کی بات ہو گئی۔ اس کے علاوہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت بہت بہترین گوشت ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت تم پر لازم ہے کہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ (مجمع، جلد 5 صفحہ 39)

ہمارے یہاں کی ایک مثال ہے۔ کہتے ہیں کہ ”لے آویں پیٹھ ورنہ آ جاویں اٹھ“، یعنی اگر تم قصائی کی دکان پر جاؤ اور تمہیں پیٹھ کا گوشت ملے تو لے آنا، وہ نہ ملے تو واپس آ جانا کچھ اور نہ لے کر آنا۔

### ریشانے کا گوشت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ گوشت شانے کا تھا۔ (سیرۃ، جلد 7 صفحہ 290)

ایک صحابی عمر بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیکھا کہ شانے کا گوشت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ (بخاری، جلد 2 صفحہ 814)

### گردن کا گوشت:

یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ چنانچہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُن کے گھر میں بکری ذبح کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ اپنی بکری میں سے ہمیں بھی کچھ کھلاؤ جب قاصد وہاں گیا تو انہوں نے کہا کہ بھئی! سب کچھ تو استعمال ہو گیا، اب سوائے گردن کے اور کچھ بھی باقی نہیں، مجھے لحاظ معلوم ہوتا ہے کہ میں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجوں۔ قاصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا اور یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور ضباعہ سے کہو کہ بھیج دو کہ گردن جانور کا اگلا حصہ ہے، ہر اچھائی سے قریب ہے گندگی سے دور ہے۔ (شرح مواہب، جلد 4 صفحہ 329)

یعنی کہ اگلا حصہ ہر اچھائی سے قریب ہے۔ پیشاب، یا پاخانہ کی گندگی سے دور ہے





معلوم ہوا کہ دست، پیٹھ، شانہ اور گردن یہ چار قسم کے گوشت نبی ﷺ کو پسند تھے۔

### بھنا ہوا گوشت:

اب ذرا باربی کیو کے بارے میں بھی بات ہو جائے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ ایک صحابی عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا یعنی نبی ﷺ بھی موجود تھے صحابہ بھی موجود تھے، تو سب نے بھنا ہوا گوشت کھایا۔ (ابن ماجہ، جلد 2 صفحہ 241)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہمان ہوا، کھانے میں بھنا ہوا گوشت لایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاقو سے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرمانے لگے۔ (شائل ترمذی، صفحہ 11)

غور کرنے کی بات ہے کہ اس دین میں کتنی اپنائیت ہے اور کسی آسانی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

### صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ایک انداز:

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے حریرہ بنانے کا حکم دیا۔ میں نے حریرہ بنایا۔ پھر میرے والد نے کہا کہ دیکھو! حریرہ تیار ہو گیا ہو تو جاؤ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کھالیں۔ چنانچہ میں اس کو لے کر آیا تو اس وقت نبی ﷺ مسجد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ جابر! یہ کیا ہے؟ کیا گوشت لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ نہیں اے اللہ کے نبی! یہ تو حریرہ ہے۔ بہر حال میں اپنے والد کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا جو تم نے ہدیہ دیا تھا؟ تو میں نے کہا: جی ابا جان! انہوں نے دیکھا تو تھا، لیکن ایک بات پوچھی تھی کہ جابر! کیا تم گوشت لے کر آئے ہو؟ کیا لائے ہو؟ تو میں نے کہا تھا کہ نہیں یہ تو

حریرہ ہے۔ والد صاحب کہنے لگے کہ اچھا! ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کو آج گوشت کی خواہش موجود ہے۔ اب تم ایسا کرو، ہماری پالی ہوئی ایک بکری ہے۔ تم اس کو ذبح کر دو۔ ذبح کر کے اس کو بھونو۔ جب بھون دیا گیا، پھر حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھنی ہوئی بکری لے جاؤ۔ آپ ﷺ کے پاس میں دوبارہ گیا تو نبی ﷺ نے دوبارہ پوچھا کہ جابر یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں آپ کے لئے بھنا ہوا گوشت لے کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری طرف سے قبیلہ انصار کو بہترین جزا دے اللہ اکبر۔ (نسائی، سیرۃ جلد، 7 صفحہ 292)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے کتنی محبت تھی کہ آپ ﷺ کی خواہش کو بھانپ لیا کہ آپ ﷺ کو گوشت کی رغبت ہے حالانکہ آپ ﷺ نے صرف پوچھا تھا کہ کیا گوشت لائے ہو یا کچھ اور لائے ہو؟ اور اس میں خواہش کا کوئی اظہار نہیں تھا، لیکن محبت اور عشق کی وجہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے گھر کی پالی ہوئی ایک بکری ذبح کر ڈالی اور خدمت میں بھیج دی۔

### بھنا ہوا گوشت اور وضو:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ آپ ﷺ کا پہلے سے وضو تھا، اس لیے گوشت کھانے کے بعد آپ ﷺ نے دوبارہ وضو نہیں کیا اور نماز پڑھی۔

(شائل، طحاوی، جلد 1 صفحہ 39)

### اروٹی کے بغیر صرف گوشت کھانا:

اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ گوشت کو بڑے شوق سے اروٹی کے بغیر کھایا کرتے تھے۔



اس لیے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بھی کبھی بغیر روٹی کے صرف گوشت کھالیا کرتے تھے۔

### گوشت کو محفوظ کر کے رکھنا:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر کی حالت میں تھے۔ ہم نے نبی ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی تو آپ ﷺ نے اس کو ٹھیک کرنے کا حکم دیا، یعنی فرمایا کہ اس کو نمک لگا کر سکھا کر رکھ لو۔ چنانچہ ہم نے اس گوشت کو نمک اور مصالحہ وغیرہ لگا کر رکھا اور مدینہ منورہ پہنچنے تک اس کو کھاتے رہے۔ (سنن اربعہ، مواہب جلد 4 صفحہ 331)

گوشت کو اگر لمبے ٹکڑے کر کے اس میں نمک وغیرہ لگا کر سکھا لیا جائے، تو ایسا سوکھا ہوا گوشت کئی کئی ہفتے کھایا جاسکتا ہے۔ یہ توکل اور زہد کے منافی نہیں ہے اور اس میں فرج کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ نبی ﷺ نے قربانی کے گوشت کو بھی کئی کئی دن استعمال کیا ہے۔ (یعنی جلد 21 صفحہ 65)

بلکہ پندرہ دن تک ایک ایک مہینہ تک قربانی کے گوشت کو سنبھال کر رکھا۔ اور بخاری شریف میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب القدید کے نام سے اس امر کے مسنون ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بخاری، باب القدید)

### شوربہ دار گوشت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے آپ ﷺ کی کھانے کی دعوت کی۔ میں نبی ﷺ کے ساتھ کھانے پر گیا وہاں جو کی روٹی تھی اور گوشت کا شوربہ تھا جس کے اندر لوکی یعنی گھیا پڑا ہوا تھا۔ جب کھانا شروع ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ برتن کے چاروں طرف سے لوکی یعنی گھیا کو تلاش کر رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے مجھے بھی

لوکی سے محبت ہوگئی اور میں بھی لوکی رغبت سے کھانے لگا۔

(بخاری، جلد 2 صفحہ 817)

دیکھیں! صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کیا تھی کہ جو چیز نبی ﷺ کو پسندوہ ہمیں بھی پسند۔ مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے شوربے والا گوشت بھی استعمال فرمایا۔

### اشار کی تعلیم:

بعض دفعہ آپ ﷺ نے قربانی کے موقع پر بھی شوربے والا گوشت بنوایا، اور یہ بھنے ہوئے گوشت سے بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے شوربہ پڑوسی کو دینے کی تاکید فرمائی ہے۔

(عینی، جلد 21 صفحہ 64)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو گوشت خریدے اسے چاہیے کہ شوربہ زیادہ رکھے، پس اگر کوئی بوٹی نہ پائے گا تو شوربہ تو پامی لے گا۔ اور آگے فرمایا کہ یہ بھی تو گوشت ہے۔ (ترمذی، جلد 2 صفحہ 5)

یعنی گوشت کا پورا پورا اثر شوربہ کے اندر آجاتا ہے۔

### شوربہ بڑھانا:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نیک کام کو معمولی نہ سمجھو، اگر نیکی نہ کر سکو تو یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی کو مسکراتے ہوئے ملو۔ اور فرمایا کہ جب گوشت خریدو تو شوربہ زیادہ رکھو اور اس میں سے اپنے پڑوسی کو بھیج دیا کرو۔

(ترمذی، جلد 2 صفحہ 5)

ایک اور روایت ہے کہ فرمایا کہ جب گوشت پکاؤ تو شوربہ زیادہ کرو۔ پانی ڈال دیا کرو،

تا کہ پڑوسی کو بھیجنا آسان ہو جائے۔ (مجمع الزوائد، جلد 5 صفحہ 22)



## رکدو کے فوائد:

ایک حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ لو کی یعنی کدو کھاؤ۔ آگے فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع دینے والا کوئی درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام پر اس ہی کو اُگاتے۔ اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شور بہ بنائے تو لو کی کا اضافہ کر دے، وہ عقل اور دماغ کو قوت دیتی ہے۔ (کنز العمال، جلد 19 صفحہ 202)

گھیا اور کدو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اچھی چیز ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے شانے کی ہڈی کا گوشت منہ مبارک سے نوح کر نوش فرمایا۔ (بخاری، جلد 2 صفحہ 824)

## رہڈی والا گوشت:

آپ ﷺ کو وہ ہڈی جس پر گوشت لگا ہوا ہو، بہت مرغوب تھا۔ نہایت رغبت سے ہڈی پر سے گوشت نوح کرتا اور فرماتے۔ اکثر تو دانت سے نوح کر کھاتے اور کبھی کبھی چاقو سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے تھے۔ (شامل، کبریٰ جلد 1 صفحہ 91)

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ہانڈی سے ہڈی دار گوشت کو نکالا اور اسے تناول فرمایا۔ (بخاری، جلد 2 صفحہ 814)

غرض یہ کہ ہڈی دار گوشت نبی ﷺ کو پسند تھا۔ ہم گوشت خریدیں تو ہڈی دار گوشت لیں کہ نبی ﷺ کو ہڈی والا گوشت محبوب تھا۔

## رکلبی:

اس کے علاوہ کلبی یہ بھی نبی ﷺ کو پسند تھی۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لئے کلبی بھونی اور نبی ﷺ نے اسے



نوش فرمایا اور (جب نماز کا وقت ہوا تو) نماز پڑھی۔ (بخاری، مسلم، صفحہ 157، نسائی)

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے یہاں کلیجی اور دل وغیرہ لٹکے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کلیجی ہمارے لیے پکا دو تو کتنا اچھا ہو، ہم اسے کھالیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اسے پکا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا۔ (طحاوی، جلد 1 صفحہ 39)

تو کلیجی کھانا بھی سنت ہے۔ اب کلیجی قربانی کے موقع پر ہمارے یہاں کھائی جاتی ہے۔ یہ ایک عام رواج ہے۔ دارِ قطنی کی ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کے جانوروں کی اولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلیجی ہی کھاتے تھے۔ (موابہ، جلد 4 صفحہ 332)

ہمارے یہاں بھی الحمد للہ! جیسے ہی جانور صبح کو ذبح ہو جاتا ہے تو ذبح ہونے کے بعد سب سے پہلے کلیجی اس میں سے نکالی جاتی ہے اور اس کو تیار کر کے کھالیا جاتا ہے۔ اگر آسانی ہو اور بہت زیادہ تاخیر نہ ہو رہی ہو تو اس طرح سے کھانا یہ مناسب ہے۔

### قربانی کے گوشت کو بچا کر رکھنا:

یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک بھی گوشت کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربانی کے گوشت کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تین دن سے زیادہ اس کو رکھ سکتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پائے ایک ماہ تک رکھتے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے۔ (نسائی، جلد 2 صفحہ 208)

تو یہاں سے پتا لگا کہ پائے کھانا بھی سنت ہے۔ پائے تو ہم کھاتے ہی ہیں آگے پیچھے، لیکن یہ شاید آج معلوم ہوا ہو کہ پائے کھانا بھی سنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے



لیے قربانی کے جانور کے پائے رکھتے تھے اور ایک ماہ تک اس کا استعمال ہوتا رہتا تھا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم لوگ پائے اٹھا کر رکھ دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے پندرہ یوم کے بعد تک کھاتے رہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو کئی دن تک کھاتے رہنا یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ زہد و توکل کے خلاف نہیں۔

(عمدة، جلد 21 صفحہ 56)

### مغز اور گودا:

اس کے علاوہ مغز اور گودا، ہڈیوں کے اندر جو گودا ہوتا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک پیالہ مغز بھرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابوثابت! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے چالیس جانور ذبح کیے تو خواہش ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر کر مغز کھاؤں، تو پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے نوش فرمایا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ (سیرۃ الشامی، جلد 7 صفحہ 298)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھر میں کوئی نعمت دیکھتے تو خوشی ہوتی اور اسے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے کر آیا کرتے تھے۔

### اُونٹ کا گوشت:

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر قربانی کی تو 100 اونٹ ذبح ہوئے۔ 23 اونٹ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح کیے وہ بھی ایک عجیب شام تھی کہ اونٹ آتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں خنجر دیکھتے اور اپنی گردن آگے بڑھا دیا کرتے کہ اے اللہ کے نبی! پہلے میں پہلے میں۔ تو 23 اونٹ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے ذبح کیے



اور 37 اونٹ حضرت علیؑ کے ہاتھوں سے ذبح ہوئے، تو نبی ﷺ نے حج کے موقع پر اپنی طرف سے 100 اونٹوں کی قربانی دی۔ اب جب 100 کے 100 اونٹ قربان ہو گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر اونٹ سے تھوڑا تھوڑا سا گوشت لے لو جب سب میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے لیا گیا اور اسے ہانڈی میں ڈال دیا گیا اور پکنے کے بعد سب نے گوشت کھایا اور اس کا گرم گرم شور بہ پیا۔ (مواہب، جلد 4 صفحہ 332)

### رینجی اور شور بہ پینے کا ثبوت:

یہ جو چائے پینے والے لوگ ہیں، اُن کو حدیث سے تو کوئی دلیل تو ملتی نہیں، کہنے کو ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے گرم گرم شور بہ پیا تھا۔ ہم اپنے نبی ﷺ کی مبارک زندگی کو دیکھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کو دیکھیں۔ زندگی گزارنا آسان ہو جائے گا۔ ہماری زندگیاں تکلفات سے پُر ہیں نہ اگلا پتا نہ پچھلا۔ اس لیے ہمیں ان مبارک لوگوں کی مبارک زندگیوں کو دیکھ کر عمل کرنا چاہیے۔

### مرغی کا گوشت:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے نبی ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ (بخاری، صفحہ 829، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو چند یوم تک اُسے اپنے گھر میں باندھ کر رکھتے، پھر اس کے بعد کھاتے۔ مرغی کھانا بھی سنت ہے اور یہ نبی ﷺ نے کھائی اور اس کو کھانا مناسب ہے، لیکن اس کے اندر ایک احتیاط یہ ہے کہ اگر مرغی گندگی وغیرہ کھاتی ہو اس کی غذا اٹھیک نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ تین دن تک اس کو باندھ کے اپنے



پاس رکھا جائے، اُسے حلال پاک غذا دی جائے اور پھر اس کو استعمال کیا جائے ویسے یہ تھوڑا سا مشکل کام ہے۔ (شماں کبریٰ، جلد 1 صفحہ 93)

### خرگوش کا گوشت:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے خرگوش کا گوشت بھی کھایا۔  
(زاد المعاد، جلد 1 صفحہ 54)

### نیل گائے:

اس کے علاوہ یہ بات حدیث شریف سے ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے نیل گائے کا گوشت بھی کھایا ہے۔ (مواب، جلد 4 صفحہ 332)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ کے کسی راستے میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور تمام لوگ احرام کی حالت میں تھے، میں محرم نہیں تھا۔ میں نے نگاہ اوپر کی تو میں نے نیل گائے کو دیکھ لیا۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کوڑا مجھے پکڑا دو۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ کیوں کہ ہم حالت احرام میں ہیں۔ چنانچہ مجھے غصہ آیا میں اُترا میں نے نیزہ لیا سوار ہوا اور میں نے نیل گائے کو سخت وار کیا اور اس کے پیر کو کاٹ ڈالا اور اسے شکار کر کے لے آیا اب اس کی جان نکل چکی تھی، ہم سب نے نبی ﷺ کے ساتھ مل کر اسے کھایا۔

### حالات احرام سے متعلق ایک اہم مسئلہ:

اس کے اندر مسئلہ یہ ہے کہ محرم (جس نے احرام باندھ رکھا ہو) وہ شکار نہیں کر سکتا۔ ایک

صحابی رضی اللہ عنہ ایسے تھے جنہوں نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا تو وہ شکار کر سکتے تھے جب انہوں نے شکار کو دیکھا گھوڑے پر سوار ہوئے اور بغیر نیزے کے تھے اس لیے انہوں نے باقی لوگوں سے کہا کہ بھی! نیزہ مجھے پکڑاؤ، مگر لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نہیں دے سکتے، کیونکہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خود اپنا نیزہ لے کر نیل گائے کا شکار کیا اور اس کے بعد نبی ﷺ نے بھی اور سب نے مل کر کھایا۔ (بخاری، سیرۃ خیر العباد، جلد 7 صفحہ 297)

### چکور:

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا چکور لایا گیا تو آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! اپنے بندوں میں سے بہتر کو میرے پاس بھیج دیجئے جو میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نبی ﷺ کے ساتھ چکور کو کھایا۔ (ترمذی، جلد 2 صفحہ 213)

### حباری:

اس کے علاوہ ایک پرندہ حباری ہے۔ (شامل، صفحہ 11)  
اور ایک پرندہ ہے اس کا نام ہے سرخاب تو ان کا گوشت بھی نبی ﷺ نے تناول فرمایا ہے۔

### پہاڑی بکرا:

اس کے علاوہ پہاڑی بکرے کا گوشت کھانا بھی ثابت ہے۔  
(سیرت خیر العباد، جلد 7 صفحہ 297)

### گائے کا گوشت:

اس کے علاوہ نبی ﷺ نے گائے کا گوشت بھی کھایا۔ نبی ﷺ کا گائے کو ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا آپ ﷺ کے گھر میں آپ ﷺ کی بیویوں کے پاس آنے کا ذکر صحیح مسلم اور صحیح



بخاری میں بھی ہے تو گائے کا گوشت کھانا نبی ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

### مچھلی:

نبی ﷺ نے مچھلی کو بھی کھایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہما ذکر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک جگہ جہاد کے لیے سفر کیا اور ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما تھے ہم لوگ سخت بھوک کی حالت میں ہو گئے۔ کافی دن گزر گئے کچھ کھانے پینے کو نہ ملا تو اللہ رب العزت نے سمندر سے ایک مچھلی باہر نکال کر ہمارے لیے پھینک دی۔ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ ہم نے اس سے پہلے اس جیسی بڑی مچھلی نہیں دیکھی تھی اور اس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما نے اس کی ایک ہڈی لی تو اونٹ پر ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا، یعنی ناپنے کے لیے ایک پسلی کو زمین کے اوپر کھڑا کیا گیا جس کو ہم کانٹا بھی کہہ سکتے ہیں سمجھنے کے لیے تو اونٹ چھوٹا تھا اور وہ پسلی یا کانٹا اس سے بڑا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ اس کی آنکھ کا جو حلقہ تھا اس میں پانچ آدمی بیٹھ جاتے تھے۔ اتنی بڑی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی، ہم نے خوب انجوائے کیا، کھانا کھایا اور اس کو استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ ہم لوگ مدینہ واپس آئے تو نبی ﷺ کے سامنے اس مچھلی کا گوشت پیش کیا گیا اور نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے رزق کے طور پر نکالا ہے اور اگر کچھ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی ﷺ نے اس مچھلی کو کھایا تو مچھلی کا کھانا بھی ثابت ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے۔ اور جنت میں مسلمانوں کی سب سے پہلی غذا مچھلی ہوگی۔

(بخاری، جلد 2 صفحہ 265)

### ناپسندیدہ چیزیں:

چند چیزیں ایسی بھی ہیں جو آپ ﷺ کو ناپسندیدہ ہیں۔ گردے کو پیشاب وغیرہ کی وجہ

سے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ (سیرۃ خیر العباد، جلد 7 صفحہ 337)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جانور کی سات چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے اور انہیں استعمال نہیں کرتے تھے:

① پتہ

② مٹانہ

③ شرمگاہ

④ غدود

⑤ خون

⑥ خصے

⑦ فرج مادہ (مادہ کی شرمگاہ) (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 338)

تو یہ چیزیں ایسی ہیں جو نبی ﷺ نہیں کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی منع فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پاک ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

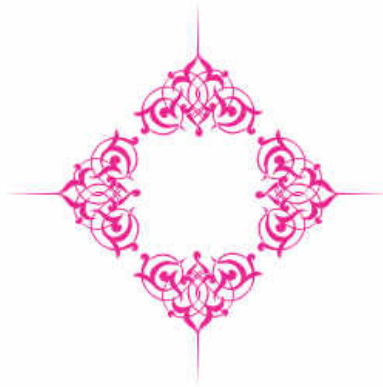
### ﴿ہمارے کرنے کا کام﴾

کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں، پکاتے ہیں۔ ہم مچھلی پکائیں تو اتباع سنت کی نیت کر سکتے ہیں۔ گائے کا گوشت پکائیں تو نیت کر سکتے ہیں۔ مرغی کا گوشت پکائیں تو کر سکتے ہیں۔ ہم جب نبی ﷺ کے طریقوں کے مطابق یہی کھانا بنالیں گے تو یہ ہمارے لیے سنت بن جائے گا، اور نبی ﷺ کی محبت کا ذریعہ بھی بن جائے گا، اور اتباع سنت کا ثواب الگ ملے گا۔ اب مرغی کھانا جیسے سنت ہے اگر کوئی آدمی مرغی منگوائے تو سنت کی بھی نیت کر لے۔ بہر حال یہ دیسی مرغی کی



بات ہے، فارسی مرغی علماء نے اس کو بھی حلال قرار دیا ہے، اگر اس کی غذا ٹھیک ہے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پاک ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ ایک ایک کام کو نبی ﷺ کے طریقے پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دین مشکل نہیں ہے دین بہت آسان ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمارے اوپر بہت احسان فرمایا کہ نبی ﷺ کو ہمارے اندر مبعوث فرمایا ہمیں ان کی امت میں سے بنایا۔ آپ ﷺ کی سنتوں کو اگر ہم سمجھ لیں گے سیکھ لیں گے تو چوبیس گھنٹے کی ہماری زندگی دین ہی دین بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نبی ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.







## خواب

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلِي عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى . أَمَّا بَعْدُ :

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

﴿إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ (الضَّافَات: 102)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

لاہور میں ہمارے مدرسے میں کچھ تربیتی بیانات چل رہے تھے اور چل رہے ہیں۔ ان کا تعلق نبی پاک ﷺ کی مبارک سنتوں سے ہے۔ چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور زندگی کے مختلف امور میں نبی ﷺ کی مبارک سنتیں اپنانا ہمارے لیے کتنی ضروری





ہیں، اس کی ایک ترتیب چل رہی ہے۔ اسی ترتیب کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم بات کریں گے ان شاء اللہ!

### ﴿ کامیاب کون؟ ﴾

آج انسان دنیا میں سمجھ رہا ہے کہ مال ہوگا تو میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بینک بیلنس ہوگا تو کامیاب ہو جاؤں گا۔ ڈگری ہوگی، عہدہ ہوگا، نام ہوگا تو میں اونچا ہو جاؤں گا۔ یہ دنیا کی باتیں ہیں حالانکہ دنیا کے حاصل ہو جانے میں کامیابی نہیں ہے، لیکن پھر بھی دنیا کی باتیں ہیں۔ محشر کے میدان میں کامیاب کون ہوگا؟ جو حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی گزارے گا۔ جس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، بیوی بچوں کے ساتھ معاملات، جس کے اندر باہر کے سارے معاملات نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوں گے وہ کامیاب ہوگا اور اللہ اُس سے راضی ہوں گے۔

### ﴿ سونے کی دعا: ﴾

نبی پاک ﷺ جب رات کو سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمْوَاتٌ وَأَحْيَاءٌ.

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

”اے اللہ! تیرے نام پر میں مرتا ہوں اور تیرے نام پر جیتا ہوں۔“

جس کی زندگی میں اللہ نہیں اس کی زندگی بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سچی محبت

اپنی رحمت سے عطا فرمائے۔ آمین

### ﴿ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل: ﴾

امی عائشہ رضی اللہ عنہا جب رات کو سونے لگتی تو اس دعا کو پڑھ لیتیں:

(( اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ زَوْيَاً صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ

صَارَةً )) (الاذکار صفحہ 79)

”اے اللہ! میں آپ سے سچے خواب کا سوال کرتی ہوں جو سچا ہو جھوٹا نہ ہو، نافع ہو نقصان دہ نہ ہو“۔

یعنی جو سچے ہوں، اچھے ہوں اور نفع دینے والے ہوں، میں ایسے خواب کی تمنا کرتی ہوں کہ آپ سوتے ہوئے بھی مجھے سچی اور نافع چیز دیکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت علیؑ کا عمل:

سیدنا علیؑ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم بستر پر جاؤ تو یہ دعا کیا کرو:

(( بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ )) (نسائی صفحہ 769)

”میں سورہا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ کے راستے میں اور ملت رسول اللہ ﷺ پر“۔  
یہ مسنون دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سوکر اٹھنے کی دعا:

جب سوکر اٹھ جائیں تو کیا دعا کیا کریں؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ صبح اٹھ کر یہ دعا پڑھی جائے:

(( اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰخِيَانَا بَعْدَ مَا اٰمَانْنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ )) (ابوداؤد: 688)

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نیند یعنی موت کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے“۔

یہ نیند موت کی بہن ہے۔ اُس کی طرف یاد دلوائی جا رہی ہے کہ آج تم تھوڑی دیر کے



لیے سو رہے ہو مگر اٹھنے کی امید ہے، لیکن ایک وقت ہوگا جب تم قبر میں سو رہو گے، یعنی نیند کے ساتھ موت کو یاد دلوایا گیا۔

### ایک جامع دعا:

ایک اور جگہ یہ دعا منقول ہے۔

(( اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي فِيْ جَسَدِيْ وَرَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَ اٰذِنَ لِيْ ))

(عمل الیوم ولیلہ لسنائی صفحہ 866، ترمذی صفحہ 176)

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے جسم میں عافیت دی، اور میری روح واپس فرمائی اور اپنی یاد کی توفیق دی۔“

کسی جانور نے نہیں کاٹا، کوئی اور پر اہلم نہیں ہوئی تو یہ اللہ نے میرے سارے جسم کو ٹھیک رکھا صحیح سلامت رکھا۔ یعنی تعریف اس اللہ کی کہ جس نے مجھے میرے جسم میں عافیت دی اور مجھے میری روح واپس لوٹا دی اور مجھے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمادی۔

یہ جو آخری بات ہے:

(( وَاٰذِنَ لِيْ بِذِكْرِهٖ ))

مجھے اپنی یاد کی توفیق عطا کر دی۔ تو یہاں سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ جو دن گزارنا ہے وہ اللہ کی یاد میں گزارنا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

### اچھے اور برے خواب سے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات:

انسان سوتے میں خواب بھی دیکھ لیتا ہے تو خواب کے بارے میں کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔  
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم

میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پس **الحمد لله** کہے اور اُس کا (دوسروں سے) ذکر کرے۔ (بخاری صفحہ 1034)

دوسری جگہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین بار تھو تھو کر دے اور تین بار تعوذ پڑھے یعنی

(( اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ )) (اذکار صفحہ 83، مسلم صفحہ 241)

تین بار پڑھ لے۔ تو ان شاء اللہ یہ ناپسندیدہ خواب اس کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔ پریشان ہونے کی ضرورت کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

### ﴿ خواب سے متعلق آپ ﷺ کی عادت مبارکہ: ﴾

خواب کے بارے میں آپ ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اکثر پوچھتے تھے کہ بتاؤ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا۔ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو آقا ﷺ کے سامنے بیان کرتا اور آپ ﷺ اُس کی اچھی سی تعبیر بیان فرماتے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 1043)

مومن کا خواب مبشرات الہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے اور نبوت کا ایک حصہ اس کو قرار دیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ خواب کی بہت عمدہ تعبیر دیا کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ صحابہ کرام سے پوچھا بھی کرتے تھے۔

(فتح الباری جلد 12 صفحہ 440)

اور آپ ﷺ کا یہ پوچھنا عام طور سے نماز فجر کے بعد ہوا کرتا تھا۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 1043)



## حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تمنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو بھی شخص خواب دیکھتا وہ آپ ﷺ کو بتاتا کہ آپ ﷺ اچھی سی تعبیر بتائیں۔ چنانچہ میرے دل میں بھی آیا کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور آپ ﷺ سے تعبیر پوچھوں۔ چنانچہ ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! کوئی خیر ہو تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا دیں کہ میں اُس کی تعبیر نبی ﷺ سے پوچھوں۔ چنانچہ (دعا میں کر کے میں نے) اُس رات خواب دیکھا۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 1041)

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم دعا کرتے تھے کہ ہمیں خواب آئے تو ہمیں آقا ﷺ سے بات کرنے کا موقع ملے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نکاح (شادی) سے پہلے مسجد میں سوتا اور اپنے دل سے کہتا کہ اگر تجھ میں بھی کوئی بھلائی ہوتی تو تجھے بھی اللہ خواب دکھا دیتے۔ ایک رات دعا مانگ کر میں سویا کہا: اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ مجھ میں کوئی اچھائی ہے تو مجھے بھی خواب دکھائیے۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 1041)

ایک صحابی حضرت ابو بکر ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اچھے خواب بہت پسند تھے اور آپ ﷺ لوگوں سے خواب کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

## آپ ﷺ کا فجر کے بعد خواب کا پوچھنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو (لوگوں سے) پوچھتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ فرماتے کہ میرے بعد نبوت نہیں رہے گی، مگر اچھے خواب باقی رہیں گے۔ (ابوداؤد صفحہ 584)

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد خواب پوچھتے اور اسی وقت تعبیر بھی



بیان فرماتے۔ اُس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ فجر کے بعد انسان نے جورات کو خواب دیکھا ہوتا ہے وہ نسبتاً اُسے یاد رہتا ہے۔ ٹائم گزرنے کے بعد وہ بھول جاتے ہیں، یا مکنگ ہو جاتی ہے، تو فجر کے بعد معاملہ ذرا تازہ تازہ ہوتا ہے۔

### تعبیر پوچھنے سے متعلق اہم بات:

کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک سے تعبیر پوچھتے ہیں، تو اس تعبیر کا اعتبار ہوگا جس سے سب سے پہلے پوچھا گیا ہو وہی تعبیر نافذ ہو جائے گی اور باقیوں کی پیچھے رہ جائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پہلے تعبیر دے دیں اُسی کا اعتبار ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ 279)

اور اسی لیے حکم ہے کہ خواب ہر ایک سے بیان نہ کریں۔

### خواب سننے کی دعا:

حضرت ضحاک جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سننے کے وقت یہ دعا پڑھی:

خَبِيرٌ تَلَقَّاهُ شَرٌّ تَوْقَاهُ خَيْرٌ لَّنَا وَ شَرٌّ لَّا غَدَائِنَا وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

”تم کو بھلائی حاصل ہو تم برائی سے محفوظ رہو بھلائی تمہارے لیے اور برائی دشمنوں کے لیے تعریف اُس خدا کی جو تمام عالمین کا رب ہے“۔ (سیرۃ جلد 7 صفحہ 411)

### اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے:

بخاری شریف کی روایت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے خواب نبوت کا چھیا لیسواں (46) حصہ ہے۔ اب یہ چھیا لیسواں حصہ کیوں کہا گیا؟ نبوت کا عرصہ 23





سال رہا ویسے تو نبی ﷺ شروع سے نبی ہیں لیکن نبوت کا اظہار 40 سال کی عمر میں کیا۔ 63 سال میں پردہ فرمایا تو 23 سال کا عرصہ نبوت کا عرصہ کہلایا اور اظہار نبوت سے پہلے 6 ماہ کا عرصہ اچھے اور سچے خوابوں کا رہا۔ تو 23 کو اگر 2 Multiply کر لیں 46 ہو جائے گا۔ ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں اور نبوت کے سال 23 ہیں، ان کو چھ ماہ کر لیا جائے تو 46 چھ ماہ بنتے ہیں، اس لیے علماء نے کہا کہ خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ اور نبوت سے قبل چھ ماہ نبی کریم ﷺ کو سچے خواب آیا کرتے تھے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ شاید اس کا مطلب یہ ہو باقی اللہ بہتر جانتے ہیں۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کی مراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں ہمیں معلوم نہیں۔

(فتح الباری جلد 12 صفحہ 364)

### اچھے خواب بشارت ہیں:

حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ جو اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَهُمُ النَّبَشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

”ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے۔“

اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ اچھے خواب ہیں جن کو مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھا دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ 278)

بعض اوقات خود اچھا خواب دیکھ لیتا ہے اور اُسے تسلی مل جاتی ہے، بعض اوقات کوئی اور اچھا نیک آدمی اُس کے بارے میں دیکھ لیتا ہے تو خواب مؤمن مرد اور مؤمن عورت دونوں کے حق میں بشارت ہے۔

## حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول:

وحی کے ختم ہونے اور خواب کے باقی رہنے کا مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے مطابق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے جانے کے بعد وحی اور نبوت کا سلسلہ تو ختم ہو گیا لیکن خواب کے ذریعے انسان کو کچھ علم اور بشارتیں یا آگے آنے والی کسی چیز کا اللہ کی طرف سے انسان کو علم ہوتا رہے گا۔

## خواب کی نوعیتیں:

اب خواب کی کچھ نوعیتیں بھی ہوتی ہیں:  
حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سنا کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں:

### پہلی نوعیت:

ایک تو وہ جو نفس اور ذہن کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو سارا دن انسان سوچتا ہے، کر رہا ہے وہ رات کو نظر آ گیا تو اسے لوگ خواب سمجھ لیتے ہیں۔ یہ خواب نہیں بلکہ خیالات ہیں۔

### دوسری نوعیت:

دوسری شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو شیطان سے پناہ مانگے۔ بائیں طرف تھتھکا کر دے تو ان شاء اللہ کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

### تیسری نوعیت:

وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔ اور یہ خواب نبوت کا 46 واں حصہ ہے۔ اور اسے بھی صاحب خیر آدمی کے سامنے بیان کریں



تاکہ وہ اچھی تعبیر بتائے اور اچھی بات بتائے۔ (ابو اسحاق، سیرۃ جلد 7 صفحہ 407)  
خواب کس کو بتایا جائے؟ جو دین کا علم رکھتا ہو اور خیر خواہ بھی ہو۔

## خواب کی اقسام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب تین قسم کے ہوتے ہیں:

① اللہ کی طرف سے بشارت

② خیالی باتیں

③ شیطان کا خوفزدہ کرنا۔ (ابن ماجہ صفحہ 279)

بعض اوقات انسان جو بیداری میں کرتا اور سوچتا ہے وہ اس کے دماغ میں بات چل رہی ہوتی ہے وہی رات کو دیکھ لیتے ہیں۔ اور شیطان بھی پریشان کرنے کے لیے ڈراؤنے خواب دکھاتا ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کوئی پسندیدہ خواب دیکھو تو اپنے دوستوں کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرو (جو تم سے محبت کرنے والا ہے تم سے مخلص ہے اسی سے بیان کرو، اور جب ناپسندیدہ خواب دیکھو تو کسی سے بیان نہ کرو (نہ دوست سے، نہ دشمن سے کرے) تو ان شاء اللہ کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (ابن ماجہ صفحہ 279)  
کوئی پریشانی کی بات نہیں۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھو تو یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کی برائی سے پناہ مانگ لو، اور کسی سے بیان نہ کرو تو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 1043)

## خواب کا اثر:

بعض اوقات خواب سے انسان بیمار بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی خواب اثر بھی ڈال لیتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! میں ایسا ڈراؤنا خواب دیکھ لیتا ہوں کہ دیکھنے کے بعد میں بیمار ہی پڑ جاتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو! اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بُرے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ پس تم میں سے جو بُرا خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے اور

**أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** پڑھے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

(مجمع جلد 7 صفحہ 176)

پھر نہ بیمار ہوگا، نہ پریشان ہوگا۔ اس طرح اگر عمل کر لیا جائے تو ان شاء اللہ نقصان نہیں ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بیان کیا ہے کہ اگر انسان ناپسندیدہ خواب دیکھ لے تو اُٹھ جائے اور نماز پڑھے۔ (رات کو خواب دیکھا بُرا خواب تھا مثلاً کوئی سانپ، کوئی بیل اچانک دوڑتا ہوا آ رہا ہے، تو اس کو چاہیے کہ یہ اُٹھ جائے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ لے) اور خواب کو کسی سے بھی بیان نہ کرے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 1043)

بُرے خواب کے آداب کیا ہوئے؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اگر بُرے خواب دیکھے تو اس کے یہ آداب ہیں کہ اللہ سے پناہ مانگے، اعوذ باللہ پڑھ لے، تین دفعہ بائیں طرف تھتھکا دے، اُٹھ کے بیٹھ جائے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے، اور کسی سے بھی



بیان نہ کرے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ بُرا خواب دیکھے تو آیۃ الکرسی بھی پڑھ لے۔  
(فتح الباری جلد 12 صفحہ 370)

### سچا خواب:

ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ سچا خواب صبح کے وقت کا ہوتا ہے۔  
(ترمذی صفحہ 397)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جو خواب سحری کے وقت انسان دیکھتا ہے، اس کی تعبیر جلدی واقع ہو جاتی ہے اور خواب کے اندر احکامات مردوں اور عورتوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔  
(فتح الباری)

اور یہ بات ذرا دل کے کانوں سے سنئے! نبی ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے والے کا خواب سچا ہوتا ہے۔  
(فتح الباری جلد 12 صفحہ 390)

### ایک غلط سوچ کی اصلاح:

آج ہم میں سے اکثر خواب دیکھ لیتے ہیں۔ کسی بزرگ کو دیکھ لیا، کوئی اچھی چیز دیکھ لی، کوئی گرینری (Greenery) دیکھ لی تو اپنے اوپر ناز کرنے لگتے ہیں اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ میرے بھائی خواب سے درجے نہیں ملا کرتے۔ خواب کی حقیقت ایک حد ایک درجے تک ہے بس! اگر کوئی شخص رات خواب میں اپنے آپ کو وزیر اعظم یا صدر بنا ہوا دیکھے اور صبح اُٹھ کے فلائٹ لے اور (President House) پہنچ جائے کہ بھئی! میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو وزیر اعظم یا صدر بنا ہوا دیکھا ہے تو میں اب پاکستان کا صدر ہوں تو لوگ اس کو جوتے ماریں گے۔ جس طرح



صدر اور وزیر اعظم کا خواب دیکھنے سے کوئی صدر اور وزیر اعظم نہیں بتا اسی طرح ولایت کے خواب دیکھنے سے کوئی ولایت نہیں مل جاتی۔ بہت سارے لوگ ایسے ہوتے ہیں زندگی شریعت کے خلاف گزر رہی ہوتی ہے، نمازیں قضا کر رہے ہیں، جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں، نامحرموں سے تعلقات ہیں۔ اس میں کوئی اچھا خواب دیکھ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں میں تو اللہ کا بڑا مقرب ہوں۔ یاد رکھیے! اللہ کا تقرب تقویٰ سے معلوم ہوگا، نیکی سے معلوم ہوگا۔ اگر ہماری زبان جھوٹی ہے تو ہمارے خواب بھی جھوٹے ہیں۔ سچے آدمی کا خواب سچا، جھوٹے کا خواب بھی جھوٹا۔

### ﴿کافر کا خواب بھی سچا ہو سکتا ہے﴾:

لیکن یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ بعض اوقات انسان خواب دیکھ لیتا ہے اور وہ سچا ہوتا ہے۔ زندگی شریعت کے مطابق نہیں ہوتی لیکن اپنے آپ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سمجھنے لگتا ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں پتہ نہیں کیا ہو گیا، تو خواب تو کافر کا بھی سچا ہو سکتا ہے۔ دلیل قرآن عظیم الشان سے:

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوَانٍ يَأْكُلْنَ سَبْعَ عَجَافٍ وَ سَبْعَ سُنْبُلَاتٍ

خُضِرٍ وَأَخْرَجَ يَبْسُوتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رَأْيِي إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾

(یوسف: 43)

مصر کے بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا کہ سات گائیں ہیں وغیرہ پوری تفصیل ہے، جس کی حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی تھی۔ پہلے سات سال خوب اچھی فصل ہوگی، اس کے بعد سات سال قحط سالی کے ہوں گے۔ تو یہ جس بادشاہ نے دیکھا تھا وہ مسلمان نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ سچا خواب تو کافر کو بھی آ سکتا ہے تو یہ ولایت کی دلیل نہیں۔ پھر جب





حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں تھے تو دو قیدیوں نے خواب بیان کیے تو اچھے خواب دیکھنے کے لیے مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں۔

تو بھائی! اپنے آپ کو صرف شریعت کے دائرے میں رکھیں، کہیں پہنچے نہیں کہ میں ولی بن گیا وغیرہ۔ تو جو آدمی جھوٹ بولتا ہے، اس کا خواب بھی جھوٹا۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ ہمارا خواب کیسا ہوگا۔

### دو سینکڑ دو منٹ:

آج کل جھوٹ کی بیماری بہت عام ہے۔ بلاوجہ جھوٹ بول لیتے ہیں پرواہ ہی نہیں کرتے۔ جیسے کوئی بات کر رہے ہیں۔ فون پر تو کہتے ہیں کہ میں ایک سینکڑ بعد فون کرتا ہوں، یا امی! ایک سینکڑ میں آیا۔ اب معلوم ہے کہ جو کام کر رہے ہیں، اس کو ختم ہوتے ہوتے ایک دو منٹ لگ جائیں گے، تو یہ جو سینکڑ کا لفظ بلا ساختہ، بلا سوچے سمجھے نکلا تو یہ تو جھوٹ ہوا۔ فرشتوں نے تو وہی لکھنا ہے جو منہ سے نکلا ہوگا۔ کتنی دفعہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ بس! ایک منٹ کے لیے، حضرت! آپ دو منٹ کے لیے آجائیں میرے گھر میں اور وہ دو منٹ 20 منٹ بعد بھی پورے نہیں ہوتے۔

### خواب کس سے بیان کیا جائے؟

نبی ﷺ نے فرمایا کہ خواب کسی عالم اور خیر خواہ کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی خواب دیکھے تو حبیب کو بتائے یا لیبیب کو بتائے۔ حبیب وہ جو آپ سے محبت کرنے والا ہے اور لیبیب وہ جو دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ خواب نبوت کا 46 چھیالیسواں حصہ ہے۔ جب تک کسی

سے بیان نہ کیا جائے معلق رہتا ہے اور جب آپ کسی عام دوست سے بیان کر دیتے ہیں اور وہ تعبیر دے دیں چاہے غلط ہی کیوں نہ ہو تو وہ خواب اس کی تعبیر کے موافق واقع ہو جاتا ہے۔ اسی لیے علماء نے فرمایا کہ اپنے مخلص دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرو۔ اگر تمہارے ساتھ کوئی حسد، بغض رکھتا ہے تو ویسے آدمی کو خواب بیان نہ کرو کیونکہ وہ برا مطلب نکالے گا اور خواب کی تعبیر نافذ ہو جائے گی اور تمہارے ساتھ نقصان والا معاملہ ہو جائے گا۔ اگر کسی خیر خواہ سے بیان کرو گے تو وہ اچھی تعبیر دے گا اور تمہارے ساتھ معاملہ آسان ہو جائے گا۔

### اچھے خواب کے آداب:

جب اچھا خواب دیکھے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور الحمد للہ پڑھے۔ اس کو بیان کرے۔ اُس کی تعبیر کسی نیک اور خیر خواہ دوست سے نکلوائے یا لے۔ نبی ﷺ نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم تعبیر دیا کرو تو اچھی تعبیر دیا کرو، خواب کی تعبیر اس کے دینے والے کے موافق واقع ہو جاتی ہے۔  
(فتح الباری جلد 12 صفحہ 432)

تو خواب کی تعبیر انسان کو شش کر کے اچھی سی اچھی دیا کرے۔

### عجیب خواب بہترین تعبیر:

ایک دفعہ ایک خاتون نے خواب دیکھا کہ اُس کے ساتھ ہر قسم کے لوگ جانور، چرند، پرند اور درندے محبت کا عمل کر رہے ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہوا کہ انسان بھی اور جانور بھی۔ وہ شرم و حیا کا زمانہ تھا۔ اُس نے اپنی کنیز کو بلا کر کہا: ابن سیرین سے جا کر اس کی تعبیر پتہ کر کے آؤ۔ کنیز گئی اور خواب سنایا تو انہوں نے کہا کہ یہ تمہارا



خواب نہیں ہے۔ تم اس قابل ہی نہیں کہ تم اتنا اچھا خواب دیکھو۔ یہ تو کسی بڑے بندے کا خواب ہے۔ ملکہ زبیدہ جو ہارون رشید کی بیوی تھی۔ اُس نے خواب دیکھا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ میرا نام نہ لینا کہ ملکہ وقت کا خواب ہے، لوگوں میں مشہور ہوا تو پتہ نہیں لوگ کیا گمان کریں گے۔ اب کنیز نے کہا: یہ میرا خواب ہے۔ انہوں نے کہا: یہ تمہارا ہو ہی نہیں سکتا۔ بعد میں جب پتہ چلا کہ زبیدہ خاتون کا ہے تو غالباً ابن سیرین نے تعبیر دی تھی کہ تم سے اللہ تعالیٰ ایسا کام لیں گے کہ لوگ جانور، چرند، پرند سب کو اُس سے فائدہ ملے گا۔ اب ظاہر میں خواب دیکھا کہ انسان کو عزت کے لالے پڑے ہوئے ہیں، لیکن تعبیر دینے والے نے ایسی تعبیر دی کہ اللہ ایسا کام لیں گے جس سے سب کو فائدہ ہوگا۔ اس کے بعد اُس نے نہر زبیدہ بنوائی جس سے کافی عرصہ تک حجاج کرام اور دوسرے قافلے اور سب چرند پرند فائدہ حاصل کرتے رہے اور سیراب ہوتے رہے۔

### ﴿ خواب دیکھنے والے کی حالت کا اعتبار: ﴾

خواب دیکھنے والا فاسق ہے، فاجر ہے تو یہ حالت بھی خواب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اذان دے رہا ہوں تو کسی سے تعبیر پوچھنے آیا۔ تو اُس نے تعبیر دی کہ تم حج پر جاؤ گے یا عزت ملے گی یعنی اچھی تعبیر دی۔ تھوڑی بعد ایک اور آدمی نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تو تعبیر دی کہ تم پر چوری کا الزام لگے گا۔ تو طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! ایک جیسے خواب کی دونوں کو آپ نے مختلف تعبیر دی تو فرمایا کہ پہلا والا شخص متقی تھا، اُس نے خواب سنایا تو مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی:

وَ اِذْ نَفَخْنَا فِي السَّائِبِ بِالنَّاسِ بِالْحَجِّ يَا تَوَكَّلْ رَجُلًا وَ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاتِيْنًا مِنْ كُلِّ مَجِّحٍ

(الحج: 27)

عَبِيْدِيْنُ

”تم لوگوں کو حج کے لیے اذان دو اُن کو بلاؤ“۔

تو میں نے اُس نیک بندے کی اذان کو اس آیت سے تعبیر دی۔ اور جو دوسرا بندہ آیا، یہ فاسق اور فاجر قسم کا تھا، نیک نہیں تھا۔ جب اس نے اذان کی بات کی تو مجھے قرآن کی ایک اور آیت یاد آگئی:

ثُمَّ أَذِّنْ مُؤَدِّنَ أَيَّتِهِنَّ الْعِيدُ إِنَّكُمْ لَسِرِقُونَ ﴿٧٠﴾ (یوسف: 70)

تو دونوں نے ایک جیسا خواب دیکھا لیکن اُن کی اپنی کیفیات کی وجہ سے مختلف تعبیر بتائی۔ تو تعبیر میں کوئی حتمی چیز نہیں ہوتی، یہ وقت بندے اور مختلف کیفیات کی وجہ سے مختلف ہو سکتی ہے۔

### ﴿موسم کا بھی اعتبار:﴾

ایک دفعہ ایک بندے نے خواب دیکھا کہ آگ جل رہی ہے۔ تعبیر پوچھی تو کہا گیا کہ تمہیں مال ملے گا۔ ایک اور بندے نے خواب دیکھا کہ آگ جل رہی ہے تعبیر بتائی گئی کہ اپنا گھر خالی کرو یہ گرنے والا ہے۔ علماء نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا؟ دونوں نے ایک جیسا خواب دیکھا آپ نے ایک کو کہا کہ مال ملے گا اور دوسرے کو کہا کہ گھر خالی کرو گرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے والے نے سردی میں آگ کو دیکھا تھا تو آگ سردی میں رحمت ہوا کرتی ہے دوسرے نے پھر گرمی کے موسم میں آگ کو دیکھا تھا تو گرمی میں آگ زحمت ہوا کرتی ہے۔ تو اس لیے تعبیر اس طرف چلی گئی۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام کیفیات خواب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

### ﴿خلاصہ کلام:﴾

یہ تمام بات سمجھانے کا لب لباب یہ ہے کہ اگر بندہ اچھا خواب دیکھے تو اللہ کا شکر ادا



کرے، اور کسی اچھے دین دار عالم بندے سے اس کی تعبیر پوچھے۔ ہر کسی سے، ایسے ویسے لوگوں کو نہ بتاتا پھرے، تاکہ عالم اور دین دار بندہ اُس کو اُس کی اچھی تعبیر بتائے اور معاملہ اچھا ہو جائے، کیونکہ اعتبار پہلی تعبیر کا ہے اور جیسے ہی وہ تعبیر بتائے گا معاملہ ویسا ہی ہوگا، اگر وہ غلط بھی دے گا تو وہ غلط بھی ہو جائے گا۔

### آپ ﷺ کی زبان مبارک سے تعبیر:

اُم الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے گھر میں آپ ﷺ کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو دیکھتی ہوں (آپ ﷺ کو سنایا تو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا تم میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کو دودھ پلاؤ گی۔

(ابن ماجہ صفحہ 280)

اولاد جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے، جسم کا ٹکڑا ہوتی ہے۔ اس خواب سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مراد لی گئی۔ اس معلوم ہوا کہ تعبیر دینے والے اچھے انداز سے تعبیر دیں تو معاملہ اچھا ہو جاتا ہے۔

### نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنا:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ پس جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

(شمائل کبریٰ صفحہ 30)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا تحقیق اُس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

(دارمی، کنز العمال جلد 19 صفحہ 274)

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

(منتخب الکلام ابن سیرین جلد 1 صفحہ 57)

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا بہت بڑی سعادت ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا اشتیاق



رکھنا چاہیے۔

کتنے نیک لوگ ہیں جو یہ خواہش دل میں رکھے دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر ان کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔ خیال رہے کہ خواب میں نبی ﷺ کا دیدار ہونا یقیناً اچھی بات ہے مگر نہ ہونا دین میں کسی نقص کی وجہ نہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر دیندار آدمی کو خواب میں دیدار بھی ہو جائے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ جو نبی ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہے تو نبی ﷺ کو ہی دیکھتا ہے، شیطان کسی بزرگ نیک بندے کے روپ میں آسکتا ہے لیکن شیطان نبی ﷺ کا روپ اختیار نہیں کر سکتا۔ اور شیطان کسی نیک یا بزرگ صورت کی میں آکر انسان کو ورغلا بھی سکتا ہے لیکن آپ ﷺ کی شکل میں نہیں آسکتا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیطان انبیاء علیہم السلام کی شکلوں میں بھی نہیں آسکتا۔

(جمع صفحہ 233)

## آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے والے:

اب سب کی یہ خواہش ہے کہ آپ ﷺ کی زیارت ہو جائے تو اس معاملے میں ایک دو عمل سن لیجیے۔ لیکن اس سے پہلے ایک خواب سن لیجے جو چند دن پہلے ایک بزرگ نے دیکھا۔ بنگلہ دیش کے بزرگ ہیں۔ روح الامین ان کا نام ہے۔ ان کو 88 دفعہ آپ ﷺ کی خواب میں زیارت ہو چکی ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ جو میرے روضہ اقدس میں میرے قریب آ کر کیمرے سے تصویریں کھینچتے ہیں، مجھے بڑی تکلیف پہنچاتے ہیں۔

اور یہ خواب بیان کرنے والے ہیں

حضرت مولانا عبداللہ برنی صاحب زید مجدہ یہ انوار البیان تفسیر کے لکھنے والے مولانا





عاشق الہی ﷺ کے بیٹے ہیں۔ ابھی یہ حیات ہیں اور خواب دیکھنے والے بھی حیات ہیں اور خواب بیان کرنے والے بھی حیات ہیں۔ آپ ﷺ کو اس بات سے بڑی تکلیف پہنچتی ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں آکر تصویریں کھینچتے ہیں۔ ہمارے اکابر کی روضہ رسول ﷺ پر جاتے ہی جان جاتی تھی، ڈر لگ رہا ہوتا تھا۔ اپنے اعمال کی وجہ سے ڈرتے تھے نہ معلوم کیا معاملہ ہو۔ اور آج ہم اتنے بڑے اور بہادر ہو گئے کہ جا کر تصویریں کھینچواتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہوگا۔ آج اگر ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن قیامت کے دن اچھی طرح سمجھ آ جائے گی کہ آقا ﷺ کی بات سچی تھی۔ آپ کو سارا واقعہ خواب روایت کے ساتھ پہنچا دیا یہ سب علمائے حق ہیں جنہوں نے یہ خواب دیکھا اور نبی ﷺ کی بات ہم تک پہنچائی۔ وہاں جا کر کچھ ایسے بدنصیب ہیں کہ ادھر آکر تصویریں دکھانی ہوتی ہیں کہ میں روضہ رسول ﷺ پہ گیا اپنی پیٹھ نبی ﷺ کی طرف کر کے چہرہ کیمرے کی طرف کر دیتے ہیں اور تصویر کھینچتے ہیں کہ میری تصویر جالی کے ساتھ آ جائے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُ هُمْ صَاحِبُ السُّمُوعِ عَطَا فَرَمَائے۔

### خواب میں زیارت نبوی کے لیے اعمال:

بات چل رہی تھی نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ جان لیجیے کہ نبی ﷺ کی زیارت خواب میں بڑی نعمت ہے۔ اس کے بارے میں شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ﷺ نے ترغیب اہل السعادة میں لکھا کہ شب جمعہ میں جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات میں دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں 11 بار آیۃ الکرسی اور 11 بار

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ پوری سورت اخلاص پڑھے۔

اور سلام پھیرنے کے بعد سو بار 100 درود شریف پڑھے۔ تین شب جمعے گزرنے نہ پائیں گے کہ ان شاء اللہ اگر اللہ کو منظور ہو تو دیدار ہو جائے گا۔ (شکل کبریٰ جلد 1 صفحہ 277)

## دوسرا عمل:

اسی طرح علماء نے یہ بھی لکھا کہ انسان دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد 25 دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یہ والا درود شریف 1000 مرتبہ پڑھے:

(فضائل درود شریف صفحہ 53)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ الْاَقْبَى

اگر کوئی ایسا بھی کرے گا تو ان شاء اللہ نبی ﷺ کی خواب میں زیارت ہو جائے گی۔ ہم عمل کر لیں ہونا یا نہ ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔ کم از کم ہم نام لکھوا سکتے ہیں کہ ان کے دل میں نبی ﷺ کی محبت تھی۔

## زیارت کن کو ہوئی ہے؟

لیکن میرے بھائیو! یہ خوابوں میں زیارت اکثر ان کو ہوتی ہے جن کی زندگی سنت کے مطابق ہوتی ہے۔ ہمارے بہت سے بزرگ اور علماء ایسے بھی تھے کہ جو یہ عمل بھی نہیں کرتے تھے کہ ہم نبی ﷺ کو اپنا چہرہ کیسے دکھائیں گے۔ خوب ڈرتے تھے۔ تو بھائیو! اپنے چہروں کو داڑھی سے سجائیں۔ لباس کو سنت کے مطابق بنائیں۔ اپنے 24 گھنٹے کے اعمال کو سنت کے مطابق بنائیں۔ اپنی زبان کو جھوٹ سے خالی کریں۔ نامحرموں سے تعلقات کو ختم کریں۔ موبائل فون کے غلط استعمال سے بچیں۔ نگاہوں کی بد پرہیزی سے بچیں۔ جو نگاہیں نامحرموں پر بے حیائی اور غلط طریقے سے پڑتی ہیں یہ غلیظ نگاہیں نبی ﷺ کے چہرہ پر کیسے پڑیں گی۔ ایک



غیرت مند شوہر کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کو لوگ دیکھیں، اس کو پردے میں رکھتا ہے۔ نہیں پسند کرتا کہ کوئی غیر اس کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ بھی بڑے غیرت والے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی بڑے غیرت والے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہیں۔ اگر اللہ نے قیامت کے دن یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ میرا محبوب تو اتنا خوبصورت ہے حسن بے مثال ہے۔ جن لوگوں نے دنیا میں اپنی نگاہیں غلیظ اور ناپاک کر دی ہیں نامحرموں کو، موبائل فونوں پہ گلی کوچوں اور بازاروں میں انہوں نے اپنی نگاہیں ناپاک کر دی ہیں، وہ میرے حبیب ﷺ کے خوبصورت چہرے کو نہیں دیکھ سکتیں۔

### اصل محرومی:

اگر یہ فیصلہ اللہ نے سنا دیا تو ہم دنیا میں بھی محروم ہیں نبی ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھنے سے۔ اس لیے کہ ہم ایسے وقت میں پیدا ہوئے جب آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما چکے۔ تو اگر ہمیں قیامت کے دن بھی اندھا کھڑا کر دیا گیا ان موبائل فونوں، Whatsapp اور اس طرح کی دوسری چیزوں کے غلط استعمال کی وجہ سے تو میرے بھائیو! ہم قیامت کے دن بھی نبی ﷺ کے دیدار سے محروم ہو جائیں گے۔

### ہر چیز کی کوئی قیمت ہوتی ہے:

بازار میں چاکلیٹ لینے جائیں تو قیمت مانگتے ہیں، تو نبی ﷺ کی زیارت کی کوئی قیمت نہیں؟ یہاں جس کی چاہیں ماں بہن کو دیکھتے جائیں، عزتیں لوٹتے جائیں، گناہوں کی زندگی گزاریں اور قیامت کے دن جا کر نبی ﷺ کا دیدار کر لیں۔ ارے میرے بھائیو! اگر اللہ نے فیصلہ سنا دیا کہ پاک نگاہیں میرے پاک پیغمبر ﷺ کو دیکھیں گی تو بتائیں اس دن کیا ہوگا؟ یہ قرآن کا کہنا ہے:

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ (طہ: 125)

”وہ کہے گا اے رب! کیوں اٹھالایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو دیکھنے والا تھا۔“

انسان کہے گا: اے اللہ! میں تو بڑی آنکھوں والا تھا۔ میری نظر ایسی تھی کہ Ultrasound والے بھی بعد میں بتاتے تھے میں تو پہلے بتا دیا کرتا تھا۔ اتنی تیز نگاہیں تھیں۔ مجھ سے کوئی بیچ کے نہیں جاسکتا تھا۔ آج آپ نے مجھے اندھا کھڑا کر دیا۔ یہ کیا معاملہ ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے میرے بندے! دنیا میں تو نے میرے احکامات کو بھلا دیا آج ہم نے تجھے بھلا دیا۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

**رنگا ہوں کو جھکا لینا:**

میرے بھائیو! اگر آقا ﷺ کا دیدار خواب میں چاہتے ہیں اور محشر کے میدان میں شفاعت چاہتے ہیں، تو اتنی بڑی بڑی نعمتوں کی کوئی قیمت دینی پڑے گی۔ وہ قیمت کیا ہے؟ رنگا ہوں کو نامحرم سے جھکا لیجیے۔ رنگا ہوں کو نامحرم سے جھکا لیجیے۔ رنگا ہوں کو نامحرم سے جھکا لیجیے۔ پھر دنیا میں بھی اللہ ایمان کی حلاوت عطا فرمائیں گے۔ دلوں میں بھی سکون عطا فرمائیں گے۔ اور جنت میں بھی نبی ﷺ کا ساتھ عطا فرمائیں گے۔ اپنا دیدار بھی عطا فرمائیں گے۔ آقا ﷺ کا دیدار بھی عطا فرمائیں گے۔ جو آج یہ قیمت دینے کو تیار ہو جائیں گے تو دنیا میں اگر دیدار نصیب نہ بھی ہو تو جنت میں اللہ تعالیٰ آقا ﷺ کا دیدار عطا فرمائیں گے اگر آقا ﷺ کا دیدار چاہتے ہیں۔ بات  $2+2=4$  ہے۔ زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔ امید ہے سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اللہ نبی ﷺ کے دیدار کی قیمت دینی پڑے گی۔ اللہ کے محبوب ﷺ کا دیدار بڑی قیمتی چیز ہے، بہت بڑی نعمت ہے، جس نے آج یہ قیمت ادا کی وہ اللہ اور آقا ﷺ کا دیدار کرے گا۔ جو بندہ اپنی نگاہوں کی حفاظت



کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ایمان کی حلاوت عطا کرے گا۔

### مختصر جائزہ:

خواب کے سلسلے میں جو آداب بیان ہوئے۔ اُن کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ انسان اچھے خوابوں کو پسند کرے اور اُس سے خوش ہو۔ اللہ کا شکر ادا کرے۔ اور جو بُرے لوگ ہیں وہ چھوٹوں سے خواب معلوم کریں۔ مسجد میں خواب معلوم کریں۔ مسجد میں خواب سُنیں۔ تعبیر بیان کرتے ہوئے دعا کریں۔ خواب دیکھنے والا کسی نیک بندے سے خواب کی تعبیر پوچھے ہر نیک آدمی بھی تعبیر نہیں دے سکتا۔ یہ فن بھی اللہ اپنے کچھ مخصوص لوگوں کو عطا فرماتے ہیں۔ اور خواب صرف نیک لوگوں سے اور محبت کرنے والوں سے بیان کریں۔ اور بُرے خواب کے اوپر

### أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

پڑھیں۔ اُٹھ کر نماز پڑھیں اور بُرے خواب کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ ایک اور بات بھی ہے کہ جو بندہ سنت کے مطابق دائیں کروٹ سوتا ہے اُس کو بُرے خواب نہیں آتے، اور جو بائیں کروٹ خلاف سنت سوتا ہے اُس کو خواب بھی بُرے آتے ہیں۔ اگر ہم دائیں کروٹ سوئیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بُرے خوابوں سے بچائیں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.







## پگڑی، عمامہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. آمَنَّا بَعْدُ:

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

يَبْنِيْ اَدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَؤَاتِكُمْ وَرِيشًا ۝ وَلِبَاسٍ التَّقْوٰی ذٰلِكَ

خَيْرٌ ۝ (الاعراف: 26)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

گلدستہ سنت کے بیانات ابھی تک تو الحمد للہ! مدرسۃ البنات کے اندر طالبات کی تربیت کے لیے چل رہے تھے، اور ان کی اصلاح کے لیے ہو رہے تھے لیکن اُمت کو نبی علیہ السلام کی سنتوں کے بارے میں آگاہی ہو جائے اس کے لیے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب کے حکم پر آج پہلی مرتبہ گھر سے باہر لاہور میں کہیں کیا جا رہا ہے۔ محبت





کے ساتھ، توجہ کے ساتھ بات کو سنیں، ان شاء اللہ دلوں میں اثر آجائے گا۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ (ق: 37)

”یہ باتیں اس کو فائدہ دیں گی جس کے سینے میں دل ہوگا۔“

اور جس کے سینے میں سہل ہوگا اس کو فائدہ نہیں ملے گا۔

### ر گلدستہ سنت کیا ہے؟

یہ بتادوں کہ گلدستہ سنت کیا ہے؟ یہ اصل میں حضور پاک ﷺ کی سیرت ہے۔ آپ ﷺ کا چلنا کیسا تھا، اُٹھنا کیسا تھا، بیٹھنا کیسا تھا اور کھانا کیسا تھا۔ کھانے میں کیا پسند فرماتے تھے، کیا ناپسند فرماتے تھے۔ کب کیا کھایا، کب کیا پہنا، پہنتے کیا تھے۔ ہر چیز کے بارے میں ان شاء اللہ تفصیلات آئیں گی۔ تو مقصد اس کا یہی ہے کہ مجھے بھی نبی ﷺ کی اتباع مل جائے اور سننے والوں کو بھی جہاں تک اللہ چاہیں، پوری امت ہے اللہ کے حبیب کی جہاں تک چاہیں اللہ آواز کو پہنچادیں۔

### ر آپ ﷺ کی افضلیت:

ایک بات دیکھیے! یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور پاک ﷺ افضل الانبیاء ہیں، اور اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب حضور پاک ﷺ کو ہر وہ چیز عطا کی جو سب سے افضل ہے۔ تفصیلات اس کی بہت ہیں۔ چند ایک اشارے دے کر بات کو شروع کرتے ہیں۔ کتابیں کتنی آئیں؟ چار۔ سب سے افضل کون سی؟ ”قرآن پاک“ اور وہ ہمارے نبی ﷺ کو ملی۔ امتیں بے شمار آئیں، سب سے افضل امت کس کی؟ حضور پاک ﷺ کی۔ پانی بیشمار ہیں لیکن افضل پانی کونسا؟ ”آب کوثر“ اس سے افضل علماء نے لکھا ”آب زمزم“۔

## آب زمزم کی افضلیت:

جب معراج کی رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور سینہ مبارک کو چاک کیا تو اس وقت جو پانی استعمال کیا گیا وہ آب زمزم تھا۔ اگر جنت کا پانی آب کوثر کا پانی افضل ہوتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ لے کر آتے۔ زمزم استعمال ہوا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ افضل نبی ﷺ کے لیے افضل پانی استعمال ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں کوئی (Compromise) نہیں کیا کہ افضل کوئی چیز کسی اور کو دے دی ہو کسی جگہ ایسا نہیں ہوا۔

## آب زمزم سے افضل پانی:

غور کیجیے! اس سے بھی افضل پانی علماء نے لکھا وہ کونسا ہے۔ ایک مرتبہ سفر کے موقع پر پانی کی (Shortage) ہوگئی تو آقا علیہ السلام کی انگلیوں سے پانی نکلنے لگا سبحان اللہ! اور سب کا کام ٹھیک ہو گیا۔ تو علماء حضرات نے لکھا ہے کہ یہ پانی زمزم سے بھی افضل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے نکلا ہے۔

## افضل نماز:

نماز کو دیکھ لیجیے! پہلی امتوں پر جو نمازیں تھیں وہ اس وقت کے حساب سے بالکل ٹھیک تھیں، لیکن یہ کہ قیام بھی ہو، رکوع بھی ہو، سجدہ بھی ہو، یہ ساری چیزیں نہیں تھیں کہیں کچھ تھا، کہیں کچھ تھا۔ اس امت کو جو نماز ملی وہ کامل ملی، اکمل ملی اور وہ بھی نبی علیہ السلام کی برکت سے ملی۔

## حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی دیکھ لیجیے! ہر ایک نبی علیہ السلام کو ساتھی ملے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ملے، موسیٰ علیہ السلام کو بھی ملے سب کو ملے لیکن آقا علیہ السلام کو جو ساتھی ملے کسی اور کو ان جیسے نہیں ملے



سکے۔ ایسے یا اللہ نے عطا فرمائے اللہ اکبر۔ ابھی تفصیلات تو اس میں اور بھی بہت سی بیان کر سکتے ہیں، لیکن ایک بات کو سمجھنے کے لیے کہ ہم یہ مانتے ہیں کہ نبی ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں، انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور جو کچھ آپ ﷺ کو ملا ہر چیز سب سے افضل اور بہتر سے بہتر ملی، کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کسی اور کو آپ ﷺ سے اچھی دیدی گئی ہو۔ اگر ہم ان باتوں کو مانتے ہیں دوسری چیزوں کے بارے میں، تو اعمال کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ سے اچھے اعمال کسی کو مل سکتے ہیں؟

### اغیر مسلموں کی تقلید:

آج ہم کافروں کی تقلید کرتے ہیں، یہودیوں کی تقلید کرتے ہیں، نصاریٰ کی تقلید کرتے ہیں، اللہ کے دشمنوں کی تقلید کرتے ہیں۔ لباس میں، اپنے انداز میں، چلن پھرن میں، کھانے پینے میں۔ ارے میں تو بڑھ کے کہوں گا کہ کسی نبی کو اللہ نے وہ طریقہ نہیں دیا جو میرے نبی ﷺ کو اللہ نے دیا۔ کافروں اور یہودیوں کی بات کیا کرنی، کسی نبی کو وہ طریقہ نہیں ملا جو میرے آقا ﷺ کو ملا۔ آقا ﷺ کا لباس سب سے افضل، آقا ﷺ کا مبارک چہرہ داڑھی والا سب سے افضل، عمامہ پہن لینا (پگڑی) سب سے افضل۔ ہر چیز آقا ﷺ کی سب سے افضل ہے۔

### داڑھی میں یقیناً خوبصورتی ہے:

آج لوگ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی شادی کے بعد رکھیں گے، خوبصورتی میں فرق آجاتا ہے۔ بیچارے کھڑے ہوتے ہیں شیو کروا کے شیشے کے سامنے کہ خوب نظر آرہے ہیں، یقین مانیں اس جیسا بد صورت کوئی نہیں۔ مجھے بتائیں کہ اگر ڈاڑھی خوبصورتی میں رکاوٹ ہوتی، تو یوسف علیہ السلام کو اللہ نہ دیتے آپ ﷺ کو دیکھ کر تو مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹ

لیے تھے، اتنا حسن تھا۔

(یوسف: 31)

## مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

اور آقا علیہ السلام کو جو حسن دیا اس کے بارے میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا فرمایا؟ کہنے لگیں کہ اے مصر کی عورتو! تم نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ کاٹ لیے، میرے محبوب ﷺ کو دیکھتیں تو سینہ کاٹ لیتیں، سینے پر چھریاں پھیر دیتیں۔ تو آقا علیہ السلام کا چہرہ مجھے بتائیں! داڑھی والا تھا یا بغیر داڑھی کے تھا؟ کہیں کوئی روایت ملتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے شیو کروائی ہو۔ اس کا مطلب کیا کہ افضل نبی ﷺ کے لیے ہر چیز افضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے۔

اب اپنے موضوع سے متعلق چند باتیں ہم کریں گے۔ جیسے پہلے کھانے پینے کے بارے میں نو اور دس بیان چلے، اب لباس کے بارے میں بات چل رہی ہے۔ قمیض اور پاجامہ کے بیان کے بعد اب عمامہ کے متعلق بات عرض کی جا رہی ہے۔ جس کو ہم پگڑی کہتے ہیں۔ اب اتباع سنت کے شوق کے ساتھ ذرا آقا علیہ السلام کی سنتیں پڑھیے میری دعا ہے اللہ کرے کہ یہ مبارک باتیں، نبی علیہ السلام کی باتیں تو جہاں بھی ہوں مبارک ہیں اور یہ تو اللہ کا گھر ہے، مسجد ہے ہو سکتا ہے کہ آج کوئی ارادہ کر ہی لے کہ آج کے بعد میں نبی علیہ السلام کا ہر طریقہ اپناؤں گا۔ کوئی ایک بھی ارادہ کر لے تو مجھے لگتا ہے کہ حضرت کا یہاں بلانا فائدہ مند ہو جائے گا۔ ہم توفیقیر لوگ ہیں، آواز لگاتے ہی رہتے ہیں۔ عمامہ یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے پگڑی آقا علیہ السلام کی مبارک سنت ہے اس کے بارے میں تفصیل سنئے!

## رنگ لے رنگ کا عمامہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فتح مکہ کے وقت جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ (شمال، صفحہ 9)



اتنے قیمتی اور اہم وقت پر آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ تھا۔ ایک اور صحابی عمر بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ (خوشنما اور پُر وقار) منظر آج بھی میری نظروں کے سامنے ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور سیاہ عمامہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان میں تھا۔

(شامل، صفحہ 9، مسلم صفحہ 440)

دونوں کندھوں کے درمیان میں پیچھے تھا۔ فرماتے ہیں کہ وہ منظر آج بھی مجھے نظر آ رہا ہے گویا کہ نبی ﷺ کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سیاہ عمامہ آپ ﷺ نے پہنا ہوا ہے۔ یہ محبت کی باتیں ہیں۔

### عمامہ باندھنے کا اہتمام:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”عمامہ باندھو“۔ یہ باندھو کا کیا مطلب ہے؟ خواہش بتا رہے ہیں اور حکم بھی دے رہے ہیں۔ جب بڑے کوئی بات کریں تو حکم کے درجے میں ہوتی ہے۔ تو نبی ﷺ اپنے امتیوں کو کہہ رہے ہیں یا صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہہ گئے تھے؟ کیا یہ حدیث ہمارے لیے نہیں ہے؟ صرف صحابہ کے لیے تھی یا ہمارے لیے بھی ہے؟ ہم سب کے لیے ہے، پوری امت کے لیے ہے۔ تو ذرا سنیے! اگر میرے لیے ہے تو میں بھی سنوں اپنے کانوں سے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”عمامہ باندھو“ کیوں؟ کیونکہ یہ حضرات ملائکہ کی خاص نشانی ہے، اور اس کے کنارے کو پیچھے ڈال دیا کرو۔ (مشکوٰۃ، صفحہ 277)

یہ شملہ ہے جو بیچ جائے اس کو پیچھے ڈال دیا کرو، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔

### پگڑی باندھنے کے فوائد:

ایک حدیث میں آتا ہے آقا ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ باندھا کرو، اس سے تمہارے حلم



اور برد باری میں اضافہ ہوگا۔ (بزار، مجمع جلد 5 صفحہ 122)  
برد باری کو وقار سمجھ لیجیے، اور حلم اس کے بارے میں خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَكَانَ اللَّهُ عَالِمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾ (الاحزاب: 51)

اللہ علم والے ہیں، حلم والے ہیں۔

آپ عمامہ باندھیں! آقا علیؑ کا فرمان دیکھیے۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ غصہ بڑا چڑھتا ہے، اللہ حلم عطا فرمادیں گے۔ باقی یہ تفسیر میں نے کہیں پڑھی نہیں ہے، اللہ نے دل میں ڈال دی اس میں کوئی غلطی ہو، تو میری اصلاح فرمادیں۔

### انبیاء اور فرشتوں ﷺ کی سنت:

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ آقا علیؑ کے پاس آئے تو سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 123)  
حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر اور غزوہ خنین میں ہماری مدد کے لیے جو ملائکہ بھیجے تھے وہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (طیاسی، کنز صفحہ 222)

تو پگڑی باندھنا انبیاء علیہ السلام کی بھی سنت ہے اور فرشتوں کی بھی سنت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی پہنتے تھے۔ اور ترکی کے اندر میں نے دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عمامہ آج بھی موجود ہے۔ اور ہمارے محبوب ﷺ بھی پگڑی باندھتے تھے یہی ایک بات ہمارے لیے کافی ہے۔

### جمعہ کے دن پگڑی کی فضیلت:

جمعہ کے دن ہم تیاری کرتے ہیں، ناخن کاٹتے ہیں اور باقی مسنون اعمال کرتے ہیں تو





عمامہ بھی پہن لیں کہ میرے آقا کی خواہش ہے کہ میرے امتی اس کو پہنیں۔ اس پر ذرا غور کریں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے فرشتے جمعہ والے دن عمامہ باندھنے والوں پر دعائے رحمت کرتے ہیں۔  
(مجمع جلد 5 صفحہ 124)

اور آج بعض حضرات پہلے وہ نائی کے پاس جا کر شیو بنواتے ہیں کہ جمعہ پڑھنا ہے۔ العیاذ باللہ

### نزل رحمت آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہوگا:

اللہ کی رحمت تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے، ہم سنتوں پر عمل کرتے چلے جائیں رحمتوں کا اور برکتوں کا نزول دیکھتے چلے جائیں گے۔ ہماری زندگی میں جتنی سنتیں آئیں گی اتنی برکتیں آئیں گی۔ جتنا ہم یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر چلیں گے اتنی بے برکتیاں آتی چلی جائیں گی۔ اور یہ عمامہ کیا ہے؟ سبحان اللہ، اللہ اکبر کبیر!

### عربوں کا تاج:

ہمارے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ عمامہ عربوں کا تاج ہے۔  
(شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 182)

یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ عربوں کا تاج ہے۔ ارے میرے بھائیو! آج اپنے سروں پر کپڑے کا عمامہ سجا لو، کل اللہ تعالیٰ سونے اور چاندی اور ہیرے کا عمامہ عطا فرمائیں گے جو چمک رہا ہوگا، سورج سے زیادہ روشن ہوگا، لیکن آج یہ کپڑے کا پہن کر دکھائیں۔ مجھے نہیں دکھانا، نہ حضرت کو دکھانا ہے۔ اللہ کو دکھانا ہے، اللہ کے لیے پہننا ہے۔ آپ یہاں کپڑے کا عمامہ لے کر پہن لیں ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ اس کی برکت سے

اللہ ہمیں جنت میں اور قیمت والے دن ایسے عمامے عطا فرمائیں گے کہ اس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔ سودا ہے اللہ سے کر لیں ان شاء اللہ اللہ دیں گے۔

### امت محمدیہ کا اکرام:

اس امت کا اکرام اللہ تعالیٰ نے پتا ہے کیسے کیا ہے؟ آقا علیہ السلام سے سن لیجیے! نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کا اکرام عمامہ سے کیا ہے۔ (شائل کبریٰ صفحہ 182 جلد 1)

عمامہ کو اللہ تعالیٰ نے تو عزت افزائی کے لیے اُتارا ہے۔ کتنا بڑا شرف ہے مسلمان کے لیے۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ایمان والے کو صاحب تاج بنا رہے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ اکبر کبیرا۔

کنز العمال کی حدیث میں ہے کہ عمامہ مومن کا وقار ہے۔

(کنز العمال جلد 19 صفحہ 222)

سفر اور حضر یعنی ہر حال میں اور سفر میں نبی علیہ السلام عمامہ پہنتے تھے۔ یہ سنت استمراری کہلائے گی کہ ہمیشہ پہنا عادتاً پہنا لازمی پہنا، ایسا نہیں کہ ایک نماز عمامہ والی ایک بغیر عمامہ والی۔ عمامہ آپ ﷺ نے پسند فرمایا اور مستقلاً پہنا۔

### رُشا گردوں کو عمامہ باندھنا:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عمامہ باندھا اور چار انگل کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ (سیرت خیر العباد، جلد 7 صفحہ 434)

یعنی عمامہ رُشا گردوں کو باندھنا بھی سنت ہے۔ خود باندھنا یہ بھی سنت ہے اور رُشا گردوں کو باندھنا یہ بھی سنت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی کو خلافت مل جاتی ہے تو حضرت کو دیکھا عمامہ باندھتے ہیں، اور مدارس میں بھی دیکھا کوئی عالم بن جائے تو اس کو عمامہ باندھتے



ہیں۔ کوئی حافظ بن جائے تو اس کو بھی عمامہ باندھتے ہیں۔ تو یہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔ سنت کو زندہ کر رہے ہوتے ہیں، لیکن یہ لوگ بیچارے کتنا کر سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ کپڑے کا عمامہ پہنا سکتے ہیں۔ آپ اس کو زندگی بھر باندھے رکھیں۔ اللہ آپ کو ہیرے اور چاندی کا عمامہ عطا فرمائیں گے۔ چاندی بھی کوئی اتنی بڑی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہیرے کا عمامہ عطا فرمائیں گے۔

### اسلام اور کفر میں امتیاز:

رسول اکرم ﷺ نے غدیر خم کے دن یہ ایک ایسا موقع تھا کہ آقا ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ خاص فضائل بیان فرمائے۔ اس موقع پر نبی علیہ السلام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور عمامہ باندھا اور شملہ پیچھے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ دیکھو عمامہ اس طرح باندھا کرو۔ عمامہ خاص کر کے اسلام کی نشانی ہے اور آگے فرمایا کہ یہ مسلمان اور کافروں کا امتیاز ہے۔ (شرح مواہب لدنیہ جلد 5 صفحہ 10)

اسلام اور کفر کا امتیاز یہ کوئی چھوٹی چیز ہے؟ اور یہ آقا ﷺ خود اسلام اور کفر میں فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جب عمامہ باندھا اور چار انگل یا ایک بالشت کے برابر اس کا شملہ چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے عمامہ باندھا اور اس کا شملہ میرے کندھے پر ڈال دیا۔ (زرقاتی علی المواہب جلد 5 صفحہ 12)

ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو الگ ساخت دی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حق دنیا میں آجائے اور پھر حق و باطل میں فرق بھی نہ ہو۔ تو یہ عمامہ باندھنا مسلمانوں کی نشانی ہے۔

## ﴿عمامہ کیسے پہنیں﴾:

اس کے بارے میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھنا ہے۔  
(مشکوٰۃ صفحہ 374)

بہت سے مشرک بھی عمامہ باندھتے ہیں۔ اُس زمانے میں بھی باندھتے تھے اس زمانے میں بھی باندھتے ہیں۔ فرق آقا علیہ السلام نے بتا دیا کہ وہ ٹوپی کے اوپر نہیں باندھتے، فقط سر کے اوپر عمامہ باندھ لیتے ہیں۔ تو پہلے ٹوپی ہو اور پھر ٹوپی کے اوپر عمامہ ہو یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔ تو مسلمان ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے تھے اور کفار بلا ٹوپی کے باندھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی فرق کو ظاہر کرنے کے لیے اس کا اظہار فرمایا۔

## ﴿عمامہ کا شملہ رکھنا﴾:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے، تو شملہ کبھی آگے چھوڑتے اور کبھی پیچھے چھوڑتے۔  
(زرقانی جلد 5 صفحہ 13)

بہتر دونوں شانوں کے درمیان میں ہے۔ (خصائل، صفحہ 93)  
نیز یہ شملہ چھوڑنا مستحب ہے اور اس کا ترک مکروہ ہے۔

(سیرت الشامی، جلد 7 صفحہ 440)

کوئی انسان عمامہ تو باندھے مگر شملہ نہ چھوڑے کہ جی اچھا نہیں لگتا یا کوئی اور بہانے تراشنے لگے فرمایا کہ اس کا ترک مکروہ ہے کیونکہ یہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

## ﴿عمامہ کی مسنون لمبائی﴾:

لمبائی کے متعلق موٹی سی بات سمجھ لیں کہ چھوٹا ہو یا بڑا لمبا ہو، کیسا بھی ہو، آپ نے



باندھ لیا اتباع سنت کی نیت سے تو بس سنت کا ثواب مل گیا، لیکن مسنون لمبائی بھی کتابوں میں آتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دس ہاتھ تھی۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ سفرو حضر کے صافہ کی لمبائی سات ہاتھ ہوتی تھی۔ عمامہ کو صافہ بھی کہتے ہیں، تو لمبائی سات ہاتھ ہوتی تھی اور چوڑائی ایک ہاتھ ہوتی تھی۔ (شمال کبریٰ جلد 1 صفحہ 183)

اب یہ ہاتھ سے کیا مراد ہے؟ تو اس زمانے میں فٹ، گز یا میٹر نہیں ہوتے تھے تو بالشت کے ساتھ چیز کو ناپا جاتا تھا یا ہاتھ سے لے کر کہنی تک ناپ لیتے تھے۔ تو سات ہاتھ کا مطلب ہو سات بالشت، تو سات ہاتھ، دس ہاتھ دو روایتیں آئیں۔ اس کے علاوہ 6 ہاتھ اور 12 ہاتھ بھی منقول ہے۔ (زرقانی علی الموہب جلد 5 صفحہ 4 منادی صفحہ 70)

### عیدین پر آپ ﷺ کا عمامہ:

مسلمان عید والے دن بھی بڑے تیار ہو کر جاتے ہیں تو نبی ﷺ کی بات بھی سینے! حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کا عمامہ تھا جس کو آپ ﷺ عیدین میں استعمال فرماتے تھے، اور شملہ پشت کی جانب ڈال دیا کرتے تھے۔ (حاوی سیرت خیر العباد صفحہ 430)

اس کے علاوہ جب نبی ﷺ کسی کو کہیں خاص جگہ پر بھیجتے تو بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے خیبر کے معرکہ میں بھیجا تو اس وقت آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا اور پھر بھیجا۔ (حاوی جلد 2 صفحہ 104)

### آپ ﷺ کا سفری عمامہ:

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا سفری عمامہ سفید تھا۔ (زرقانی جلد 5 صفحہ 4)



سفر میں بھی پہنا اور ویسے بھی پہنا تو سفید رنگ کا عمامہ بھی آپ ﷺ پہنتے تھے۔ یہ دو رنگ تو پکے ہیں ایک سفید اور ایک سیاہ۔ ایک اور روایت بھی آتی ہے کہ نبی ﷺ نے زرد رنگ کا عمامہ بھی پہنا۔ (ابن عساکر، مستدرک حاکم، حاوی جلد 2 صفحہ 104)

لیکن اس کے بارے میں علماء نے لکھا کہ بالکل ابتداءً اسلام کی بات ہے اس کے بعد باقاعدہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں سُرخ اور زرد رنگ کو استعمال نہیں کرتا۔ (مختصر مشکوٰۃ صفحہ 375)

اس کا مطلب ہے کہ بالکل ابتدا میں استعمال ہوا ہے، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اس کو منع فرما دیا۔ اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 869)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ عمامہ میں زرد رنگ کی جو روایتیں ہیں وہ ممانعت سے قبل کی ہیں۔ (سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 441)

اس سے دوہی رنگ ثابت ہوئے ہیں سیاہ اور سفید تیسرا رنگ زرد ہے، لیکن اس کے منسوخ ہونے کی اور منع ہونے کی روایت بھی آچکی۔ تو ٹوٹل تین رنگ ملے ان میں سے بھی ایک کینسل (Cancel) ہو گیا تو دو ہیں جو قیامت تک ان شاء اللہ حدیث کے مطابق نبی ﷺ کی سنت ہیں۔

### آپ ﷺ کا دستار بندی فرمانا:

نبی ﷺ جب کسی کو کسی مہم پر بھیجتے یا کسی کو حاکم بناتے یا گورنر بناتے، ولی بناتے، تو اس کو بھی عمامہ پہنایا کرتے تھے۔ آج کوئی آپ کو نظر آیا کونسلر علاقے کا یا کوئی وزیر کہ سنت پر عمل کر کے عمامہ پہننا ہوا ہو، ذرا غور کریں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو کسی مقام کا والی یا گورنر بناتے تو اسکے سر پر عمامہ باندھتے اور اس





کے کنارے کو دائیں جانب کان کی طرف چھوڑ دیتے۔

(زرقانی جلد 5 صفحہ 13، سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 432)

یعنی عمامہ باندھا کرتے تھے کہ تمہارے اوپر ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے۔

### ﴿عمامہ باندھنے کا طریقہ﴾:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی علیہ السلام سے اتنی محبت تھی کہ ایک ایک بات کو نوٹ فرمایا کرتے تھے، کتنا دیکھتے ہوں گے۔ میں تو حیران ہو گیا اس حدیث کو پڑھ کر کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے سرمبارک اور ریش مبارک (داڑھی مبارک) میں کل ملا کر جو سفید رنگ کے بال تھے وہ بیس نہیں تھے، یعنی بیس سے کم تعداد تھی۔ کتنی محبت سے دیکھتے ہوں گے کہ بال تک گن لیے کہ کتنے سفید ہیں۔ ٹکلی باندھ کے دیکھتے ہوں گے، یہ محبت ہوتی ہے۔ جیسے آج کل کے لڑکے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ کوئی ملے جس کو داؤ لگائیں ہر وقت دماغ لڑکیوں کی طرف ہی رہتا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نبی علیہ السلام کے سچے عاشق تھے۔

اب عمامہ کیسے باندھیں؟ فرمایا کہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے اور پاجامہ، پتلون، شلوار یہ بیٹھ کر پہننی چاہیے کہ سنت ہے۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے اور پاجامہ، شلوار یا پینٹ بیٹھ کر پہننا سنت ہے۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو علامہ زرقانی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ میں کہ اگر کوئی عمامہ بیٹھ کر پہنے تو اس کے حافظے میں کمزوری جانے کا خطرہ ہے۔ اور اگر کوئی شلوار وغیرہ کھڑے ہو کر پہنے تو اس کا حافظہ کمزور ہو جائے گا۔

(زرقانی جلد 5 صفحہ 4)

یعنی اس کو بھولنے کی بیماری لگ جائے گی۔ یہ علامہ زرقانی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔

## ﴿ عمامہ کے ساتھ نماز کا ثواب ﴾:

اور عمامہ سنت ہے خاص طور پر نماز کے وقت نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ (مناوی صفحہ 165)

## ﴿ رومال وغیرہ باندھنا ﴾:

کبھی ایسا ہوا کہ عمامہ موجود نہ تھا تو نبی ﷺ کے پاس جو رومال وغیرہ ہوتا، تو اس کو باندھ کر لپیٹ لیا کرتے تھے۔  
(عمدۃ جلد 21 صفحہ 309)

صاحب سیرت الشامی نے بیان کیا ہے کہ اگر عمامہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کپڑے کے ٹکڑے کو سر اور پیشانی پر باندھ لیتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 430)  
بعض دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کندھے والا کپڑا سر پر لگایا اور عمامہ کی طرح لپیٹا اور نماز شروع کر دی۔ تو کتنی پیاری بات ہے، لیکن اس کی عادت نہ بنائی جائے۔ عادت عمامہ کی ہو۔ اور اگر عمامہ نہ ہو تو رومال استعمال کر لیا جائے۔

## ﴿ آپ ﷺ کی ایک مبارک عادت ﴾:

نبی ﷺ کی مبارک عادت یہ بھی تھی کہ نبی ﷺ چیزوں کے نام رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی بکریوں کے نام سیرت کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام ”عفیر“ تھا۔ (سیرت الشامی، صفحہ 406، ابن سعد جلد 1 صفحہ 492)  
ہر چیز کا نام رکھ دیا کرتے تھے، یہ اس زمانے کا ایک عام سارواج تھا۔

## ﴿ آپ ﷺ کے عمامہ کا نام ﴾:

اسی طرح نبی ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا، اس کا نام سحاب تھا۔ (زرقانی جلد 5 صفحہ 4)  
اس سے معلوم یہ ہوا کہ کسی کپڑے کا نام رکھ کر اس کو اس نام سے پکارا جاسکتا ہے۔ مثلاً



اگر ہمارے پاس عمامہ ہو اور اس کا نام سحاب رکھیں تو یہ بھی سنت پوری ہو جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے بگاڑ کے وقت جو میری سنت کو زندہ کرے گا، اسے 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ تو سر پر عمامہ باندھ لیں سنت کا ثواب، عمامہ کا نام سحاب رکھ لیں تو مزید ثواب۔ تو دیکھیں! مزے ہی مزے ہو جائیں گے۔

### آپ ﷺ کے مختلف لباسوں کا بیان:

اب اس کے بعد چند اور لباس بھی ہیں جن کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے رنگین دھاری دار لباس بھی استعمال فرمایا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ آئے اور آپ ﷺ دو سبز کپڑوں میں ملبوس تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 376)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مرض وفات میں تھے تو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ پر قطری کپڑا تھا جسے آپ ﷺ نے لپیٹ رکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (مشکوٰۃ صفحہ 376)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قطر ایک قسم کی چادر ہوتی تھی جو یمن سے آتی تھی اور اس میں لال رنگ کے کچھ نشان یا ڈیزائن بنے ہوئے ہوتے تھے اور وہ موٹی ہوتی تھی۔

### لباس میں گنجائش:

پچھلے بیان میں گزرا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سفید رنگ پہنا کرو کہ جنت بھی سفید ہے اور اللہ کو پسند ہے۔ اور پچھلے بیان میں یہ بھی آیا تھا کہ اپنے مردوں کو سفید لباس میں دفن کیا کرو، تو پچھلی دفعہ سفید کے بارے میں روایت تھی۔ ایک دن میں نے کہیں بیان کیا تو وہاں کسی نے مجھ سے پوچھا کہ ساری زندگی سفید لباس پہننا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

دھوتے ہوئے ذرا مشکل ہوتا ہے۔ بھائی! یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے مختلف رنگ پہن کر امت کے لیے گنجائش نکالی ہے لیکن پسند سفید کپڑے کو کیا ہے۔ یہ تو شوق اور رغبت کی باتیں ہیں۔ جو عمل پر آجاتا ہے تو اس کے لیے منجانب اللہ آسانیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ سبز رنگ اہل جنت کا رنگ ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد 5 صفحہ 15)

## خواتین کے لیے سنت:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے کپڑوں کو ہم نے خوشبو سے رنگا تھا جسے آپ ﷺ گھر میں بھی پہنتے تھے، ازواج مطہرات کے پاس جاتے تب بھی پہنتے تھے اور اس میں نماز بھی پڑھتے تھے۔

(سیرت صفحہ 495)

پتا چلا کہ خوشبوؤں میں بھی رنگ کو استعمال کر لیتے تھے۔ اب یہ محبت کی بات ہے کہ بیوی کو شوہر سے اتنی محبت ہو کہ شوہر کے کپڑے خوشبو سے رنگ رہی ہے۔ بیوی کے لیے بھی تو سنت ہونی چاہیے یہ تو نہیں کہ مرد ہی پوری کریں گے، کوئی عورت بھی پوری کرے۔

## خاص مواقع کے لیے آپ ﷺ کی چادر:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک سبز رنگ کی چادر تھی جسے آپ ﷺ وفود کے آنے پر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (ابن سعد، سیرت جلد 7 صفحہ 490)

چادروں کے بارے میں پیچھے تو یہ تفصیل گزری کہ یمن کی چادریں آتی تھیں اور آپ ﷺ بہت شوق سے ان کو پہنا کرتے تھے۔ تو چادر کا پہن لینا اپنے پاس رکھنا عید کے لیے جاتے ہوئے اتباع سنت سے یہ ثواب کی بات ہے۔ ایک صحابی یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو سبز رنگ کی چادر میں طواف کرتے دیکھا ہے جسے



آپ ﷺ اپنی بغل سے نکالے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد)

ویسے تو بہتر ہے کہ سفید رنگ ہو اگر کسی وجہ سے سفید موجود نہ ہو تو احرام کے وقت کوئی دوسرا رنگ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

### اعید کے لیے آپ ﷺ کی چادر:

اعید کے موقع پر بھی آپ ﷺ چادر کا استعمال کیا کرتے تھے، کبھی کسی رنگ کی، کبھی کسی رنگ کی، لیکن وہ جو رنگ ہوتے تھے عام طور سے اُن کا رنگ بالکل ایک نہیں ہوتا تھا۔ ان پر کبھی دھاریاں کبھی کوئی ڈیزائن بنا ہوتا تھا، بالکل سرخ رنگ سے تو نبی ﷺ نے سیدھی سیدھی بات کی اور مردوں کو منع فرمایا کہ سرخ رنگ کا لباس نہ پہنیں۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 51)

اور آج 14 فروری کو کیا ہوتا ہے؟ سارے کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ سرخ لباس پہنیں۔

### سرخ رنگ کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کے ساتھ یہ بات بیان فرمادی کہ سرخ رنگ کا لباس مردوں کے لیے پسندیدہ نہیں اور اس کی وجہ آقا ﷺ نے خود بتائی۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار لال رنگ مت استعمال کرو کہ یہ شیطان کا محبوب رنگ ہے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 133)

لیکن یہ ممانعت مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں وہ پہن سکتی ہیں۔

14 فروری کو کام بھی شیطانی اور رنگ بھی شیطانی۔

حضرت رافع بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان لال رنگ کو پسند کرتا ہے۔ لہذا تم اس سے پرہیز کرو۔ اور اسی طرح شہرت والے لباس سے بھی



پرہیز کرو۔

(مجمع جلد 5 صفحہ 133)

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لال رنگ شیطان کی زینت ہے۔

(کنز جلد 19 صفحہ 225)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لال ریشمی جوڑے سے منع فرمایا۔

(بخاری)

ریشمی لباس تو ویسے ہی مردوں کو منع ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لال رنگ کو ناپسند فرماتے تھے۔ (عمدة القاری جلد 22 صفحہ 23)

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کا جواب نہ دینا:

ذرا ایک عجیب بات سنیں! عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا گزر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا وہ دو لال کپڑوں میں ملبوس تھا، اوپر بھی لال نیچے بھی لال اور اس نے گزرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا السلام علیکم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

(ترمذی، ابوداؤد)

اس لیے کہ اس نے لال کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

### کفار کا لباس:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے لال رنگ پہنا ہوا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ کفار کا لباس ہے، اسے مت پہنو۔ (مسلم جلد 1 صفحہ 193)

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میرے جسم پر لال رنگ کا لباس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری بیوی نے بنا ہے، تو فرمایا کہ اس کو جلا دو۔

(مدارج النبوة جلد 6 صفحہ 28)





یوں نہیں کہا کہ بیوی کو دے دینا یا صدقہ کر دینا بلکہ کہا کہ جلا دو اتنا ناپسند کیا۔ سفید لباس کی بڑی ترغیب دی کہ اللہ کو پسند ہے اور جنت کا رنگ بھی سفید ہے۔

(بزار، مجمع جلد 5 صفحہ 131)

ایک روایت میں ہے کہ سفید رنگ پہنا کرو۔ (ترمذی جلد 1 صفحہ 118، ابوداؤد صفحہ 62)

## کالے رنگ کا لباس:

سیاہ (یعنی کالے) رنگ کے لباس کے بارے میں بھی چند باتیں ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے لیے سیاہ رنگ کا لباس بنایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اُسے پہنا، جب پسینہ آیا تو آپ ﷺ نے اُس میں سے صوف کی بُو محسوس کی۔ آپ ﷺ کے مبارک پسینہ میں تو خوشبو تھی، اور کپڑا صوف کا یعنی اُون بنا ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام تو بہت سلیم الطبع تھے اور آپ ﷺ کی طبیعت بہت ہی صاف ستھری تھی اور صفائی پسند تھے، اس کپڑے کی (Smell) باہر آئی تو آپ ﷺ نے اس کو اُتار دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 376)

لیکن بہر حال حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے کالا لباس پہنا، لیکن لباس پورا کالا پہننا مناسب نہیں ہے کالے لباس سے مراد کالی چادر پہن لینا اس کی اجازت ہے، اس کی گنجائش ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے کالا لباس استعمال کیا ہے، مگر آپ ﷺ نے کالا لباس یعنی کالی چادر کا اکمل استعمال کیا ہے، لباس میں آپ کا عمامہ عموماً سیاہ ہوتا تھا باقی اور لباس نہیں۔ (جمع الوسائل صفحہ 166)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نمازِ استسقا کے موقع پر آپ ﷺ سیاہ چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 493)

ایک روایت میں مسلمان مردوں کے لیے زعفرانی رنگ کو منع فرمایا ہے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 869)

## انسانوں کے لیے لباس کا انتخاب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے لباس کو اُتارا

يَبْنِيْ اَدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَّ لِبَاسًا الثَّقْوٰى ذٰلِكَ  
حَدِيْثٌ (الاعراف: 26)

لباس اللہ تعالیٰ نے کیوں اُتارا۔

تین مقاصد خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ الاعراف کے دوسرے رکوع میں بیان فرمائے۔

## بے حیائی اور اس کا انجام:

پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی کہ تمہارے ستر کو ڈھانپتا ہے۔ جانوروں کو ننگا رکھا یعنی کہ جو ننگے ہوتے ہیں وہ دوسروں کو ننگا کرنا چاہتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ خود بھی ننگے کھڑے ہوں گے۔ کسی کی ماں، بہن کسی کی بیٹی یا کسی بھی عورت کا لباس اُتروانا، یہاں تو ممکن ہے کہ دھوکہ دے کر مہینج کر کے یا کسی بھی طریقے سے بے لباس کروالو، قیامت کے دن جب خود بے لباس ہو کر کھڑے ہونا پڑے گا تمام امتوں کے سامنے تب پتا لگے گا کہ کسی کے لباس کو اُتروانا یہ کتنی بُری چیز ہے۔ اور آج موبائل فون، انٹرنیٹ، فیس بک، لباس اُتروانے کے لیے بہترین چیز بنا ہوا ہے۔ آقا علیہ السلام لباس پہنانے آئے تھے، آبرودینے آئے تھے، حیا اور شرم سکھانے آئے تھے، عصمت کیا ہوتی ہے یہ بتانے آئے تھے اور آج کے بے حیا میڈیا نے کیا سکھایا ہے دوست کون اور دشمن کون؟ ہمیں خود فیصلہ کرنا ہے۔

## لباس سے خوبصورتی اختیار کرنا:

دوسری بات یہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی کہ تم اس سے زینت حاصل کرو اس عزت والے



لباس سے تمہاری خوب خوبصورتی مقصود ہے۔ جب تن غیر سے چھپا ہوگا تو من (دل) کو غیر سے چھپانا آسان ہو جائے گا۔ بہترین لباس سے آدمی کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب سر پر عمامہ ہو اور جسم پر نبی علیہ السلام والا لباس ہو تو اس کی بزرگی اور چہرے کی رونق خود ہی عیاں ہوگی۔

### ﴿تقویٰ کا لباس﴾:

تیسری بات ارشاد فرمائی کہ بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔ علماء نے فرمایا کہ حیا مراد ہے۔ سب سے بہترین لباس تو حیا کا لباس ہے۔ جس کے پاس حیا نہیں اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔

### ﴿لباس پہننے کی صحیح اور غلط نیت﴾:

جان لینا چاہیے کہ لباس انسان کیوں پہنتا ہے؟ ستر پوشی کی وجہ سے، زینت کی وجہ سے، یا ماحول سے بچاؤ کی وجہ سے، گرمی سردی سے بچاؤ کی وجہ سے۔ تو یہ نیتیں ٹھیک ہیں، خود قرآن میں آئیں۔ لیکن ایک نیت ہوتی ہے کہ میں اچھا لگوں، میں کچھ ذرا (Different) مختلف لگوں، لوگ میرے لباس کی تعریف کریں، میرے پہناوے کو دیکھ کر لوگ خوش ہوں اور میری تعریف کی جائے، میں ایسا لباس آج پہن کر جاؤں گی جیسا کسی نے بھی نہ پہنا ہوگا اور شوہر کو کہتی ہیں کہ میرے لیے ایسا لباس لانا ہے۔ اور ہر دفعہ نیا لباس چاہیے، دنیا میں تمہاری یہ خواہش نہیں پوری ہو سکتی اور تقاخر کی نیت انسان کو لے ڈوبے گی۔

### ﴿جنت کے لباس کی خوبصورتی﴾:

جنت کے اندر ایک ایک لباس اللہ تعالیٰ ایسا عطا فرمائیں گے کہ اس میں سے ستر ستر ہزار رنگ جھلک رہے ہوں گے۔ (سبحان اللہ)

جنت کے لباس جب اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے تو اُن کو عطا فرمائیں گے جو دنیا میں شریعت کا لباس پہنیں گے، اُن کو جنت میں اللہ تعالیٰ جنت کا لباس عطا فرمائیں گے۔ لیکن جو دنیا کے اندر کفار کا لباس پہنیں گے، یہ ہندوؤں کا لباس یہ فلاں فلم میں، فلاں ڈرامے میں، فلاں جگہ پر میں نے اسے یہ لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے، میں نے وہی لباس پہننا ہے۔ تو آگے حدیث سن لیجیے:

### ﴿نبی سالی اللہ ﷺ کا ساتھ کس کو ملے گا؟﴾

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

آقا علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس نے جس کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ قیامت کے دن اُن ہی کے ساتھ ہوگا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا تو اس کے لیے اس میں مزا ہے، خوف والی بات نہیں ہے کیونکہ وہ آقا سالی اللہ ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

### ﴿کفار کی نقالی پر عذاب﴾

اور جو یہود و نصاریٰ کے لباس اور ہندوؤں کے لباس اختیار کرے گا، تو اُن کو پھر جہنم کے اندر جو لباس پہنایا جائے گا وہ گندھک کا بنا ہوا ہوگا اسے وہ پہنایا جائے گا۔

(ابراہیم: 50)

سَرَّابِيلُهُمْ مِنْ قَطْرَانٍ

”اُن کے قمیص تارکول کے ہوں گے۔“

### ﴿دکھاوے کے لیے لباس پہننے کا ایک بڑا نقصان﴾

تو لباس انسان پہنے یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دکھاوے کے لیے لباس پہننے کے بارے میں حدیث ہے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا



کہ جو شخص ایسا کوئی لباس پہنے جس سے وہ دوسروں پر بڑائی ظاہر کرے، اور یہ کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہِ رحمت نہیں فرماتا۔ یہاں تک کہ اس لباس کو وہ اتار نہ دے۔ (طبرانی، ترغیب جلد 3 صفحہ 115)

یعنی جب ہم نے ایسا لباس پہنا کہ جس کی نیت یہ ہو کہ لوگ آج مجھے دیکھیں گے کہ کتنا اچھا لباس پہنا ہوا ہے، کتنا اچھا لگ رہا ہوں، یا میں کتنی اچھی لگ رہی ہوں۔ فرمایا کہ جس وقت یہ اس نیت سے پہن لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر کرنا چھوڑ دیں گے۔ مسجد میں بھی بیٹھا ہے اگر ایسا لباس پہن کے کہ لوگ دیکھیں گے کہ جناب! آج شیخ صاحب نے کیا پہنا ہے؟ کیسا پہنا ہے، تو ایسے بندے کو اللہ دیکھنا چھوڑ دیں گے۔

### دوسرا بڑا نقصان:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو انسان شہرت کے لیے، دکھاوے کے لیے، نام کے لیے کوئی لباس پہنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شہرت چاہنے والے کو وہی پہنائے گا اور جہنم کی آگ اس کپڑے کو جلا دے گا۔ (رزین، ترغیب جلد 3 صفحہ 116)

آج ہم نے لباس تو بنوا کے پہن لیا اس نیت سے کہ بڑا (Different) قسم کا ہے اور ذرا میں (Change) لگوں، لوگ میری تعریف کریں، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہی لباس اس کو پہنائیں گے اور اس میں جہنم کی آگ لگا دیں گے۔ اللہ اکبر!

### تیسرا نقصان:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شہرت کے لیے دنیا میں کوئی لباس پہنے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 116)





تو لباس ہم شہرت کی نیت سے نہ پہنیں۔

## لباس پہننے میں نیت کیا ہو؟

اللہ کا انعام ہے۔ انعام سمجھ کر پہنیں، قدر دانی کے ساتھ پہنیں۔ شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھایا امتیازی لباس اس لیے پہنیں کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو، لوگ اس کے پاس آئیں تعریف کریں کہ واہ بھئی! کیا لباس تم نے پہنا ہے! کہاں سے سلوا یا؟ یہ نیٹ تم نے کہاں سے خریدی؟ یہ تم نے کٹنگ کہاں سے کروائی؟ یہ تم نے کیا کروایا؟ یہ بیماری عورتوں کے اندر ہوتی ہے اور آج مردوں کے اندر بھی آگئی ہے۔ تو جو اس نیت سے پہنے گا؟ تو قیامت کے دن ذلت اور رسوائی اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔

## پہلی نیت:

لہذا لباس میں پہلی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر کو چھپانے کا حکم دیا۔ میں یہ لباس اسی لیے پہن رہا ہوں کہ میرا ستر چھپ جائے، پہلی نیت تو ہم یہ کریں۔

## دوسری نیت:

دوسری نیت یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا ہیں؟

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (صحیح مسلم)

”اللہ تعالیٰ بہت خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔“

اگر خوبصورت لباس پہننا ہو، بڑھیا لباس پہننا ہو تو کیا نیت کریں؟ اللہ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں، تو اللہ! میں یہ خوبصورت لباس تیرے لیے پہننا ہوں۔

(شائل کبریٰ 1 جلد 189)



## عبادت سے نئے لباس کی ابتدا:

مزا تو تب آئے کہ یہ خوبصورت لباس تہجد میں پہن کر کھڑے ہوں، کسی کی تقریب میں جانے کے لیے نہیں، تہجد میں مصلیٰ بچھا کر اللہ کے سامنے اچھا لباس پہنیں، خوشبو لگا کر کھڑے ہوں۔

## ایک نیک خاتون کا قصہ:

ایک خاتون کے بارے میں آتا ہے کہ بڑی نیک اللہ والی تھیں۔ رات کو خاوند آتا تو تیار ہو کر اُس کے پاس آتیں۔ پوچھتیں کہ کوئی ضرورت کوئی کام؟ خاوند کی ضرورت سے فارغ ہو جاتیں، کوئی بھی ضرورت کوئی کام سے اور پھر وہ سو جاتا۔ اس کے بعد بہترین لباس انہوں نے پہنا ہوتا، اور بہترین زیور پہن کر خوب تیار ہو کر ساری رات تہجد میں گزار دیتیں، یا جتنا حصہ ملتا تہجد میں اللہ کے سامنے گزار دیتیں۔ ارے لباس پہننا ہے تو اللہ کے لیے پہنو!

## اللہ کے نبی ﷺ کا قیمتی لباس پہننا:

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک جوڑا پہنا جسے ایک بادشاہ نے آپ کو ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا اور اس نے اسے 27 اُونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا۔  
(خصائل صفحہ 55)

آپ ﷺ نے پہنا، لیکن دکھاوے کی نیت سے نہیں قدر دانی کی نیت سے کہ اللہ! تو مہربان ہے، تو نے اتنی نعمت عطا فرمائی۔ اللہ! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اور اس لباس کو پہنتا ہوں۔ نیتوں کے اوپر سارے معاملے ہیں۔ اگر یہی لباس اس لیے پہن لیا جائے کہ اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے تو معاملہ بدل جائے گا۔ تو قصد اور ارادہ

یہ چیز کو بدل دیتے ہیں۔

## امت کے بدترین لوگ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہوں گے جو ناز و نعمت میں رہیں گے، رنگ برنگ کھانے کھاتے رہیں گے۔ رنگ برنگے کپڑے پہنتے رہیں گے اور خوب باتیں بنایا کریں گے۔  
(ترغیب جلد 3 صفحہ 115)

آج کل کے نوجوان کی کیا یہ تینوں خواہشات نہیں ہیں کہ کپڑا میرا سب سے اچھا ہو، اعلیٰ ہو، کھانا میرا سب سے اعلیٰ ہو، اور کروات ساری رات۔ یہ تینوں چیزیں پوری ہو گئیں۔ ماں گھر میں سبزی پکائے منہ بنا کر چلے جاتے ہیں، فون کرتے ہیں۔ فلانی جگہ پر کہ آج فلانی چیز لے کر آؤ! آج میں نے پیزا کھانا ہے، آج فلاں چیز کھانی ہے، گھر میں سبزی پکی ہو، دال پکی ہو، ان کی پسند کی چیز نہ ہو تو مزاج بدل جاتا ہے۔ لباس بھی پہنیں گے، جی سب سے اعلیٰ، غذا سب سے اعلیٰ، اور باتیں خوب بنائیں گے، پیکیج لے لے کر باتیں کریں گے۔ حدیث شریف میں یہ بات آتی ہے کہ بدترین لوگ ہوں گے۔ ان کی نیت ہی کوئی نہیں ہوگی، عمل ہی کوئی نہیں ہوگا۔ بس کھانا، پینا اور باتیں کرنا، کھانا پینا، پہننا اوڑھنا اور باتیں کرنا، بس یہی تین مقاصد ہوں گے۔ یہ زندگی گزارنے کا کونسا مقصد ہے؟ اگر یہ بھی بدترین نہ ہوئے تو پھر اور کون ہوگا؟

## اندرونی حالت کا لوگوں کے سامنے اظہار:

لباس بعض دفعہ انسان بہت قیمتی پہنتا ہے شہرت کی نیت سے اور بعض دفعہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ انسان بہت پرانا، پھٹا پرانا کپڑا پہن لیتا ہے وہ بھی شہرت کی نیت



سے کہ جی! میں ذرا صوفی نظر آؤں، ان کو بھی پتا چلے کہ میرے گھر میں کچھ نہیں۔ یا میرے پاس ہے لیکن میں اتنا سادہ ہوں، میں پانچ ہزار والا پہن سکتا ہوں، دو ہزار والا پہن سکتا ہوں، مگر میں تو بیس سال پرانا پھٹا پہن کر آیا ہوں، لوگ مجھے سمجھیں کہ بڑا نیک ہے۔ اب یہاں بھی پکڑے۔ دونوں باتیں سمجھیے!

### اناپسندیدہ لباس:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا ہے ایک وہ جو اپنی خوبی کی وجہ سے مشہور ہو جائے، اور دوسرا وہ جو اپنی بدنامی کی وجہ سے مشہور ہو جائے۔ (طبرانی، مجمع جلد 5 صفحہ 138)

جس حال میں اللہ نے رکھا ہے اس کا شکر ادا کریں اور اس حال کے مطابق لباس کو پہنیں۔ اگر کوئی انسان غریب ہے یا کوئی عالم ہے، یا کوئی ایسا آدمی جسے لوگ دیکھتے ہیں۔ عالم کو لے لیجیے کہ پھٹا پرانا کپڑا پہن کر آجائے کہ لوگ دیکھ کر سمجھیں کہ یہ تو بڑا ہی اللہ والا ہے، بڑا ہی درویش ہے، اگر اس کی نیت ایسی ہے تو وہ بھی گناہ گار ہو جائے گا۔ ہاں اگر ہے ہی نہیں وہی موجود ہے اور نہیں ہے اور نیت بھی وہ نہیں ہے تو بات پسندیدہ بھی ہو سکتی ہے۔ بات تو دل کے اوپر ہے، معاملہ تو دلوں کا ہے، نیتوں کا ہے۔

### ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا جواب:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ ایک صحابی ہیں، اُن سے کسی شخص نے پوچھا کہ بتائیے! لباس کیسا ہو؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا کہ ایسا ہو کہ نہ تو بیوقوف لوگ اُسے حقارت سے دیکھیں، اور نہ شریف لوگ اُسے معیوب سمجھیں۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 138)

یعنی اوسط درجہ کا ہو بہت ہی گھٹیا بھی نہ ہو، اور بہت ہی بڑھیا بھی نہ ہو، درمیانہ سا ہو۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لباس:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے دنوں میں دیکھا کہ اُن کے لباس میں تین تین پیوند لگے ہوتے تھے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 113)

جس کو ہم رفو کہہ سکتے ہیں۔ آج تو ذرا سا کپڑا میلا ہو جائے تو ہم کہتے ہیں اس کو بدل دو۔ رفو والا کپڑا بھی نبی علیہ السلام نے پہنا اور پیوند لگا بھی پہنا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پہنا۔ غور تو کیجیے کہ امیر المؤمنین ہیں اور کپڑوں میں پیوند لگا ہوا اور انہیں اس بات سے کوئی عار نہیں ہے، تو ہمیں اس کو معیوب سمجھنے کی ضرورت نہیں۔

## حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا لباس:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مینڈھے کی کھال کا پتلہ لگائے ہوئے آرہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو! اللہ رب العزت نے اس کے دل کو ایمان سے منور کر رکھا ہے۔ میں نے اس کا وہ عہد دیکھا ہے جب یہ اپنے والدین کے پاس سے نہایت خوشگوار کھانے کھاتے تھے، اور قیمتی لباس پہنا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے لیے ایک جوڑا دوسو میں خریدا گیا، لیکن اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اس کو اس حال میں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 103)

یعنی ایک وہ زمانہ تھا کہ بڑے ہی قیمتی لباس پہنا کرتے تھے اور آج ماں باپ کو، مال و اسباب کو، سب کو اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیا۔ سادہ اور غریب سے لباس میں آرہے ہیں، لیکن آقا گواہی دے رہے ہیں کہ ان کے دل کو اللہ نے ایمان سے بھر دیا۔





## احضور سائے ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو دنیا کا مال بس اتنا ہی رکھنا جتنا مسافر لے کر چلتا ہے۔ خبردار! مالدار کی مجلس سے پرہیز کرو اور کسی کپڑے کو پرانا ناقابل استعمال اس وقت تک نہ بناؤ کہ جب تک اس میں پیوند نہ لگ جائیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ 375)

یعنی جب کپڑا پرانا ہو کر پھٹنے لگے بھی تو اس کپڑے کو الگ نہ کرو بلکہ پیوند لگا کر استعمال کرو۔ پیوند لگے کپڑوں کا استعمال سنت ہے۔ رفو والے کپڑے کا استعمال سنت ہے، اُسے برایا حقیر سمجھنا بڑی بری بات ہے، خطرہ کی بات ہے۔

## امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لباس کا حال:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے بعد پیوند لگائے بغیر کپڑے کو ترک نہیں کرتی تھیں۔ کثیر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ! میں ذرا اپنا پیوند سی لوں، کپڑا سی لوں، رفو لگا لوں۔ چنانچہ میں ٹھہر گیا اور میں نے کہا: اے امی! اے امی! اگر میں باہر جاؤں اور لوگوں کو جا کر کہہ دوں کہ آپ تو پیوند لگا کر کپڑے پہنتی ہیں تو لوگ تو آپ کو بخیل سمجھیں گے۔ کنجوس سمجھیں گے، سمجھنے کے لیے بات کر رہا ہوں کہ آپ کو لوگ سمجھیں گے کہ آپ بخیل ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو تیرے جی میں آئے کر، اسے نئے کپڑوں کی کوئی قدر نہیں جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا ہو۔ (حیاء الصحاب: ج 2، ص 841)

## احضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس:

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اے امیر

المؤمنین! آپ اپنے گرتے کے اوپر پیوند کس لیے لگاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاکہ دل کے اندر خشوع پیدا ہو اور مومن اس کی اقتدا کرے۔ (کنز العمال، حیاة الصحابہ ج 2 ص 215)  
 قلب کے اندر خشوع پیدا ہوتا ہے لہذا انسان پیوند والار فودالاکپڑا پہن لے۔

### ﴿جنتی انسان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے:  
 ایک آدمی اُن میں سے وہ غریب آدمی ہے جس کے پاس پہننے کے لیے ایک ہی جوڑا ہو، دوسرا جوڑا ہی نہ ہو۔ (حاوی للفتاویٰ: ج 2 ص 74)  
 تو بھئی! اللہ تعالیٰ نے تو بڑی مہربانیاں فرمائی ہیں۔

### ﴿بروز قیامت نعمتوں پر سوال﴾

یہ لباس کیا ہے؟ اللہ رب العزت کی بڑی نعمت ہے۔ فرمایا:

قَدْ أَنْزَلْنَا

”ہم نے نازل فرمایا“

یہ قرآن میں ہے تو یہ نعمت ہے۔

ثُمَّ لَتَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (النکاح: 8)

قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

قیامت کے دن کا ذرا سوچیں، ذہن میں منظر لائیں۔ ایک آدمی اللہ کے آگے کھڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: میرے بندے میں نے تجھ کو لباس عطا کیا؟ بتا تو نے اس لباس کا کیا حق ادا کیا؟ بتا تو نے میری اس نعمت کا کیا حق ادا کیا؟ لباس نعمت تھی، یہ امانت



تھی، میں نے بتا بھی دیا تھا کہ پوچھوں گا۔

اب انسان کھڑا ہو کر کہے گا: اللہ! میں نے تو لباس تیرے دشمن شیطان کے چیلوں کے حساب سے بنایا۔ ثابت ہو گیا کہ اس نے شریعت کے خلاف لباس پہنا، رسول اللہ ﷺ کے لباس کے خلاف لباس پہنا، اولیاء کرام کے لباس کے خلاف لباس پہنا، وقت کے صلحاء کے خلاف لباس پہنا کفار کا لباس پہنا، ان کے تہواروں پہ ان کا لباس پہنا ہے۔ یہ بات ثابت ہو گئی۔ اب کیا ہوگا؟ نعمت کی ناقدری کی وجہ سے اس کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اور اس کو وہاں جو لباس پہنایا جائے گا وہ گندھک کا بنا ہوا ہوگا:

(ابراہیم: 50)

سَرَّابِئِلُهُمْ مِنْ قَطْرَانٍ

اس کو لباس کے بدلے وہاں جہنم کا لباس ملے گا۔

### رخوش قسمت لوگ:

ایک اور انسان کو کھڑا کیا جائے گا کہ میرے بندے! میں نے تمہیں لباس کی نعمت دی تھی، تمہیں اس کے لیے پیسے دیے تھے۔ بتاؤ تم نے کیا حق ادا کیا؟ تو وہ کہے گا کہ اللہ! میں تو علماء سے پوچھ کر پوچھ کر کہ میرے محبوب ﷺ، میرے حبیب ﷺ آپ کے حبیب ﷺ کیا لباس پہنتے تھے، کیا اوڑھتے تھے؟ میں تو پوچھ پوچھ کر عمل کرتا رہا۔ اللہ! پگڑی میں پہنتا رہا، سر میں نے ڈھانپ کے رکھا، ٹخنے میں نے ننگے رکھے، لنگی میں سنت کی نیت سے پہنتا رہا، گرتا میں نے پہنا، پاجامہ میں نے پہنا، ستر کو میں نے چھپایا۔ اللہ! آپ کی نعمت کو میں نے نبی ﷺ کے طریقے پر استعمال کیا۔ جب یہ دعویٰ کرے گا ثابت کرنا پڑے گا، ثابت ہو گیا کہ اس نے ایسا ہی کیا، اس نے لباس کی نعمت کا صحیح حق ادا کر دیا۔ عورت تھی پردہ کیا بے لباس نہیں ہوئی، کسی کو اپنا جسم نہیں دکھایا، اگر کوئی غلطی ہو گئی

تھی تو اب تو بہ کر لی، مرد تھا اس نے کسی کو بے لباس نہیں کیا، اللہ کے حکم کو توڑتے ہوئے اس کو خوف آیا کہ میں کیسے اللہ کے حکم کو توڑ دوں، کسی کو بے لباس کر دوں، اگر کر چکا تھا تو تو بہ کر لی تھی اور ثابت ہو گیا کہ اس نے لباس کا حق ادا کر دیا۔ نہ خود بے لباس ہوا، نہ کسی کو بے لباس کیا سنت کے مطابق لباس پہنا۔

اب اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس عطا فرمائیں گے، سبز ریشمی لباس عطا فرمائیں گے، حریر کے ہوں گے۔

## ﴿جنت کے لباس﴾

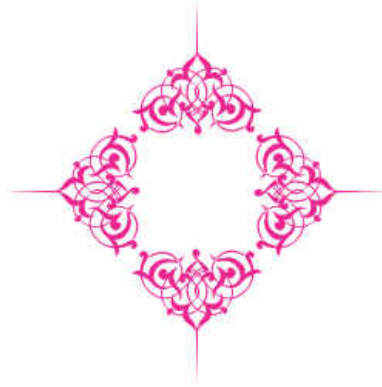
جنت کے بارے میں آتا ہے کہ اس کے انار کا درخت ہوگا۔ مومن چلتا ہوا اس درخت کے قریب جائے گا انار اس کے قریب آجائے گا، انار کو کھولے گا اندر صرف لباس ہی لباس ہوں گے۔ کوئی عورت اگر چاہے کہ میں لباس پہنوں تو ایک لباس میں ستر ہزار رنگ جھلک رہے ہوں گے، ستر ہزار رنگوں کا وہ لباس کیسا ہوگا؟ اللہ اکبر! آج ان کو بڑا مچینگ کا شوق ہوتا ہے، بیچاریاں پھرتی رہتی ہیں، لنک روڈ اور فلاں روڈ کہ مچینگ کرنی ہے یہ کرنی ہے، وہ کرنی ہے، کتنی مچینگ کر لیں گی، دو چار، پانچ، دس رنگ ملا لیں گی۔ ارے! وہاں تو ستر ہزار رنگوں کی مچینگ ہوگی جو پروردگار نے بنایا ہوگا۔ اس کا بنانے والا کون ہوگا؟ اللہ ہوں گے۔ اللہ کا بنایا ہوا ستر ہزار رنگوں کا لباس ہوگا۔ ہماری یہاں کیا خواہش ہوتی ہے؟ ہر مجلس میں نیا لباس ہر روز نیا لباس لیکن یہاں تو پوری نہیں ہوتی تھوڑا پڑتا ہے، بار بار وہ پہننا پڑتا ہے، اور وہاں تو یہ ہوگا کہ دن میں ستر مرتبہ چاہیں تو ستر لباس پہنیں اور ہر دفعہ پہلے سے اعلیٰ۔ نہ ٹیلر کے پاس جانے کی ضرورت، نہ استری کروانے کی ضرورت جب چاہو نیا پہنو۔



## ﴿جنت کے لباس کن کو ملیں گے؟﴾

تو یہ لباس کس کو ملے گا؟ لباس ایک نعمت ہے جو نعمت کی قدر دانی کرے گا اس کو ملے گا۔ یاد رکھنا میرے بھائیو! جو پروردگار نعمتیں دینا جانتا ہے وہ پروردگار نعمتیں واپس لینا بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں لباس کی نعمت کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کو شریعت اور سنت کے مطابق استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.







## لباس کی سنتیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى . أَمَّا بَعْدُ :  
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
 وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَٰلِكَ خَيْرٌ (الاعراف: 26)  
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝  
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

### لباس سے متعلق سنتیں:

الحمد للہ! گلدستہ سنت کے بیانات میں اب ہمارا موضوع پہنچ رہا ہے لباس کے



متعلق کہ اگر ہمارا لباس بھی سنت کے مطابق ہو جاتے تو یقیناً ہمارے لیے رحمتوں کا لباس بھی اگر ہمارا نبی کریم ﷺ کے لباس کے مطابق ہو جائے تو یقیناً ہمارے لیے رحمتوں کا ذریعہ بنے گا۔ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ

**مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ**

’جو جس قوم کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے اُس کا معاملہ اسی کے ساتھ ہوگا‘۔

قیامت کے دن اس کا معاملہ اسی کے ساتھ ہوگا۔ تو اگر ہم نبی کریم ﷺ کے مبارک لباس اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے لباس، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لباس کو اپنائیں گے تو یقیناً اس وجہ سے اللہ رب العزت ہمارے اوپر اپنی رحمت نازل فرمادیں گے۔

### جادو گروں کے ایمان لانے کا واقعہ:

اس سلسلہ میں پہلے ایک واقعہ سن لیجیے! اُس کے بعد لباس کے متعلق بات شروع ہوگی۔ ہم سب کے علم میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ ہوا جادو گروں سے۔ جادو گر فرعون کے تھے اور کافر تھے۔ جادو گر ویسے ہی غلیظ اور پلید قسم کے لوگ ہوتے ہیں، پاکی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تو ہوا کیا کہ مقابلہ شروع ہوا اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی لاشعیاں پھینکیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے عصا پھینکا تو وہ مقابلہ جیت گئے۔ اس کے بعد رزلٹ (Result) کیا نکلا کہ سارے کے سارے جادو گر مسلمان ہو گئے۔ اب ذرا غور کرنے کی بات ہے! جادو گر جتنے بھی تھے ہزاروں کی تعداد تھی، 10 ہزار یا جو بھی تھے جتنے بھی تھے، سارے کے سارے مسلمان ہو گئے، فرعون ایک بھی کافر نہ رہا۔ غور کرنا ہوگا! اس بات میں سارے جادو گر مسلمان ہو گئے، فرعون اور اس کی فوج اور اس کی قوم جو قبضی تھی وہ سارے موجود تھے، ان میں سے ایک بھی

مسلمان نہ ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ پہلی بات تو یہ کہ اللہ کی مرضی، اللہ جسے چاہے ہدایت دے، لیکن علماء و مفسرین نے اس کے اندر ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا جو کہ منجانب اللہ تھا تو حجت بازی نہیں سر تسلیم خم کیا اور سوچنے لگے کہ انسان تو یہ ہماری طرح کا ہے مگر یہ کوئی انسانی فن نہیں ہے۔ اگر یہ انسانی فن یا انسانی کمال ہوتا تو یہ کبھی ہم پر غالب نہ آتا۔ تو جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانی کے آگے سر جھکا یا اور بغیر چوں چرا کے حق کا اعتراف کر لیا تو اس کے بعد اللہ نے اپنی رحمت سے ہدایت دینے کا فیصلہ کیا۔

### رحمتِ الہی اور حبِ رسول کے حصول کا طریقہ:

اگر میرا اور آپ کا لباس نبی علیہ السلام کی محبت میں ہوگا اور اسے ہم اپنائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مزید رحمتیں ہمیں مل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا فرما دیا یہ اللہ کا انعام لیکن اگر ہم مزید نبی علیہ السلام کی سنتوں کو اپنی زندگی میں لے کر آئیں گے، اپنی اولاد کی زندگی میں لائیں گے، گھر والوں کی زندگی میں لانے کی کوشش کریں گے تو ایک تو نبی کریم ﷺ کی محبت بڑھے گی اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

### آپ ﷺ کی پسند گرتا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو تمام لباسوں میں سب سے زیادہ پسند گرتا تھا۔ (شائل ترمذی صفحہ 5)

گرتا آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔

محدثین نے لکھا ہے کہ گرتا پہننا بہتر اس لیے ہے اور آپ ﷺ کے پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ستر پوشی زیادہ ہے۔ یہ جسم کے اعضا کو ڈھانپ لیتا ہے کیونکہ



کھلا بھی ہوتا ہے، سلا ہوا بھی ہوتا ہے۔ ٹائٹ (Tite) نہیں ہوتا تو اعضا کا ابھار بھی نظر نہیں آتا اور پورے جسم کو صحیح طرح سے Cover کر لیتا ہے۔ جسم کے اعضا کو چھپانے والا ہوتا ہے، بے ستری کا احتمال نہیں رہتا۔ بخلاف چادر وغیرہ کے کہ انسان اس کو باندھ کر جسم پر اوڑھ بھی لے تو کہیں نہ کہیں چلتے پھرتے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، پریشانی ہوتی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ گرتا زیادہ ستر چھپانے والا ہوتا ہے، بدن پر ہلکا ہوتا ہے اور اس کے پہننے میں تو اضع اور عاجزی ہے۔

(جمع الوسائل جلد 1 صفحہ 107)

اس کے بالمقابل کفار کا لباس پہننے میں تو بے ستری ہی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ گرتے کے اندر عاجزی زیادہ ہے اور اس میں زینت بھی ہو جاتی ہے۔

(شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 165)

## رسوتی گرتا بھی سنت ہے:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رسوتی گرتا تھا۔ (ابویعلیٰ، سیرت جلد 7 صفحہ 148)

سوت کے بارے میں مفتی حضرات سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ سوت غالباً کھدر کو کہتے ہیں۔ کھدر سوت کے زیادہ قریب ہے۔ سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات رسوتی کپڑے کا مستقل استعمال رکھتے تھے، حتیٰ کہ ٹوپی بھی رسوتی کپڑے کی بناتے تھے۔ کھدر کے متعلق تو علماء کا گمان یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو کھدر ہے یہ سوت کے قریب ترین ہے، باقی اللہ بہتر جانتے ہیں۔ اور محدثین نے بھی لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرتا رسوتی ہوا کرتا تھا اور بکثرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوتی کپڑے کو استعمال فرماتے تھے۔ (شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 165)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرضِ وفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سہارے جب تشریف لائے تو سوتی کپڑا زیب تن تھا۔ اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتان اور سوتی کپڑا پہنا تھا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قطعی قمیض جو بہت لمبی نہ تھی (لمبی سے مراد ٹخنوں کو کور (Cover) نہیں کرتی تھی، گھٹنوں سے نیچے تھی لیکن ٹخنوں سے اوپر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو قمیض تھی وہ اتنی لمبی نہ تھی کہ ٹخنے ہی ڈھانک لیتی) اس کی جو آستین تھی وہ تنگ تھی۔ قطعی سفید باریک کتان جو مصر سے بن کر آتا تھا۔

(سیرت جلد 7 صفحہ 464)

اکثر و بیشتر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوت کے بنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کرتے تھے اور کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتان کو استعمال فرمایا، اور صوف کو بھی جو اُون کا بنا ہوا تھا اس کو استعمال فرمایا۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 52)

یہ جو لفظ صوفی ہے، یہ صوف سے نکلا ہے، اُون کے لباس سے اس کا تعلق بنتا ہے۔

## اُگرتے میں مسنون لمبائی:

اب کرتے کی لمبائی کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا نہ زیادہ لمبا ہوتا تھا، نہ ہی اس کی آستین زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ (شامل ترمذی، ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 294)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کرتا زیب تن فرمایا تھا وہ ٹخنوں سے اوپر تھا۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی





لمبائی، چادر کی نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک ہوتی تھی۔ (شرح مواہب جلد 5 صفحہ 5)

نبی ﷺ کا گرتا آدھی پنڈلی تک ہوتا تھا یعنی گھٹنوں سے نیچے اور ٹخنوں سے اوپر۔

## آستین میں مسنون لمبائی:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے کتنی محبت تھی۔ ایک ایک چیز کو نوٹ کیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمیں کتنی نبی ﷺ سے محبت ہے؟ یہ معلوم ہوگا عمل سے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے گرتے کی آستین وہ گٹوں تک ہوتی تھی۔

(ابوداؤد، ترمذی، سیرت جلد 7 صفحہ 463)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آستین کی لمبائی گٹوں تک ہوتی تھی۔ اور بھی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی بات کو بیان فرمایا ہے۔ (مسند بزار صفحہ 124)

البتہ حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی آستین انگلیوں تک ہوتی تھی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ گرتے کی آستین کی لمبائی میں سنت یہ ہے کہ گٹوں تک رہے۔ تو گرتے کی سنت کیا ہوئی؟ گٹوں تک ہونی چاہیے! تھوڑا سا اور بڑا کر دیں ہتھیلی بھی شامل ہو جائے تو بھی گنجائش ہے، لیکن (Half Sleeve) کی نبی ﷺ کے دین میں کوئی گنجائش نہیں۔ اسی طرح جبہ ہوتا ہے، چوغا وغیرہ ہوتا ہے تو تھوڑا سا آگے بھی ہو جائے یعنی گٹوں سے آگے، انگلیوں تک پہنچ جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ آستین گٹوں تک پہنتے تھے۔ ہاں! جب آپ ﷺ سفر میں ہوتے تو آپ ﷺ نے سفر میں تنگ آستین والا جبہ و کرتا پہنا بھی ہے۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 51)

عام طور پر آپ ﷺ کا لباس کھلا ہوا، ڈھیلا ڈھالا ہوا کرتا تھا، لیکن سفر میں آپ ﷺ نے کبھی تنگ آستین والا لباس پہنا ہے۔ اس سے ہمارے زمانے کے پینٹ اور شرٹ کو قیاس نہیں کرنا چاہیے کہ جس میں ستر پوشی برائے نام بھی نہیں ہے تو آستین تنگ ہو حرج نہیں۔ البتہ انگلیوں سے آگے آستین کا ہونا درست نہیں، گٹوں تک رہے یہ سنت ہے۔ کوئی زیادہ کرنا چاہے جبہ اور چوغہ میں تو ہتھیلی تک لے آئے، لیکن انگلیاں پوری ڈھک جائیں یہ خلاف سنت ہے۔ بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آستین انگلیوں سے زائد ہونے پر قینچی سے کاٹ دیتے تھے۔ یعنی اس کو چھوٹا کر لیا جاتا تھا۔ (جمع الوسائل صفحہ 109)

### گرتے کے گریبان کا بیان:

اب گرتے کے اندر گریبان بھی ہوتا ہے۔ اللہ کرے ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا نصیب ہو جائے۔

ہم دوسروں کے گریبانوں میں بڑا جھانکتے ہیں، اصل میں کیا ہے؟ جب ہماری نظریں سامنے ہوں گی تو اپنا گریبان نظر نہیں آئے گا دوسروں کا نظر آئے گا، نظروں کو اپنے سینے پر کر لیں، جھک لیں پھر دوسروں کا نظر نہیں آئے گا اپنا نظر آئے گا۔

### آپ ﷺ کے گرتے کا گریبان:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں قبیلہ مزینہ کے ساتھ مدینہ شریف نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور ہم نے نبی علیہ السلام سے بیعت کی اور آپ ﷺ کی قمیض کا تلمہ کھلا ہوا تھا۔ (شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 166)

قمیض میں جو بٹن لگا ہوتا ہے تو اس کو تلمہ کہا جاتا ہے، چنانچہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح



بخاری میں قیص کا گریبان سینے پر ہو اس کا باب قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ گریبان سینے کی طرف ہونا سنت ہے جیسا کہ عام معمول ہے۔ اس میں ہم سنت کی نیت بھی کر لیں تو مزید فائدہ ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی قیص مبارک کا گریبان سینے کے مقام پر تھا۔

(عمدة القاری جلد 21 صفحہ 303)

اور یہی قیص کی سنت ہے۔ ابن ابی بظیف نے کہا ہے کہ اسلاف کپڑوں کا گریبان سینے پر ہی رکھا کرتے تھے۔ (الجاوی للفتاویٰ صفحہ 93)

اور سینے پر ہو تو کس طرف ہو؟ دائیں سائٹ پر ہو؟ بائیں سائٹ پر ہو؟ یا سینٹر (Center) میں ہو؟ علامہ عبدالحی عیسیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا گریبان بیچ میں ہوتا تھا، دائیں اور بائیں نہیں ہوتا تھا۔ (السعیہ صفحہ 174)

اب بعض لوگ فیشن میں بٹن اُلٹے ہاتھ پر لگوا لیتے ہیں، کبھی سیدھے ہاتھ پر لگوا لیتے ہیں تو وہ فیشن والوں کا تو معاملہ ہو سکتا ہے، نبی علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ گریبان درمیان میں ہو۔

## اگر تے کے بٹنوں کا بیان:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک گرتا بنوایا جو تکمہ دار گھنڈی والا تھا۔ (جمع صفحہ 111)

یعنی بٹن والا اور گرتے کے گریبان میں بٹن لگوا یا ہوا تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھنڈی لگاؤ خواہ کانٹے سے ہی سہی۔ (احمد، کنز العمال جلد 19 صفحہ 219)

جس کو آج ہم آسان شکل میں بٹن کی ایک کیفیت کہہ سکتے ہیں، جو گھنڈی ہوتی ہے بس گول سا کپڑے سے بنا لیں۔

## سمجھنے کی بات:

اس حدیث مبارک میں حکم کیا دیا گیا کہ سینے کو بٹن لگا کر مستور رکھو، چھپا کر رکھو، کھلا نہ رکھو۔ سینہ کھول کر نہ رکھو۔ اپنے سینے کی نمائش نہ کرو۔ سینے کو بند رکھو۔ جب یہ مردوں کو حکم ہے تو عورتوں کو کیسے حکم ہو سکتا ہے کہ وہ کھلے سینے والا لباس استعمال کریں۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا انداز:

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جو بٹن تھا قمیص کا وہ کھلا ہوا دیکھا تو میں نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (بزار)

ایک اور صحابی معاویہ بن مرہ رضی اللہ عنہ جن کی ابھی بات گزری انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کے ساتھ جب بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرتے کے بٹن کو میں نے اُس وقت کھلا ہوا دیکھا تھا، اور اس وقت انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربوت کا بوسہ بھی لیا تھا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 295)

محدث بیہقی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اس کے راوی عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے ذکر کرنے والے ہیں، ان کو ہمیشہ گھنڈی نہ لگی ہوئی قمیص میں پایا، خواہ گرمی ہو یا سردی۔ (آداب بیہقی صفحہ 352)

یعنی انہوں نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اُس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کرتا پہنا ہوا تھا، بٹن اوپر تھا تو بٹن کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس ہیئت میں دیکھا تو زندگی بھر انہوں نے بٹن تو بنوایا لیکن اتباع سنت کی وجہ سے بٹن کو بند نہیں کرتے تھے چاہے گرمی ہو یا سردی، یہ محبت کی علامت ہوتی ہے۔ لیکن یہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جن کا



زندگی بھر نبی علیہ السلام کا ساتھ نہ رہا۔ کچھ عرصہ کے لیے محدود وقت کے لیے تھا، تو جو انہوں نے دیکھا اُس پر عمل کرتے رہے۔

### کپڑے پہننے کا مسنون طریقہ:

اس کا سنت طریقہ کیا ہے؟ پہننا تو روز ہی ہے، اگر ہم سنت کے مطابق پہن لیں گے تو سوشیہیڈوں کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گرتا زیب تن فرماتے تو دائیں طرف کو پہلے پہنتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 374، ترمذی، نسائی)

گرتا پہنتے تو پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈال کر ہاتھ نکال لیتے، اس کے بعد بائیں آستین میں ڈالتے۔ تو جتنے بھی لباس ہیں تمام لباس کو پہننے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دائیں طرف سے پہنا جائے۔ عورت کپڑے پہنے، برقعہ پہنے، مرد سوئیٹر پہنے، جیکٹ پہنے، کچھ بھی پہنے، پہننے میں ابتدا سیدھی طرف سے کرے اور اتباع سنت کی نیت کرے۔ اور جب اُتارنے لگے تو اس کے خلاف کر لے یعنی اُلٹی طرف کو پہلے اُتار لے، تو ان دونوں عمل میں سنت کا ثواب مل جائے گا۔ گرتے کے بعد ایک چیز ہے جب یہ بھی سنت ہے۔

### رجبہ پہننے کی بھی سنت:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صوف یعنی اُونی جبہ تھا، جس کی آستین چھوٹی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جبہ میں ہمیں نماز پڑھائی۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 292)

آستین چھوٹی ہونے سے مراد گنوں تک ہونا ہے، ہتھیلی اس میں ڈھکی نہیں ہوتی۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک شام کا ایک جبہ ہدیہ کیا۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 467)



حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو روم کا جبہ پہنے ہوئے دیکھا۔ (مسند ابویعلیٰ)

### حضور ﷺ کی سخاوت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا ایک اونی جبہ تھا۔ صوف کا جبہ (جسے عرب کے بدو پہنا کرتے تھے) وہ آپ ﷺ زیب تن فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کو یہ بڑا اچھا معلوم ہوا اور اس کے اوپر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے: دیکھو! کتنا اچھا ہے۔ ایک بدو بھی اس مجلس میں موجود تھا، اُس نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ مجھے دے دیجیے! تو نبی علیہ السلام نے اُس جبہ کو اُتارا اور اُس مانگنے والے کو دیدیا۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 469)

### آپ ﷺ کا سفری لباس:

علامہ ابن قیم اور حافظ ابن حجر رحمہما نے لکھا ہے آپ ﷺ سفر میں چھوٹا تنگ آستین والا جبہ پہنتے تھے۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 51، فتح الباری جلد 10 صفحہ 268)

مدارج نبوة میں ہے کہ سفر کی حالت میں آپ ﷺ تنگ آستین والا لباس پہنتے تھے۔ چنانچہ جہاد وغیرہ کے موقع پر جو جبہ آپ ﷺ نے پہنا ہے وہ ایسا ہی رہتا تھا سہولت اور آسانی کی وجہ سے، ورنہ اہل عرب عموماً جبہ کی آستین بہت لمبی رکھتے تھے۔

### دھاری دھار لباس:

نبی علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے سرخ لباس بھی پہنا لیکن وہ ایسا سرخ نہیں تھا۔ وہ دھاری دھار نقش و نگار حملہ تھا۔ (سیرت صفحہ 467)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور ﷺ



سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ مردوں کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے سُرخ لباس کو پسند نہیں فرمایا اور ایک صحابی سے یہ فرمایا کہ سُرخ چادر اپنے گھر کی عورتوں کو دے دو۔ ہم اس سُرخ لباس سے یہ نہ سمجھیں کہ بس! سُرخ لباس ثابت ہو گیا، یہ دھاری دھار منقش ہونے کی وجہ سے مائل بہ سُرخ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہ آئی ہو بعد میں جب وحی کے ذریعے بتلادیا گیا تو آپ ﷺ نے نہ خود پہنا اور نہ صحابہ کو پہننے کی اجازت دی۔ اُس وقت آپ کے بال مونڈھوں کے قریب آرہے تھے، یعنی سر کے بال کچھ بڑھے ہوئے تھے۔ (شامل صفحہ 6)

### حَلَّة:

تہبند اور چادر کے مجموعے کو حَلَّة کہتے ہیں۔ حضرت انس بن ﷺ کی روایت ہے کہ زازان بادشاہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک نہایت ہی قیمتی حَلَّة ہدیہ کیا تھا، جسے انہوں نے تینتیس اُونٹ دے کر خریدا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو قبول کیا تھا۔ یہ بہت قیمتی جوڑا تھا اور آپ ﷺ موقع بموقع مثلاً وفود وغیرہ کے آنے یا جمعہ کے دن یا عیدین وغیرہ کے موقع اسے پہن لیا کرتے تھے۔ عام استعمال میں آپ ﷺ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ (شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 168)

### فائدہ:

معلوم ہوا کہ قیمتی جوڑا پہننا منع نہیں ہے، لیکن اُس وقت جب دل پر اثر نہ کرے۔ جہاد کے موقع پر نبی ﷺ نے ریشمی جبہ بھی استعمال فرمایا۔

(سیرت جلد 7 صفحہ 467، ابن ابی شیبہ)

عام حالات میں مردوں کو منع ہے لیکن جہاد کے موقع پر نبی ﷺ نے اس لیے پہنا کہ

تلوار کا وار، دشمن کا وار اگر ہو تو وہ ریشم کے اوپر سِلپ (Slip) کر جائے، تو مقصد احتیاط تھا۔ ویسے عام طور سے مردوں کے لیے منع ہے۔

### تبرک کے حصول کا ایک خاص طریقہ:

ایک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور آپ اس کو دھو دھو کر مریضوں کو پانی پلاتی تھیں۔  
(مسلم، سیرت جلد 7 صفحہ 467)

اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگوں کی استعمال شدہ چیزیں ہیں، تبرک ان کو رکھا جاسکتا ہے۔ اور ہمارے آئمہ مجتہدین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات سے بھی ثابت ہے کہ نیک اور بزرگ لوگوں کی استعمال شدہ چیزوں سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے۔

### نمستین:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمستین یعنی (واسکٹ نما چمڑے کی جیکٹ) پہن کر نماز پڑھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا کہ دباغت شدہ (یعنی پاک کی ہوئی) کھال کی نمستین میں نماز پڑھائیں۔

(ابن عساکر، سیرت جلد 7 صفحہ 486)

اب یہ نمستین کیا ہوئی؟ سمجھنے کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جیسے آج کل ہم واسکوٹ پہن لیتے ہیں، جیکٹ سی پہن لیتے ہیں چھوٹی سی، اس کو نمستین کہا جاتا ہے۔ نمستین چمڑے کے بمثل صدری ایک لباس ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی استعمال کیا ہے۔

(زاد المعاد جلد 1 صفحہ 151)

واسکوٹ پہننا بھی اس کے قریب ترین ہیں، اگر چمڑے کی ہو تو زیادہ قریب ترین



سنت کے ہو جائے گی۔

### اِبْرَس کا بیان:

اسی طرح ایک لباس کہا گیا اِبْرَس۔ حضرت عاصم بن کلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِبْرَس پہنے ہوئے دیکھا۔ ایک قسم کی بڑی ٹوپی جو جبہ سے ملی ہوئی ہوتی تھی اور سردی میں استعمال ہوتی تھی۔ (عمدة القاری جلد 7 صفحہ 433)

بعض اوڑھنے والی چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ پہننے والی ٹوپی ان کے ساتھ ہی جڑی ہوتی ہے۔ سردیوں میں انسان ایسا لباس پہن لیتا ہے۔ تو یہ بھی سنت ہے۔

### اِبْرَس کی چادر:

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر کا بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چادریں پہنتے تھے اور کثرت کے ساتھ پہنتے تھے اور مختلف موقعوں پر مختلف قسم کی منقش اور غیر منقش دونوں طرح کی اِبْرَس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کی منقش چادریں کپڑوں میں بہت زیادہ پسندیدہ تھیں۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 865)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین دو عدد یمنی چادروں میں ہوئی تھی۔

اور وہ کیوں؟ اس لیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ تھیں۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 865)

عرب میں اُس زمانہ میں یمن کی چادریں بڑی مقبول تھیں۔ یہ سوتی ہوتی تھیں (یعنی کھدر کی ہوتی تھیں)۔ اور ان کے اوپر (بعض دفعہ) سبز یا لال (یا کسی) رنگ کی دھاریاں بھی بنی ہوتی تھیں۔ (عمدة القاری صفحہ 311)

عام طور سے آپ ﷺ کو رنگین چادریں زیادہ پسند تھیں کیونکہ اُن میں میل نمایاں نہیں ہوتی تھی۔ سفر میں چلتے پھرتے بہت جلدی میلی نہیں ہوتی تھیں۔ اور علماء نے منقش یعنی دھاری دھار چادر کو مستحب قرار دیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ 115)

### اُونی چادر:

اس کے علاوہ اُونی چادر بھی نبی ﷺ نے استعمال کی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس صوف یعنی اون کی چادر تھی جو چھ یا سات درہم میں خریدی گئی تھی، یعنی بہت ہلکی قیمت کی تھی۔ اس وقت سب سے ادنیٰ اور سب سے سستا لباس صوف کا ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اُون کی چادر تھی جو سیاہ اور سفید تھی جو آپ ﷺ کے لیے بُنی گئی تھی، اور آپ ﷺ کے پاس کافی عرصہ رہی حتیٰ کہ وفات تک رہی۔ (ترغیب صفحہ 108)

یعنی دو رنگوں والی چادر تھی۔

### حضور ﷺ کی اُمت سے شفقت:

نبی ﷺ نے قیمتی کپڑا بھی پہنا اور عام کپڑا بھی پہنا۔ اُمت کے امیروں کے لیے بھی گنجائش رکھ دی، اور امت کے غریبوں کا بھی لحاظ رکھا اور ان کا بھی دل رکھا۔

(جلد 3 صفحہ 109)

### صوف پہننا انبیاء ﷺ کی پسند:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام ﷺ صوف (موٹے اُون) کو پسند کیا کرتے تھے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 109)





اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس دن اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا اُس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم صوف کے لباس میں تھے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 109)

### ایمان کی حلاوت:

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تم صوف کا لباس پہنو، اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت محسوس کرو گے۔ (حاکم، کنز جلد 19 صفحہ 219)

اسی لیے بہت سارے اللہ والے صوف کا لباس پہنتے تھے، تو وہ پھر صوفی کہلانے لگے۔ آج دنیا کہتی ہے کہ صوفی کا لفظ کہاں سے آگیا؟ تو جان لیں کہ صوفی کا لفظ تابعین سے چلا آ رہا ہے، کوئی نئی چیز نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھر درا اور موٹے صوف کا لباس پہنا۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 108)

### کبر سے بچاؤ:

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صوف کا لباس کبر سے بچاتا ہے چونکہ اس سے غربت اور مسکنت نمایاں ہوتی ہے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 110)

### بالوں سے بنی چادر:

اسی طرح کچھ چادریں بالوں والی ہوتی ہیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر سیاہ بالوں والی چادر تھی۔ (شمائل صفحہ 6)

ممکن ہے کہ اُس میں سیاہ بال بھیڑ یا دنبہ وغیرہ کے ہوں جس کی وجہ سے سیاہ بال والی کہا گیا ورنہ عام طور سے صوف کی چادر ہی ہوتی تھی۔ (شمائل صفحہ 6)

## دھاری دار چادر:

ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ سبز دھاری دھار چادروں میں ملبوس تھے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، شرح مواہب جلد 5 صفحہ 15)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے اور سبز دھاری دھار چادر میں تھے جسے دائیں جانب سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ (ابوداؤد، زرقانی جلد 5 صفحہ 151)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام منیٰ میں نخر پر سوار خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ پر لال دھاری دھار چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی بات کو پہنچا رہے تھے اور لوگ زیادہ تھے۔ (سیرت الشامیہ جلد 7 صفحہ 491)

آپ ﷺ بات فرما رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ اُس بات کو سن کر آگے امت کو پہنچا رہے تھے۔ اُم الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر نبی علیہ السلام کو دھاری دھار چادر میں دیکھا جسے آپ ﷺ نے بغل سے نکال کر لپیٹ رکھا تھا۔

(مسند، سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 426)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لال دھاری دھار چادر آپ ﷺ کے پاس تھی یہ بات ابھی گزر چکی ہے سُرخ دھاری دھار ہونے کا کیا مطلب ہے۔ پوری بات دوبارہ تو ذکر نہیں کرتے مگر اتنی بات یاد رکھیں کہ مکمل سُرخ لباس مردوں کے لیے صحیح نہیں ہے۔ یہ فُتاق کا طریقہ ہے۔ کپڑا سفید ہو اور اس میں کچھ مائل لکیریں ہوں تو حرج نہیں۔ جسے آپ عیدین اور جمعہ میں زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (تہذیبی، سیرت جلد 7 صفحہ 491)



## رجھالروالی چادر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھاری دھار چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا، جس کے کنارے کی جھالر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر تھی۔  
(شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 171)

حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت دھاری دھار چادر سے جبوہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اور اُس کے کنارے کی جھالردونوں قدم مبارک پر تھی۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 479، ابوداؤد)

## رجبہ کی وضاحت:

جبوہ ایک خاص کیفیت ہے کہ کپڑے کو اس طرح باندھ لیا جائے کہ بیٹھنے کے وقت پیٹھ اور ٹانگوں کو باندھ کر سہارا لینا ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا، اکثر جماعت میں ساتھی جاتے ہیں تو پیچھے ٹیک نہیں ہوتی اور اتباع سنت کی نیت سے بھی کرتے ہیں تو وہ ایک ٹیک بن جاتی ہے کہ چادر کو خوب لپیٹنا، ٹانگوں کو اوپر کیا اور چادر کو کمر اور ٹانگوں کو لے کر باندھ دیا۔ اور وہی چادر اُوڑھی بھی ہوتی ہے اور ٹانگوں کی طرف بھی آگئی تو یہ جبوہ کہتے ہیں۔ سنت کی نیت سے ہم اس کو کر سکتے ہیں۔ حدیث پاک میں ازار مہذب کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بسا اوقات چادر کے کناروں کے دھاگوں کو چھوڑ دیا جاتا جن کو بنا نہیں جاتا تھا۔ سائیڈس (Sides) چھوڑ دی جاتی تھی تو وہ دھاری نظر آ جاتی تھی، تو کبھی دھاری کھلی ہوتی تھی اور کبھی اُس جھالر کی دھاریاں جو تھیں اس کو گرہ لگا کر بند کر دیا جاتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح سے استعمال کیا ہے۔

(عمدة القاری جلد 22 صفحہ 30، فتح الباری جلد 10 صفحہ 265)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے۔

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ طبیعت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کالے رنگ کی دھاری دھار چادر بنوائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا تو گیلے ہونے کی وجہ سے اُس میں اُون کی بو (Smell) آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل فرمادیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 376)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک خوشبودار تھا لیکن اُس چادر کا جو میٹریل (Material) تھا وہ ایسا تھا کہ وہ گیلا ہونے کے بعد اپنی بو دینے لگا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر وقت فرشتے ہوتے تھے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا اور لباس تبدیل فرمایا۔

### چادر کا کنارہ سر پر ڈالنا:

چادر کے کنارے کو سر پر ڈال دینا اتباع سنت کی نیت سے تو یہ صحیح ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کو دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو محسوس کرتے تھے اور آئندہ آنے والی امت کو بتادی۔ بخاری شریف کے اندر یہ بات ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا کنارہ اپنے سر کے اوپر ڈال دیا تھا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 864)

یعنی سر پر الگ سے کپڑا رکھنے کے بجائے اوڑھی ہوئی چادر کا کنارہ ہی ڈال رکھا تھا۔ ویسے عام طور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عادت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی سے بچاؤ کے لیے (کیونکہ عرب میں گرمی بھی ہوتی تھی صحراء کا سفر بھی ہوتا تھا، تو گرمی سے بچاؤ کے لیے) آپ سر مبارک کے اوپر کپڑا ڈال لیا کرتے تھے۔ لیکن ایک موقع پر آپ



نے اپنی پہنی ہوئی چادر کو ہی سر پر ڈال لیا۔ (شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 172)

### آپ ﷺ کا سادہ چادر طلب فرمانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو جہم رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام کی ایک منقش چادر نبی ﷺ کو ہدیہ پیش کی۔ آپ نے استعمال فرمائی۔ وہ اتنا زیادہ ڈیزائننگ والی تھی کہ آپ ﷺ نے بعد میں فرمایا کہ دیکھو! اس چادر کو واپس کر دو۔ اس نے میرے ذہن کو منتشر کیا اپنی طرف متوجہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے وہ چادر واپس کر دی اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی بھجوایا کہ دیکھو! ابو جہم کے پاس ایک اور سادہ چادر بھی ہے (جس میں اتنی ڈیزائننگ نہیں) یہ اُسے دو۔ وہ اس سے میرے لیے آؤ۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 865)

تاکہ اُس کا دل بھی چھوٹا نہ ہو۔ تو لوگوں کے دل کا خیال رکھنا یہ بھی نبی ﷺ کی مبارک عادت تھی۔

### چادر کا تکیہ کے طور پر استعمال کرنا:

چادر کو سر کے پاس رکھنا یا چادر کا تکیہ بنانا یہ بھی سنت ہے۔

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا مکہ میں، تو آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ (مسند حارث، سیرت جلد 7 صفحہ 479)

اسی طرح حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرماتے دیکھا۔ (مسند حمیدی، سیرت جلد 7 صفحہ 479)

### اہم نکتہ:

اب کعبہ کے سائے کا ذکر آ گیا تو ایک نکتہ نوٹ کر لیجیے! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بار



بارج و عمرہ کی توفیق عطا فرمائے اور لے جائے۔ آمین۔ بیت اللہ کے سائے میں انسان جب جائے تو اللہ سے عرش کے سائے کو بھی مانگ لے۔

باقی ان دونوں حدیثوں سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ چادر سے ہی ٹیک لگانے کا کام لے لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے جو چیز میسر ہو انسان اس کے اوپر ہی صبر کر لے۔ ہر وقت تکلیہ کا اہتمام اور ہر وقت ہر چیز پوری ہو جانا یہ ضروری نہیں۔ جو نعمت حاضر ہو، انسان صبر شکر کے ساتھ اس کو استعمال میں لے آئے۔

### ﴿قابل اصلاح سوچ:﴾

عورتیں اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھیں کہ یہ لباس کے بارے میں زیادہ حساس ہوتی ہیں۔ ان کا دل کرتا ہے کہ ایسا لباس پہنیں جو کسی نے نہ پہنا ہوا ہو۔ اور ہر مجلس میں، ہر محفل میں نیا لباس پہنیں اور دوبارہ نہ پہنیں۔ ایک لباس یہ چند دفع پہن لیں تو دوبارہ پہننے میں ان کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ کہتی ہیں کہ نہیں اب نیا چاہیے۔ اور اسی وجہ سے لوگوں کا کاروبار بھی چمک رہا ہے۔ جو سوٹ 2 ہزار کا ہے وہ 5 ہزار کا بھی دے دیتے ہیں۔ کیا ہے جی؟ ڈیزائننگ ہے، جی یہ نیا ڈیزائن ہے، وہ نیا ڈیزائن ہے۔ تو فضول خرچی پر ہم جارہے ہیں اور نبی ﷺ کی سنت کو ہم چھوڑ رہے ہیں۔ سادہ لباس جو ضرورت کو پورا کر دے وہ کافی ہے۔

### ﴿صحابيات بنتي بنتي کی سادگی:﴾

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک ایسا لباس تھا، ایک ایسی قمیص تھی جس میں مدینہ کی کتنی بچیوں کی شادیاں ہو گئیں وہ لے جاتی تھیں، اُس میں شادی ہو جاتی تھی اور پھر واپس آ جاتا تھا۔



اس لیے اپنے لباس کے اندر سادگی کا بھی خیال رکھا جائے۔ اور ایسا لباس جو اپنی طرف متوجہ کر دے اور جس سے اپنے دل کے اندر فخر محسوس ہو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ڈیزائن اتنا خوبصورت ہو کہ دھیان ڈیزائن کی طرف ہی رہے نماز میں بھی نہ رہے تو نماز میں خصوصاً اس کو استعمال کرنا ٹھیک نہیں۔  
(مالک، بخاری، سیرت جلد 7 صفحہ 480)

### سفیید چادر:

سفید چادر آپ ﷺ نے پہنی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سفید چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 478)

### ریشم ملی چادر کا حکم:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقتِ وفات آپ ﷺ کے جسم اطہر پر خمیصہ چادر ڈال دی گئی تھی، جب جنبش محسوس ہوتی تو چہرے سے ہٹا دی جاتی تھی۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 865)

### رخمیصہ کی تعریف:

علامہ عینی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ خمیصہ وہ چادر ہے جس میں ریشم کی کوئی ڈیزائننگ سی ہوتی تھی، پٹیاں سی ہوتی تھیں۔ اس قسم کے لباس کو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم نے بھی استعمال کیا ہے۔ (عمدة القاری جلد 22 صفحہ 3)

اور زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے منقش خمیصہ اوڑھی ہے۔

(زاد المعاد جلد 1 صفحہ 51)

## ﴿کالی چادر اور کالا کمبل﴾:

کالے رنگ کی چادر بھی نبی ﷺ نے استعمال فرمائی ہے۔ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ نماز استسقاء پڑھائی تو آپ کالی چادر پہنے ہوئے تھے۔ (سیرت صفحہ 493)  
 اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سردی کے موسم میں جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے اوپر کالا کمبل ہوتا۔  
 (مدارج النبوة جلد 6 صفحہ 129)

## ﴿پیوندگی چادر﴾:

چادر اگر خراب ہو جائے رفو کروالیتے ہیں، تو یہ رفو کروانا پیوندگانا یہ بھی آقا ﷺ کی سنت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے مجھے نبی ﷺ کی ایک پیوندگی چادر دکھائی۔ (بخاری، ترمذی جلد 3 صفحہ 108)  
 آج کل پیوند کو رفو کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انسان محسوس کرتا ہے کہ میری تو اس میں شرمندگی (Embarrassment) ہوگی۔ حالانکہ یہ سنت ہے۔  
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کی چابیاں لینے گئے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک لباس کے اوپر 13 پیوند لگے ہوئے تھے۔

## ﴿چادر کے اوڑھنے کا ایک مسنون طریقہ﴾:

علماء نے لکھا کہ چادر اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈال دیئے جائیں اور دونوں کنارے دونوں طرف نیچے کی جانب لٹک رہے ہوں، یہ ممنوع ہے، جیسے آج کل شادیوں میں یا غیر مسلموں کا طریقہ دیکھا گیا۔



نبی ﷺ کا طریقہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ کیا ہے؟ یہ کہ دائیں طرف کی چادر کو بائیں کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ (مدارج)

چادر کی دائیں سائیڈ کو بائیں کندھے پر ڈال دیا کرتے تھے۔ یہ مسنون طریقہ ہے۔ جو آدمی چادر پہنے اس نیت سے پہنے کہ سنت طریقہ ہے، تو سنت کا ثواب بھی مل جائے گا۔

### چادر اور ازار:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو خطوط ذمہ داروں کے پاس (حکام کے پاس) بھیجے تھے۔ (اسلامی حکومت بہت بڑھ گئی تھی تو مختلف جگہ گورنر بنا دیئے گئے تھے اپنے اپنے علاقوں کے۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب گورنروں کے نام خط لکھے، سب کے نام خطوط بھیجے) تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ چادر اور ازار کا استعمال کرو۔ (فتح الباری)

### مقامی اور غیر مقامی چادریں:

آپ ﷺ کے پاس سفید سبز دھاری دھار، لال دھاری دھار، سیاہ، زعفرانی، کالی، منقش مختلف قسم کی چادریں تھیں۔ ایک چادر بال والی بھی تھی، یمنی چادریں بھی آپ ﷺ نے استعمال فرمائیں۔ (شمال کبریٰ جلد 1 صفحہ 174)

یعنی ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ بیرون ملک سے ہدیہ ملنے والی چادریں بھی استعمال فرمائیں اور مقامی بھی استعمال فرمائیں۔

### آپ ﷺ کی ٹوپیاں:

چادر کے بعد معاملہ آجاتا ہے ٹوپی کا۔ ٹوپی کے بارے میں آتا ہے کہ نبی ﷺ سفید

رنگ کی ٹوپی پہنتے تھے۔ اور حضرت رکانہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی پر عمامہ کا فرق ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ 347)

اُس زمانہ میں مشرکین بھی عمامہ باندھتے تھے، پگڑی باندھتے تھے، لیکن وہ ڈائریکٹ سر کے اوپر باندھ لیتے تھے اور ٹوپی نہیں ہوتی تھی اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا اور یہودیوں کا اور مشرکین کا فرق یہ ہے کہ ہم پہلے ٹوپی پہنتے ہیں اور اس ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے ہیں، اور وہ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں۔

### سُفید ٹوپی:

حضرت فرقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے اوپر سفید ٹوپی تھی۔ (ابن سکن، سیرت جلد 7 صفحہ 447) یعنی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بھی کیا ہے کہ عمامہ نہ باندھا لیکن ٹوپی ضرور رہی، لیکن ایسا نہ ہو کہ ننگے سر چلا جائے، اس کو منع کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید گول ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ (طبرانی، مجمع جلد 5 صفحہ 124)

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ٹوپی پہنتے رہتے، کبھی ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھ لیتے تو یہ دونوں طرح سے بات موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سفید مصری ٹوپی، اور ایک سبز دھاری دھار ٹوپی بھی تھی۔ (سیرت جلد 7 صفحہ 448)

### اصحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپی:

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپی گول ہوتی تھی





اور سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھی۔ (مشکوٰۃ صفحہ 374)  
جتنا سائز (Size) سر کا ہوتا تھا اُس حساب سے مناسب ہوتی تھی۔

### چڑے کی ٹوپی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چڑے کی ایک ایسی ٹوپی تھی، جس میں سوراخ تھا۔ (سیرۃ النبی جلد 7 صفحہ 448)

### سفید لباس:

اور ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوا، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 867)

### بہترین لباس:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید لباس پہنا کرو۔ یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور ایسے ہی کپڑوں میں مردوں کو دفن کیا کرو۔ (ترمذی جلد 1 صفحہ 118)

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو، یہ زیادہ خوشگوار اور پاکیزہ ہوتے ہیں، اور انہی میں مردوں کی تدفین کرو۔ (شمائل ترمذی صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کو شوق اور محبت سے عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور آخر میں بات کو ختم کرنے کے لیے ایک اصول سمجھانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کی زندگی میں مقصد کوئی نہیں ہوتا، اُن کی زندگی میں اور جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق

نہیں ہوتا۔ آپ دنیا میں دیکھتے ہیں کہ انسان پیدا ہوتا ہے، بچہ ہوتا ہے، جوان ہوتا ہے، بوڑھا ہوتا ہے حتیٰ کہ دنیا سے چلا جاتا ہے۔ کوئی آدمی ہمیشہ یہاں نہیں رہتا تو اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ دنیا اس کی منزل نہیں۔ یہ ایک مسافر ہے جو سفر طے کر رہا ہے اور کوئی سفر بغیر مقصد کے نہیں ہوتا۔ اگر انسان کو زندگی میں اپنے مقصد کا پتہ نہ ہو تو زندگی تو بے کار ہے۔ انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں، لیکن ہمیں مقصد کس نے بتایا؟ حضور پاک ﷺ نے ہمیں دنیا میں آنے کا مقصد بتایا۔

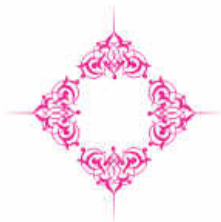
### پریشانیوں سے بچاؤ کا طریقہ:

آج دنیا کے اندر جرائم بھی ہوتے ہیں، گناہ بھی ہوتے ہیں، سب کچھ ہوتا ہے۔ تو انسان کو جرائم سے، ظلم و ستم اور حق تلفیوں سے کون بچا سکتا ہے؟ یہ دین ہے جو بچا سکتا ہے، اور آخرت کا استحضار (یعنی سامنے ہونا) قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونا اور زندگی کے حساب کا استحضار ہونا یہ چیز بچا سکتی ہے۔ آپ نے دیکھے ہوں گے CCTV کیمرے لگے ہوتے ہیں اور وہاں لکھا ہوتا ہے کہ کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے۔ یہ کیمرے کی آنکھ ہمیں گناہ سے نہیں بچا سکتی۔ ہمیں گناہ سے بچائے گی اللہ کی آنکھ۔ کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ کی آنکھ سے مراد کیا ہے؟ اللہ پاک کا دیکھنا جیسی ان کی شان ہے، جیسی ان کی صفت ہے، جیسے وہ ہیں، ہم نہیں جانتے۔ تو دیکھنے سے مراد کہ ہمیں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کر رہا ہوں یا میں کر رہی ہوں، اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اور قیامت کے دن مجھے اس کا جواب دینا ہے جو جو میں نے کیا۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوگی تو انسان جرائم سے رک جائے گا۔ آج دنیا کے فلسفی کہتے ہیں، لوگ بحث کرتے ہیں کہ جی دنیا میں جو جرائم ہیں اس کا سبب فقر اور افلاس (یعنی



غربت) ہے۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ تعلیم کی کمی ہے۔ تو فقر اور افلاس کی اگر بات کی جائے تو دنیا کے وہ ممالک جہاں بے شمار وسائل ہیں تو وہاں تو جرائم نہیں ہونے چاہئیں تھے، وہاں جرائم اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جی تعلیم کی کمی کی وجہ سے جرائم ہوتے ہیں، تو تعلیم یافتہ ممالک جہاں %100 یافتہ لوگ ہیں، جرائم وہاں بھی ہوتے ہیں۔ کچھ بے چارے کہتے ہیں کہ پردہ ترقی کے اندر رکاوٹ ہے۔ ایک اسی طرح کا آدمی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کہنے لگا: حضرت! یہ جو مسلمان پردہ کرتے ہیں، اس لیے ان کی ترقی نہیں ہوتی۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ دنیا میں جتنی بھی بے پردہ قومیں ہیں، کیا ساری ترقی یافتہ ہو گئی ہیں؟ تو وہ چپ ہو گیا۔ تو اصل چیز کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر عمل کرنا۔ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کو سیکھیں گے، اپنائیں گے تو حقوق کی ادائیگی میں ہمیں آسانی ملے گی۔ اور ایک ایک چیز کو جو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر اپنائیں گے تو ہماری زندگی پر امن ہو جائے گی اور ہمارا دل پرسکون ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے، اُسوہ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





## لباس کے شرعی احکامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْدُ:  
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝  
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝  
وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَسَلِّمْ  
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَسَلِّمْ  
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ وَسَلِّمْ

الحمد للہ! سنتوں کا بیان چل رہا ہے۔ غذا کے بارے میں تفصیل سے بات ہوئی، اس کے بعد لباس کے بارے میں ابھی موضوع چل رہا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ ان سب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور اپنا قرب عطا فرمائے۔ آمین

**تھوڑی دیر کا کام ہمیشہ کا انعام:**

دنیا کے اندر تھوڑی سی زندگی میں جو انسان نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو اختیار



کرے گا، اللہ کے دین کو اختیار کرے گا وہ قیامت کے دن کامیاب ہو جائے گا۔ یہ دنیا عارضی جگہ ہے رہنے کی جگہ ہی نہیں ختم ہو جاتی ہے۔ اس مثال سے بات کو سمجھیں کہ کوئی گورنمنٹ کسی کالونی کا افتتاح کر دے اور یہ اعلان کر دے کہ کالونی ہم نے بنائی ہے، رہائش گاہیں بہت اچھی ہیں، یہاں پر رہنے والوں کو بجلی فری ملے گی، تمام سہولیات ملیں گی، لیکن کسی بھی وقت اچانک اس کو بم سے اڑا دیا جائے گا یا اس کو بلڈوزر سے ختم کر دیا جائے گا۔ تو ہم میں سے کوئی بھی اس جگہ جا کر پلاٹ نہیں خریدے گا۔ گھر نہیں خریدے گا بالکل ایسی ہی مثال دنیا کی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اور بتا دیا کہ دیکھو! یہ مٹی اور گارے کی بنی ہوئی ہے آخرت سونے اور چاندی کی بنی ہوئی ہے، تم اس مٹی گارے کو میرے کہنے کے مطابق استعمال کر لینا میں آخرت کا سونا چاندی تمہارے قدموں میں ڈال دوں گا۔

میرے بندو! تم دنیا کی زندگی کو میرے کہنے پر، میرے نبی ﷺ کے طریقے پر گزار لینا میں آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی میں تمہاری تمام خواہشات کو پورا کر دوں گا۔ میرے بندو! یہ ایک ڈیل (Deal) ہے، تم میرے بن جاؤ، وہاں تمہاری ہر بات چلے گی۔ وہاں تمہیں ایک سلطنت عطا کر دی جائے گی۔ تو بھی! جو انسان دنیا میں اللہ کے احکامات کو پورا کرے، رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کو پورا کرے وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔

## ایمان کی علامت:

ابوداؤد شریف میں آتا ہے کہ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک صاحب نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا تذکرہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے کہ سادگی ایمان کی علامت ہے اور سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔

(ابوداؤد، ترغیب جلد 3 صفحہ 108)



نبی علیہ السلام کو دنیا کا تذکرہ بھی زیادہ پسند نہیں تھا کہ لوگ دنیا کا زیادہ تذکرہ کریں۔

### رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دنیا کا تذکرہ:

ایک مرتبہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے دنیا کا تذکرہ کیا، دنیا کی برائی کے ساتھ کہ جی ایسی ہے ویسی ہے۔ کہنے لگیں کہ تم چلے جاؤ یہاں سے، تمہارے دل میں دنیا کی محبت ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو برائی کر رہا ہوں۔ فرمانے لگیں کہ کبھی تم نے پاخانے کا بھی اس طرح ذکر کیا ہے؟ پاخانہ کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا جو بھی جاتا ہے فلتش کر کے آجاتا ہے باہر آ کے کوئی تذکرہ نہیں کرتا کہ آج تعداد و مقدار کیا تھی اور کیسا تھا، اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تم جو یہ دنیا کا ذکر کر رہے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دل میں اس کی طلب ہے، تو اس کا ذکر ہی نہ کرو۔

### اللہ تعالیٰ کو کونسا بندہ محبوب ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا سادہ مزاج آدمی پسند ہے جسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس نے کیا پہنا ہے۔  
(بیہقی، تریغیب جلد 3 صفحہ 108)

جو لباس موجود ہے، شریعت کے مطابق ہے اور ستر پورا چھپاتا ہے، جسم پورا چھپاتا ہے، جسم کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور اگرچہ سادہ عام لباس ہے، اگر وہ اس کو پہن کر چلا جائے تو یہ اللہ کو پسند ہے۔ اور اس کو یہ بھی پرواہ نہ ہو کہ میں کون سے فنکشن میں گیا وہاں کس نے کیا پہنا۔ اپنے بارے میں بے پرواہ ہو کہ بھئی! میرا جو لباس ہے، سنت کے مطابق ہے، پاک صاف ہے گندا نہیں ہے اور شریعت کے خلاف نہیں ہے، غیروں کی مشابہت نہیں کر رہا تو الحمد للہ! مجھے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور کسی دوسرے



نے کیا پہنا ہوا ہے اور آئندہ میں نے کیا پہننا ہے، کیا بنوانا ہے، کیا سلوانا ہے؟ جس کو ان سب چیزوں کی پرواہ نہ ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہیں۔ اب ذرا عورتیں غور کر لیں کہ اس بارے میں ہمارا آج کل کیا عمل ہے؟

### انبیاء ﷺ کی عادات مبارکہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء ﷺ موٹے اون کا لباس پسند کیا کرتے تھے (کیونکہ موٹا کپڑا ہونے کی وجہ سے جسم اچھی طرح چھپتا تھا)، خود بکریوں کا دودھ نکال لیا کرتے تھے اور گدھے پر بھی سوار ہو جایا کرتے تھے۔  
(حاکم، ترمذی جلد 3 صفحہ 110)

کیا مطلب؟ کہ لباس میں سادگی اور خود کام کاج کرنے میں کوئی پریشانی محسوس نہیں کرتے تھے اور کام کو کرنے میں عیب نہیں سمجھتے تھے اپنے کام خود کر لیا کرتے تھے اور سواری میں بھی سادگی تھی۔ یہ نبی ﷺ کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام انبیاء ﷺ کی سنتیں ہیں۔

### آپ ﷺ کا آخری لباس:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پیوندگی ایک چادر اور موٹی تہ بند دکھائی اور فرمایا کہ انہی دو کپڑوں میں نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی۔  
(آداب تہقیقی صفحہ 350)

باوجود وسعت کے آپ ﷺ نے سادگی کو اختیار کیے رکھا۔

### سادہ لباس آپ ﷺ کی پسند:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ صوف کی ایسی چادر اوڑھا کرتے تھے جس

کی قیمت 6 یا 7 درہم ہوتی تھی۔ (بیہقی، ترغیب جلد 3 صفحہ 110)  
یعنی عام لباس بھی پہن لیا کرتے تھے اور عام معاملات بھی آپ ﷺ کے ایسے ہی تھے۔

## دنیا کتنی کافی ہے؟

اب اس حدیث کو ذرا غور سے سنیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے نبی! دنیا کی کتنی مقدار (ہمارے لیے) کافی ہے (کتنی کوٹھیاں بنائیں، کتنے پلاٹ ہم اکٹھے کریں؟ کیا کیا ہم کریں اس کے بارے میں رہنمائی فرمادیجیے) تو آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوراک کی وہ مقدار جو بھوک کو روک دے، (اتنا کھانا ہونا چاہیے چاہے دال روٹی ہی کیوں نہ ہو، تمہاری بھوک پوری ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرو۔ اور تمہارے پاس لباس ایسا ہو کہ تمہارا) ستر چھپ جائے (تو اللہ کا شکر ادا کرو) اور گھر ہو تو سایہ کا انتظام ہو جائے اپنی چھوٹی سے چھت مل جائے تو وہ بھی بہت اچھی بات ہے۔ اور آخری بات یہ فرمائی کہ اگر ان تینوں چیزوں کے ساتھ (سواری بھی اللہ تعالیٰ عنایت فرمادیں تو کیا ہی کہنا۔) (ترغیب جلد 3 صفحہ 115)

یعنی انسان کی زندگی کی ضروریات کے لیے بتا دیا کہ اتنی مقدار میں غذا جو اس کا پیٹ بھر دے، ایسا لباس جو اس کا جسم ڈھانپ دے اور گھر بھی ہو اور سواری بھی مل جائے تو فرمایا کہ اس کے پاس تو ساری دنیا جمع ہوگئی، اس کے علاوہ اب اس کو کیا چاہیے؟ اب گھر اگر ہم 10 کنال کا بھی بنالیں تو رہنا تو وہی ایک کمرہ میں ہے، ایک ہی بیڈ پر لیٹنا ہے اور باقی تمام چیزوں میں بھی اسی طرح ہے۔ دنیا تو وقتی ختم ہو جانے والی چیز ہے، ایک وقت آئے گا ختم ہو جائے گی یا ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ آخرت ہے مقام عیش، عیش تو وہاں کرنے ہیں انعام تو وہاں لینے ہیں تو دنیا کی مقدار اتنی ہی کافی ہے۔ جس کے پاس ایک مناسب سا گھر ہو پیسہ مل جاتا ہو، گزارہ ہو جاتا ہو اور اس کے



پاس سواری بھی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

### اللہ کا انعام:

والد صاحب بتاتے تھے کہ دیکھو! اگر تم کھانا کھا رہے ہو اور تمہارا پیٹ بھر گیا اور روٹی باقی ہے تو اور کیا چاہیے؟ اگر تم روز صبح الماری سے ایک لباس نکالتے ہو اور اس لباس کے بعد اگلے دن کے لیے ایک اور لباس رکھا ہوا ہے تو اور کیا چاہیے؟ یہ اللہ کے انعامات ہیں اللہ کا شکر ادا کرو۔

### سادگی اختیار کرو:

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سادگی اختیار کرو موٹا کپڑا پہنو (یعنی سادہ کپڑا بھی پہن لیا کرو) تیر اندازی سیکھو (اور دیکھو کبھی کبھی) ننگے پیر چلو (تا کہ پتا چلے) کہ جن کے پاس جوتے نہیں ہوتے ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے؟ (Hush pupies) کی دعوت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ کبھی کبھی ننگے پیر بھی چلا کرو تا کہ معلوم ہو کہ جن کے پاس چپل نہیں ان کے ساتھ معاملہ کیا ہوتا ہے؟ نیز ایک اور روایت میں ہے کہ تیر اندازی سیکھو، موٹا کپڑا پہنو۔ اور ایک حدیث میں آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک غلام ہوں، ایسا ہی لباس پہنتا ہوں جیسا ایک غلام پہنتا ہے۔ (مواعظ جلد 5 صفحہ 17)

میں اللہ کا بندہ ہو میں اللہ کی بندگی اختیار کرتا ہوں۔

### سادگی کے فضائل:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عمدہ لباس کو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہوئے چھوڑ دے گا باوجود اس کے کہ وہ حیثیت رکھتا

ہے (کہ خرید کر پہن سکے) تو قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ جس جوڑے کو چاہے اختیار کرے۔

(ترغیب جلد 3 صفحہ 107)

ساری مخلوق کے سامنے اس کو عزت دی جائے گی کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اللہ کے لیے سادگی اور تواضع کو اختیار کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے باوجود قدرت و استطاعت کے خوبصورت اور عمدہ لباس کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے عزت اور اکرام کا لباس پہنائیں گے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 107)

جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرے گا اللہ اسے عزتیں عطا فرمائیں گے۔ ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے خوبصورت اور عمدہ لباس اللہ کے لیے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے تو اللہ اسے (عزتیں عطا فرمائیں گے) عزت کا لباس پہنائیں گے (اور اگلی بات تو بہت ہی عجیب ہے توجہ طلب ہے فرمایا کہ) جو شخص اپنے سے کمتر سے شادی کر لے گا، اللہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائیں گے۔ (ابوداؤد) عزتیں عطا فرمائیں گے۔ اس بات کا کیا مطلب ہے؟ اگر کوئی شخص اپنے سے کمتر اپنے سے مسکین سے غریبہ سے یتیم سے یا کسی ایسی خاتون سے شادی کرے جس کا پہلے سے کوئی بچہ ہو یا طلاق ہو چکی ہو، خاوند فوت ہو چکا ہو، بیوہ ہو کسی کا سہارا بن جائے کسی کو سہارا دیدے اللہ تعالیٰ اس کو بادشاہوں کا تاج پہنائیں گے۔ اس ہی میں اس کی ساس جوڑ کے کی والدہ ہوتی ہے اور نندیں یعنی لڑکے کی بہنیں وہ بھی شامل ہیں کہ اگر کوئی بچی گھر میں آگئی بہو بن کے وہ جہیز نہ لاسکی یا کم لے کر آئی تو اس کو طعنہ بھی نہ دیں۔ اس کو سپورٹ کریں، اس کا خیال رکھیں اگر اللہ تعالیٰ دولہا کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں گے تو اس کی ماں بہنوں کو بھی عطا فرمائیں گے۔ جہیز تو ویسے ہی ایک غلط چیز ہے ضرورت کے درجے





میں باپ اگر کچھ دے دے تو اس کی خوشی کی بات ہے، جہیز کا مانگنا قطعاً جائز نہیں کہ یہ بھی لے کر آؤ۔ وہ بھی لے کر آؤ اور اس کا طعنہ دینا کہ وہ نہیں لے کر آئی، ورنہ تو قیامت کے دن پھر اس کو ذلتیں ہی ملیں گی اگر اس کو عزتیں چاہیں تو کسی کمتر کو سہارا دے۔

### تکبر سے پاک لباس:

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صوف کا لباس تکبر سے پاک ہوتا ہے۔ (بیہقی، ترغیب جلد 3 صفحہ 110)

یعنی سادہ لباس۔ ایک عام آدمی عام سا جوڑا بنا لے تو تکبر تو نہیں آئے گا۔ تکبر تو آتا ہی جب ہے کہ کیسیر یا کا پہننا ہے اور شناسفینا ز کا پہننا ہے، اور فلاں فلاں برانڈز کا پہننا ہے۔ بہر حال تو جب انسان برانڈز کے پیچھے جاتا ہے تو (Brand conscious) ہو جاتا ہے کہ جی مجھے فلاں چیز فلاں برانڈ کی لینی ہے۔

### محمدی برانڈ اپناؤ:

ارے بھائی! ہم نے محمدی برانڈ کو اپنانا ہے، باقی سارے برانڈ قیامت کے دن کسی کام نہیں آئیں گے۔ یاد رکھیے! ہمارے اعمال جو کچھ ہم دن رات کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ ایک ایک عمل سامنے لایا جائے گا اور اللہ رب العزت خود اس وقت فرشتوں کو فرمائیں گے کہ دیکھو! میرے ان بندوں کے سارے اعمال کو چیک کرو جس عمل کے اوپر میرے محبوب کی سنت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ آج کا برانڈ محمدی برانڈ ہے، جس عمل کے اوپر محمدی برانڈ کی مہر لگی ہوئی ہے، اس کو تو قبول کر لو اور ادھر ادھر کی جو چیزیں ہیں ان سب کو اٹھا کر باہر پھینک دو۔ قیامت کے دن ایک ہی برانڈ چلے گا وہ محمدی برانڈ ہوگا۔

## رعدہ لباس کب پہنا جائے؟

عام طور پر تو سادہ لباس ہی کی تعلیم دی گئی لیکن بعض دفعہ عمدہ لباس بھی پہننا پڑتا ہے۔ اس کے بارے میں بھی تفصیلات سن لیجیے! سمجھ لیجیے! تاکہ بات کھل کے واضح ہو جائے اور دونوں پہلو سامنے آجائیں۔ اگر کوئی اس لیے عمدہ لباس پہنے کہ میں عمدہ نظر آؤں اور لوگوں کو حقیر سمجھوں کہ اس کے پاس ایسا نہیں ہے میرے پاس ایسا ہے، میں کچھ خاص ہوگئی ہوں، یا میں کچھ خاص ہو گیا ہوں، تو ایسی سوچ عمدہ لباس پہننے کو گناہ میں تبدیل کر دے گی۔ یہ جو چیز ہے یہ عمدہ لباس پہننے کو گناہ کر دے گی۔

## ر د گنا گناہ:

کسی کو حقیر سمجھنا اور اگر خدا نخواستہ یہ لباس جو کسی کا فرہ یا کافر کے لباس سے مطابق ہے، شریعت کے خلاف ہے، ستر کو نہیں ڈھانپ رہا تو ویسے ہی دگنا گناہ ہو گیا۔ ایک تو دل کا گناہ ہو گیا اور دوسرا عمل کا گناہ بھی شامل ہو گیا۔

اگر اچھا لباس پہننا ہو تو اس نیت اور جذبے کے ساتھ پہنیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے وسعت عطا فرمائی ہے اس کے شکر کے اظہار میں یہ پہن رہا ہوں جیسا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (مطالب عالیہ جلد 2 صفحہ 262)

## اللَّهُ جَمِیلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَالَ

یعنی اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اسے پسند ہے کہ اپنے بندوں کے اوپر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے یعنی اسے استعمال کرتا ہو ا دیکھے۔



## انعام کا اظہار اللہ کو پسند ہے:

حضرت زبیر بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت بُری حالت میں تھا (کپڑے پھٹے ہوئے تھے، میا لے تھے، گند لباس پہن کر آیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ (اے اللہ کے بندے!) کیا تیرے پاس مال نہیں؟ تو کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ کا دیا بہت کچھ ہے، بڑے مختلف قسم کے اموال ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نعمت کا اثر ظاہر ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ بندے کے اوپر اپنے انعام کا اثر دیکھے۔ (مطالب جلد 2 صفحہ 262)

اگر اللہ نے کسی کو نعمتیں عطا فرمائی ہوں تو اس کو چاہیے کہ اچھا لباس پہن لے، لیکن دل میں کیا ہو؟ اللہ کی نعمت کا اظہار ہو، شکر ہو، دل کے اندر ریاکاری نہ ہو، دکھاوا اور کسی دوسرے کو سامنے والے کو حقیر سمجھنا کہ اُس نے وہ براندہ نہیں لیا، وہ اس براندہ کو نہیں خرید سکا۔ تو یہ چیز گناہ ہو جائے گی البتہ اظہارِ نعمت کی اجازت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے پر انعام ظاہر فرماتے ہیں تو وہ نعمت کے ظہور کو بندے پر دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ (شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 193)

یعنی کہ انعام میں مال و دولت عطا فرماتے ہیں تو وہ چاہتے ہیں کہ وہ میرا بندہ نعمت کو استعمال کرے اور میرا شکر ادا کرے، یعنی نعمتیں بھی اللہ کی استعمال کر لے اور گیت بھی اللہ کے گائے پھر اجازت ہے۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص (پھٹے پرانے کپڑے پہنے عجیب) بری حالت میں آیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں (ان کے ریوڑ ہیں میرے پاس

بہت کچھ ہے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس مال ہو اس کو چاہیے کہ مال کا صحیح اثر ظاہر کرے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 136)

استعمال بھی کرے، نظر آنا چاہیے، تو ان دو واقعات سے بات اور زیادہ واضح ہو جائے گی۔

### تکبر پر وعید:

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے تکبر کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے تکبر کی بڑی وعید بیان کی کہ تکبر بہت بُری چیز ہے۔

### تکبر کسے کہتے ہیں؟

اپنے آپ کو کچھ سمجھنا کوئی لباس پہن لیا اور اپنے آپ کو یہ سمجھنا کہ میں واقعتاً خوبصورت ہوں یا میں واقعتاً امیر ہوں یا لوگوں کے اوپر اپنی بڑائی کا اظہار کرنا، اس کو تکبر کہتے ہیں۔ اور تکبر کرنے والے کے لیے تو کہا گیا کہ قیامت کے دن متکبر شخص چوٹی کے مانند ہو جائے گا اور لوگ اس کے اوپر پیر رکھ کر جا رہے ہوں گے۔ اللہ ذلیل کر دیں گے۔ یہاں تو جو کوئی بھی اپنی بڑائی دکھائے گا یا دکھائے گی تو لیکن قیامت کے دن اس کو اللہ ذلیل کر دیں گے۔ نبی ﷺ نے تکبر کی وعید بیان کی اور صاف صاف بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! میں تو کپڑے صاف دھوتا ہوں اور مجھے اس کی سفیدی خوشنما معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ میں اپنے جوتے کے تسمے بھی بہت اچھے رکھتا ہوں (اور اس سے بھی زیادہ اپنی سواری کا جو میرا جانور ہے اس کے لیے میں جو) کوڑا لیتا ہوں وہ بھی میں (بڑا خیال کر کے بڑا) اچھا اور قیمتی لیتا ہوں، (تو کیا یہ تکبر ہے؟) تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ



نہیں، تکبر تو یہ ہے کہ توحق کو ذلیل کرے اور لوگوں کی تحقیر کرے۔ (مجمع صفحہ 136)

اچھے لباس پہننے کی ممانعت نہیں ہے، منع نہیں کیا۔ اچھا لباس انسان پہن سکتا ہے، جو تے اچھے پہن سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک عام سی چیز ہے کوئی بھی اچھی چیز ہو، انسان استعمال کر سکتا ہے، لیکن وہ شریعت کے دائرے کے اندر ہو۔ حلال مال سے ہو، اور دل میں یہ نہ ہو کہ میں اپنی بڑائی کو ظاہر کروں اور کسی اللہ کے بندے کو ذلیل کروں، اس کو نچا دکھاؤں۔ دل کی کیفیت کے اوپر بات منحصر ہے اچھے کپڑے کے اوپر بات نہیں۔

### حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی چاہت:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! میں تو عمدہ جوڑے پہنتا ہوں تو کیا یہ تکبر کی علامت ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی دل کی کیفیت سے آگاہ کر دیا تھا۔ پھر پوچھا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ میں کھانا بناؤں اور سب کی دعوت کروں، تو کیا یہ تکبر ہے؟ فرمایا کہ نہیں یہ تکبر نہیں، تکبر یہ ہے کہ تم حق کو بھول جاؤ اور لوگوں کی تحقیر کرو۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 136)

تکبر یہ ہے کہ تم شریعت کی خلاف ورزی کرو اور لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھو۔ دعوت کی بھی تو اس لیے کہ میری بڑائی ظاہر ہو کہ اتنے لوگوں کو بلا یا ہے فلاں تو نہیں بلا سکتا یہ غلط ہے۔ تو دل کے اندر اللہ کی شریعت کی پابندی ہو اور اللہ کے شکر کا احساس ہو تب تو قیمتی کپڑا پہننا اس کی اجازت بھی ہے اور احسن بھی، اس میں کوئی سوچنے والی بات نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ عمدہ لباس پہننا کوئی خلاف سنت نہیں ہے دل کی کیفیات کے اوپر منحصر ہے۔ اگر ایسی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں کہ میں تو بہت خاص ہوں تو اس کیفیت کا علاج کرنا پڑے گا۔



## آپ ﷺ کا قیمتی لباس:

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ستائیس 27 اونٹوں کے بدلے ایک جوڑا خریدا، اتنا قیمتی جوڑا کہ 27 اونٹ دیئے تب آیا۔ لیکن یہ ایک وقتی بات تھی عام طور سے آپ ﷺ کا معمول ایسا نہیں تھا۔ عام طور سے میرے نبی ﷺ کا لباس بہت معمولی ہوا کرتا تھا۔ (خصائل صفحہ 55)

## میلے اور گندے لباس کا حکم:

اسی طرح ایک ہوتا ہے لباس کا قیمتی ہونا، اور ایک ہوتا ہے لباس کا صاف ہونا اور ایک ہوتا ہے لباس کا گندا ہونا اور میلا ہونا۔ میلے کپڑے کے بارے میں ذرا بات سمجھیے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا اس نے گندے کپڑے پہنے ہوئے تھے (میلے کپڑے تھے) جیسے آج کل ڈیزل لگے ہوتے ہیں اور دوسری گندگی لگے ہوئے ہوتے ہیں اور گندگی لگے ہوئے کپڑوں میں لوگ مسجدوں میں آجاتے ہیں، محفل میں آجاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ کیا اس کے پاس اتنا بھی کچھ نہیں کہ اپنے کپڑوں کو دھو ہی لے، اتنا ہی تنگدست ہے کہ کپڑوں کو دھونے کے لیے بھی اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے اس کو تنبیہ فرمائی اور سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ انسان گندے کپڑے پہن لے۔

## ہمارا حال:

اور آج کل ہمارے بعض لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ صوفی ہوتا ہی وہ ہے جو گندے کپڑوں میں ہو۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ



گندے کپڑے والوں کو اللہ کا ولی سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ بغیر لباس کے سڑکوں پر بیٹھے ہوتے ہیں، اُن سے جا کر مسائل پوچھ رہے ہوتے ہیں۔ پتا نہیں کیا کیا کروا رہے ہوتے ہیں، جن کو نماز کا پتانا غسل کا پتا اور ان کو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے قریب ہیں۔ اللہ جمیل ہے، اللہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ نبی ﷺ نے ہمیشہ خوبصورتی اور صفائی کو سامنے رکھا۔ قیمتی لباس ہونا اور سادہ لباس ہونا وہ الگ بات ہے۔ صاف ہونا تو ضروری چیز ہے۔ تو ایسا گندا آدمی جس کے کپڑے بھی گندے ہوں وہ اللہ کا قرب کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ نبی ﷺ نے تو اس کو ڈانٹ دیا کہ کیا تیرے پاس اتنا بھی نہیں کہ تو اپنا لباس ہی دھولے۔ اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی عمدہ لباس پہنا۔ اور عام طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول یہ تھا کہ سنت کے مطابق ہلکے سے ہلکا لباس پہنتے اور نارٹل رہتے۔ عام 10، 15، 20 درہم کا یا 20 درہم کا لباس پہننا کرتے تھے۔ بات پھر وہی آجاتی ہے دل کی حالت کے اوپر (Depend) کرتا ہے کہ ہماری ضرورت کیا ہے؟ بعض اوقات صاف ستھرا لباس پہننا انسان کی ضرورت بن جاتی ہے، کہ اس نے کہیں جانا ہے یا دین کی بات کرنے کے لیے جانا ہے تو ایسے وقت دین کی بات پہنچانی ہے، تو ایسے وقت میں ایک ضرورت بن جاتی ہے اور یہ نبی ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

### احضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے احوال:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں عمدہ کپڑے زیب تن کرنے والے تھے اور عمدہ خوشبو استعمال کرنے والے تھے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 138)

حضرت ابو عامر سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوپر ایک چادر دیکھی، جو 100 درہم کی تھی۔ (طبقات ابن سعد، حیاة الصحابة: ج 5 ص 839)

سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ یمن

کی چادر یا یمن کا جوڑا پہنتے تھے جو 400 یا 500 درہم کی قیمت کا ہوتا تھا۔  
(ابن سعد، حیاة الصحابہ جلد 2 صفحہ 840)

حضرت عثمان بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک کپڑا 1000 درہم کا خریدا پھر اس کو پہنا۔ (حیاة الصحابہ جلد 2 صفحہ 840)  
تو ضرورت کے تحت ان چیزوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مگر کیسے؟

### إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

اصل معاملہ تو اللہ کے ساتھ ہے۔ اللہ اکبر کیسے!

### آپ ﷺ کی مختلف وفود سے ملاقات:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جناب بن مکیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب وفد آتا (ملکوں کے وفد آتے، قبائل کے وفد و دراز سے آتے اور سردار آتے) تو اس وقت نبی ﷺ اچھے کپڑے زیب تن فرماتے اور اپنے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیتے (کہ دیکھو! میرے ساتھ بیٹھنا ہے، ملنا ہے، فلاں وفد آ رہا ہے، فلاں بادشاہ، فلاں قبیلے کا رئیس آ رہا ہے، فلاں قبیلے کے نمائندے آ رہے ہیں، تو آپ ﷺ خود بھی عمدہ لباس پہنتے اور صحابہ کو بھی کہتے) چنانچہ فرماتے ہیں کہ جس دن کندہ کا وفد آیا ہوا تھا (میں وہاں موجود تھا) میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ یمنی جوڑے میں ملبوس تھے، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی اسی قسم کا حلالہ تھا۔

(طبقات ابن سعد، حیاة الصحابہ جلد 2 صفحہ 834)

چوں کہ دین کی دعوت دینی ہے۔ اب ایک نیا آدمی ہے اس کو سمجھ نہیں ہے وہ لباس کی سادگی کو نہیں سمجھے گا، تو وہاں دین کے لیے، اللہ کے لیے اگر قیمتی جوڑا پہننا ہے تو وہ



محض اللہ کے لیے پہننا ہے۔ بہر حال سادہ لباس اگر اس لیے پہنا کہ لوگ مجھے سمجھیں کہ عاجزی و انکساری والا ہے تو بھی گناہ ہے، عمدہ لباس اس لیے پہنا کہ لوگ مجھے عمدہ سمجھیں تو بھی گناہ ہے۔ معاملہ ہے دل کا اور دل کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے۔ سادگی اختیار کرنی ہے تو وہ بھی اللہ کے لیے اور عمدہ لباس پہننا ہے تو وہ بھی اللہ کے لیے ہی پہننا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تقریبات کے موقع پر یا معزز لوگوں کی آمد پر عمدہ لباس پہن لینا یہ صرف بہتر نہیں سنت بھی ہے اس پر سنت کا ثواب ملے گا بشرطیکہ نیت درست ہو۔

### ایک اعتراض کا جواب:

اب بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہ عمدہ لباس کیوں پہنتی ہیں؟ دعوت تو دیتی ہیں قرآن اور حدیث کی اور لباس دیکھو انہوں نے یہ پہننا ہوا ہے تو بھی! اگر انہوں نے اللہ کے لیے پہننا ہوا ہے، اگر ان کے دل کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے تو ہم دوسرے کے بارے میں گمان اچھا رکھیں۔ اپنے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں کہ پتا نہیں ہمارا کیا بنے گا؟ جب اپنی طرف نگاہیں ڈالیں گے، تو پھر دوسرے نظر نہیں آئیں گے۔ تو معاملہ کیا بنا کہ نیا لباس بھی اللہ کے لیے، عمدہ لباس بھی اللہ کے لیے اور سادگی کرنی ہے تو بھی اللہ کے لیے سارا معاملہ نیت کے اوپر ہی آتا ہے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

### انیا لباس کب پہننا سنت ہے؟

انسان نیا جوڑا پہنتا ہے تو کس دن پہننا چاہیے؟ ہمارے یہاں کیا رواج ہے کہ جی فلاں فنکشن میں جانا ہے، یہ لباس بنا رکھا ہے اسی دن پہننا ہے۔ سنت کیا ہے؟ حضرت

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام جب نیا کپڑا پہنتے تو اسے جمعہ کے دن پہنتے۔

(سیرت خیر العباد جلد 7 صفحہ 425)

تو ہم بھی کوشش کر لیں کہ جب نیا جوڑا سلوا سکیں تو پہلی مرتبہ اسے جمعہ کے دن پہن لیں تو سنت بھی پوری ہو جائے گی اور اس کا ثواب بھی مل جائے گا۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس دو کپڑے تھے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیب تن فرماتے تھے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے تھے تو ہم انہیں اسی طرح لپیٹ کر رکھ دیتے تھے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 179)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر عمدہ دھاری دار چادر تھی۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 128)

تو جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا سنت ہے، لیکن اگر کوئی ایک ایسا آدمی ہے کہ جس کے پاس ایک عمدہ لباس ہے، باقی درمیانی قسم کے ہیں تو بہتر ہے کہ وہ عمدہ لباس جمعہ کے جمعہ پہن لیا کرے، جمعہ کا اکرام کیا کرے۔ جمعہ کے اکرام سے کیا ملے گا؟

### ایوم جمعہ کا اہتمام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہو تو انسان غسل کرے، عمدہ خوشبو لگائے (جو موجود ہو)، موجود کپڑوں میں سے عمدہ کپڑا پہنے پھر نماز کو جائے اور کسی کی گردن نہ پھلانگے (کسی کو تکلیف نہ دے جہاں جگہ ہو بیٹھ جائے) پھر خطبہ سنے۔ تو اللہ تعالیٰ ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے سارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (ترغیب جلد 1 صفحہ 498)

جمعہ کے لیے مرد بھی احترام کریں، عورتیں بھی احترام کریں، مردوں کو تو یہ بتایا کہ تم جلدی کرو مسجد میں جلدی پہنچو، اور خرید و فروخت کو ترک کر دو۔ عورتوں کو بھی اس آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَ





ذُرُّوالبَيْعَ ۱ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ (الجمعة: 9)

میں سے عمل کا حکم مل سکتا ہے۔ اس آیت کے اوپر عورتیں بھی گھر بیٹھے عمل کر سکتی ہیں۔ بتائیں وہ کیسے؟ مردوں کو یہ کہا کہ تم کاروبار بند کر دو، تو عورتیں کیا کریں؟ اس وقت کے دوران عورتوں کو چاہیے کہ نہ کوئی چیز خریدنے جائیں نہ کسی کو خریدنے بھیجیں کہ بھئی! جمعہ کا دن ہے جمعہ کا ٹائم ہو گیا اذان کا ٹائم ہو گیا تو دو تین گھنٹے ہم نے کچھ نہیں خریدنا۔ اس عمل سے دوکانداروں کو ویسے ہی فرق پڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔ اسی طرح عید کے دن عمدہ لباس پہننا بھی سنت ہے۔

### عیدین پر آپ ﷺ کا خاص اہتمام:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک عمدہ لال دھاری دار چادر تھی جسے آپ ﷺ عیدین میں استعمال فرماتے تھے۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 201) اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن اور عیدین کے موقع پر لال یمنی چادر زیب تن فرماتے تھے۔ (سیرت الشامی جلد 7 صفحہ 491) عیدین پر آپ ﷺ لال یمنی چادر زیب تن فرماتے، مکمل لال نہیں ہوتی تھی اس میں باڈرو غیرہ بنا ہوا ہوتا تھا، یاد دھاریاں سی ہوا کرتی تھیں۔

### کپڑوں کو تہہ کر کے رکھنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان تمہارے کپڑے استعمال کرتا ہے، (جب شیطان استعمال کرے گا تو مس یوز (Misuse) ہی کرے گا، برکت تو نہیں آئے گی)۔ جب تم میں کوئی کپڑا اتارے تو اسے چاہیے کہ لپیٹ کر تہہ لگا کر رکھے۔

(کنز العمال جلد 19 صفحہ 218)

تو سنت طریقہ کیا ہے کہ انسان کپڑوں کو پلیٹ کر تہہ لگا کر رکھے۔

### بہت خطرناک معاملہ:

اب ایک اور معاملہ شروع ہو رہا ہے بہت ہی خطرناک۔ عرض تو کرنا ہے ان شاء اللہ، یہ نہ ہو کہ کل سے آپ لوگ کہیں کہ جی گلڈستہ سنت کے بیانات پڑھتے ہی نہیں ہیں، یہ تو مولوی صاحب نے ہمارے لیے پتا نہیں کیا کیا مسائل کھڑے کر دیئے۔ کچھ کپڑے ہوتے ہیں جن میں تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیا کوئی حدیث نہیں ہے؟ کیا ہمارے پاس کوئی گائیڈ لائن نہیں ہے کہ جو چاہیں استعمال کریں، اتنا کھلا چھوڑا ہوا ہے یا اس کے بارے میں نبی علیہ السلام کے کچھ احکامات بھی ہیں؟ اس بات کو ذرا مختصر سمجھ لیجئے۔ دیکھیے! یہ میری باتیں نہیں ہیں۔ ہمارا کام مسئلہ بنانا نہیں ہے مسئلہ بتانا ہے جو علماء نے کتابوں میں لکھا ہے۔ نبی علیہ السلام سے متعلق باقاعدہ اس کی روایات بخاری شریف، مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں اور احادیث کتب میں موجود ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو قیامت تک کے لیے اٹل ہیں یہ تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ ہم تبدیل ہو جائیں لیکن یہ باتیں تبدیل نہیں ہو سکتیں۔

### آپ ﷺ کا گھر سے باہر ہی رک جانا:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک چادر خریدی اس چادر کے اوپر تصویر بنی ہوئی تھی۔ (جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے دروازے پر ہی تھے کہ آپ ﷺ کی نظر پڑ گئی، چادر کے اوپر کہیں بچھائی ہوئی ہوگی) تو اس کے اوپر تصویر دیکھ کر آپ ﷺ دروازہ پر ہی رک گئے۔ (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے



نبی ﷺ کا یہ انداز دیکھا کہ دروازہ کے اوپر ہی ہیں اندر نہیں آرہے) تو میں آپ ﷺ کی (یعنی خاوند کی) ناراضگی کو پہچان گئی۔ (بیوی ہو تو ایسی کہ شوہر کے انداز سے پہچان لیا کہ معاملہ کچھ اور ہے، تو ایک دم پہچان گئیں اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگیں کہ اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کی ناراضگی کو سمجھ لیا ہے۔ اور) میں نے کہا کہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں، آپ ﷺ سے بھی معافی مانگتی ہوں اپنی غلطی پر۔ (جب انہوں نے اس طرح بات فرمائی) تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ! یہ چادر کیسی ہے؟ (یہ کیسی چادر لے کر آئی ہو؟) میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے اسے خریدا ہے تاکہ آپ ﷺ (اس کو استعمال کریں۔) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصحاب تصاویر (تصویر والے لوگوں) کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو۔ اور آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 375)

اب اس روایت میں دیکھیں کہ ایک بات یہ سمجھ میں آئی کہ نبی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ خریدی تھی خود بنائی نہیں تھی۔ اس کے اوپر بھی آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور بنانے والوں کے اوپر تو عذاب کی وعید سنائی اور اس کے بعد یہ بتا دیا کہ دیکھو! جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ تو تصویر والی چیز چاہے وہ چٹائی ہو، چاہے وہ کپڑا ہو یا بچوں کی قمیض ہو، بچوں کے لباس کی چیزیں ہوں تو یہ سب نبی ﷺ کے دین میں منع ہیں۔ کسی کو سمجھ میں آجائے اور اس کو عمل کی توفیق مل جائے تو یہ اللہ کا انعام ہے، نہیں تو قیامت کے دن نبی ﷺ سے جا کر خود پوچھ لیجئے گا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ جب یہاں پر یقین نہیں آتا اور یہاں پر یقین کرنا ہے تو بخاری شریف دیکھ لیجئے، مسلم شریف دیکھ لیجئے کہ آیا یہ باتیں وہاں لکھی ہوئی ہیں یا نہیں۔



## سب سے سخت عذاب:

بلکہ یہاں تک بھی بخاری شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید ترین عذاب والے کون لوگ ہوں گے؟ تو فرمایا کہ تصویر بنانے والے ہوں گے؟ شدید ترین عذاب میں ہوں گے۔ ایک بچی بیعت ہوئی۔ اللہ اکبر کبیرا! اس نے جلاتو ساری تصویریں دیں، لیکن اس نے بتایا کہ 1500 تصویریں اس کے پاس تھیں۔ بتائیں زندگیوں میں رحمت کہاں سے آئے گی، گھروں میں رحمت کہاں سے آئے گی۔ یہ فیس بک کے اوپر تصویریں ہم نے لگا دیں، موبائل پر لگا دیں، دیواروں پر لگا دیں، بتائیں اللہ کی رحمت کیسے دل میں آئے گی۔

## رحمت کے فرشتوں سے محروم گھر:

ایک اور حدیث ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات ملائکہ (یعنی رحمت کے جو فرشتے ہیں) اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں کوئی تصویر ہو۔ (طحاوی جلد 2 صفحہ 363)

یہ طحاوی شریف کی روایت ہے اور امی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے نبیؐ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! جس گھر میں تصویر ہو ہم لوگ وہاں نہیں جاتے۔ (طحاوی صفحہ 363)

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔

## حضرت حکیم الامت کا حکیمانہ جواب:

اسی طرح کا کوئی سر پھرا تھا، آج کل تو لوگ لوجک (Logic) پر چلتے ہیں تو وہ





حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو بڑے مزے کی بات ہوگئی کہ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے، تو موت بھی نہیں آئے گی کہ روح کس نے نکالنی ہوتی ہے؟ فرشتوں نے۔ تو جب کتا گھر میں ہوگا تو فرشتے نے تو آنا نہیں تو پھر ٹھیک ہے موت بھی نہیں آئے گی تو بڑے ہی مزے ہوں گے۔ عجیب جواب ارشاد فرمایا کہ دیکھو! اس کتے کو تو موت آنی ہے تو جو فرشتہ کتے کی روح لینے آئے گا وہ تیری بھی روح نکال کر ساتھ لے جائے گا جو سیدھی بات نہیں سمجھتے ان کو پھر دوسری طرح بات سمجھانی پڑتی ہے۔ سیدھی طرح مان جائیں کہ بھئی! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، بات حق اور سچ ہے۔ اپنے سر کو جھکا لو پھر اللہ کی رحمتیں ملا کرتی ہیں، نہیں تو پھر انسان تکلیفوں میں چلا جاتا ہے۔

### اپنے آپ کو بچائیں:

آج کل تصویر والی چیزوں کا بڑی کثرت سے استعمال ہے اور تو اور بلا جھجک استعمال کیا جاتا ہے جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے۔ تو قیامت کے دن اس شخص پر پریشانیاں آئیں گی اور دنیا میں بھی بے سکون رہے گا۔ ہم آج ہی سے اپنے آپ کو اس سے بچائیں۔ اسی طرح موبائل فون کے اوپر تصویریں لینا ماں کی، باپ کی، بیٹی کی، رشتہ داروں کی تو بھئی! اس سے بھی اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے گھر والوں کو بچائیں آئندہ کے معاملات آسان نہیں ہیں ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے؟

### ایک سچا خواب:

حضرت مولانا عبداللہ برنی دامت برکاتہم مدینہ طیبہ میں ہوتے ہیں اور ابھی حیات ہیں اور یہ حضرت مولانا عاشق الہی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ جب جس کا دل چاہے جا کر مل



لے۔ ان سے ملنے پاکستان سے بھی لوگ آتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بنگلہ دیش کے ایک بزرگ نور الحسن دامت برکاتہم ان کو 88 مرتبہ نبی ﷺ کی زیارت ہو چکی ہے۔ ابھی سفر حج پر تھے تو نبی ﷺ کی زیارت ہوئی اٹھاسیویں مرتبہ۔ تو آخری مرتبہ جب زیارت ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی جو میری مسجد میں آکر یہاں تصویریں بناتے ہیں، میرے دل کو دکھاتے ہیں، مجھے غمگین کر دیتے ہیں مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

### ﴿خوب غور کریں﴾:

خواب میں یہ بات نبی ﷺ نے بتائی۔ تو وہاں کس چیز سے تصویریں بناتے ہیں؟ موبائل ہی ہوتا ہے، ویڈیو کیمرہ ہی ہوتے ہیں، ڈیجیٹل کیمرہ ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے موبائل فون پر تصویریں بنانے کی؟ اور بنانی ہی ہیں تو پہاڑوں کی بنا لیں، درختوں کی بنا لیں، اللہ کے گھر کی بنا لیں، کسی ایسی چیز کی بنا لیں کہ جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو۔ ہم خود اپنا جان مال پیسہ خرچ کر کے اپنے گھروں سے کیوں اللہ کی رحمت کو دور کرتے ہیں، پھر کہتے ہیں جی کہ دل کے اندر پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں۔ رحمت کو تو ہم نے خود روک رکھا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ تو رحمت للعالمین تھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو چادر خریدی، تصویروں والی تو وہ بھی تو گھر کے اندر نہیں آئے۔ اور فرشتوں کے بارے میں آپ ﷺ کی روایات بھی ثابت ہیں۔ یقیناً خواب کو خواب کے درجے میں رکھا جائے گا۔ یہ بخاری یا مسلم کا درجہ تو نہیں رکھتا، لیکن بہر حال نبی ﷺ کی خواب میں زیارت ہونا بڑی نعمت کی بات ہے اور کوئی آدمی نبی ﷺ کی طرف نسبت کر کے جھوٹ اپنی طرف سے کیسے منسوب کر سکتا ہے؟ اور جب کہ وہ متقی اور نیک بھی ہو، اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہو اور اس کا تقویٰ نور اس کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا ہو۔ تو بھئی! ہم تصویروں سے تو بہ کر لیں۔ اپنے گھر سے تصویروں کو نکال دیں، پھر دیکھیں



اللہ کی رحمت دل میں کیسے آتی ہے۔

### مردوزن کی ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت پر وعید:

اس کے بعد ایک اور معاملہ جو اس سے بھی زیادہ خطرناک اللہ خیر ہی رکھے وہ کیا ہے؟ ”مشابہت“ عورتوں اور مردوں کی ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اُن مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 874)

اور اس معاملہ میں آج میں کیا تفصیلات بیان کروں۔ کتنی ہی عورتیں ایسی ہیں جو مردوں کے لباس میں ہیں اور کتنے ہی مرد ایسے ہیں کہ بال بڑے بڑے کر لیتے ہیں، پونیاں بنا لیں اور کھلے عام بازاروں میں جاتے ہیں اتنا دل دکھتا ہے۔ اللہ کی قسم! دل تکلیف میں چلا جاتا ہے اُن کو دیکھ کر کہہ یا اللہ! ان کا کیا بنے گا؟ ان کے لیے دعائیں ہی کر سکتے ہیں کہ خود اپنے لیے لعنتوں کے مستحق ہو رہے ہیں۔

### موجودہ تعلیم اور نبوی تعلیم:

اور آج ہمارا میڈیا، ہماری تعلیم ہمیں کیا سکھاتی ہے کہ عورت اور مرد مل کر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کام کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بتایا کہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ گھر کے باہر کی ڈیوٹی نبھانی ہے اور عورت کی ذمہ داری ہے کہ گھر کے اندر کی ڈیوٹی کو نبھائے اور بچوں کی شریعت اور سنت کے مطابق تربیت کرے۔

### عورتوں کے لیے دینی تعلیم کی ضرورت:

عورت بچوں کی تربیت شریعت و سنت کے مطابق تب ہی کرے گی جب اس کو دین

کا علم آتا ہوگا۔ نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سکھایا اور آخر میں یہ فرمایا کہ میری عائشہ تو آدھا دین ہیں۔ کیا آپ اپنی بیوی کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ اس کو دین کا علم ہے، آدھا دین کا علم کہنا تو بہت دور کی بات ہے۔ مدارس ہیں بھیجیں اپنی بیویوں کو کہ علم حاصل کریں۔ آج کی جو ایجوکیشن ہے، وہ یہ کہتی ہے کہ مرد کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر عورت سارے وہ کام کرے جو مرد کرتے ہیں۔ یاد رکھیے! اس فقیر کی نظر میں یہ بات شریعت و سنت کے مطابق نہیں، اور اس کے بارے میں حدیث ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں۔ (ابوداؤد)

مشابہت کسی بھی طرح کی ہو وہ جائز نہیں۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت:

اس کے بارے میں ایک واقعہ سے بات سمجھ لیجیے! ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک عورت گزری جو کمان اٹھائے ہوئے تھی۔ (اور مردوں کی طرح جس طرح بہادر جنگجو مرد ہوتے ہیں اس طرح وہ گزر رہی تھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا کہ لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی ہیں، اور اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 196)

اتنی سی مشابہت بھی اللہ کے نبی علیہ السلام کو پسند نہ آئی۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ چار اشخاص کے اوپر دنیا اور آخرت کی لعنت ہے اور فرشتے بھی اس لعنت پر آمین کہتے ہیں (یعنی وہ مقبول ہیں) اُن میں سے ایک تو وہ ہے جسے خدا نے



مرد بنایا اور وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ اور اسی طرح عورت بنایا اور وہ مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے، لعنت کی گئی ان کے اوپر۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 105)

### تین محروم آدمی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

یہ کون خیر دے رہا ہے؟ وہ کہ جن کو کفار نے بھی کہا کہ صادق الامین ہیں۔ کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو گر کہا، ساحر کہا، طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، لیکن کوئی کافر حتیٰ کہ ابو جہل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہیں کہہ سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کو جانتا تھا، آپ کی سچائی کو مانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنہیں دنیا میں جنت کو دکھایا، جہنم کو دکھا دیا وہ فرماتے ہیں، جو حق اور سچائی پر ہیں وہ فرما رہے ہیں کہ جنت میں تین لوگ داخل نہیں ہوں گے:

① والدین کا نافرمان (جو ماں باپ کی نہیں مانتا)۔

② دیوث (دیوث کہتے ہیں اس شخص کو کہ جس کی بیوی، ماں، بہن کے پاس دوسرے غیر محرم آئیں اور اس کو پرواہ نہ ہو یعنی آسان اور آج کی زبان میں مگس گید رنگ میں شامل ہونے والوں کو دیوث کہا جاسکتا ہے۔

### ہماری اخلاقی تباہی:

کل میں مسجد سے باہر نکلا اللہ کو حاضر ناظر جان کے بات کر رہا ہوں۔ ظہر یا عصر کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: حضرت! ایک مسئلہ پوچھنا ہے تو میں نے کہا: پوچھو۔ تو کہنے لگا: ایک آدمی نے بیٹے کی منگنی کی اور منگنی

کے بعد وہ اپنی ہونے والی بہو کی ماں کے ساتھ زنا میں ملوث ہو گیا، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ منگنی ٹوٹ گئی کہ نہیں ٹوٹی؟ اب مجھے بتائیے میں اس کا کیا جواب دوں۔ یہ مکس گید رنگ نہیں ہے تو پھر کیا ہے۔ اس نے تو نہیں کہا کہ مکس گید رنگ ہے، اگر پردہ ہوتا تو کیا یہ بات ہوتی؟ کیا مجھ سے پوچھنے آتا وہ یہ سوال۔ میں اس کو کیا جواب دوں؟ تو وہ انسان جو غیر مردوں کے ساتھ اپنے گھر والوں کا آنا جانا برداشت کرے یہ دل لگی یہ دوستیاں، تو فرمایا کہ جنت میں نہیں جائے گا اور یہ خبر نبی ﷺ نے دی ہے۔ دنیا کے اندر ہو سکتا ہے کہ وہ سب سے بڑا عہدیدار بن جائے، مالدار بن جائے، سب سے بڑے منصب والا بن جائے لیکن قیامت کے دن کا معاملہ تو اللہ نے اپنے احکامات پر رکھا ہے، لیکن اس پر کون عمل کرتا ہے۔ تو پہلا فرمایا کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا۔ اور دوسرا دیوث جو اپنی عورت کا غیر محرموں میں آنا جانا اور دوسرے مردوں کا ان کے پاس آنا جانا برداشت کر لیتا ہو۔ اس کو پرواہی نہ ہوتی ہو تو فرمایا کہ ایسا بے غیرت آدمی جنت میں نہیں جائے گا۔ جنت باحیا لوگوں کی جگہ ہے۔

③ عورتوں کی طرح کا لباس اختیار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

(ترغیب جلد 3 صفحہ 106)

## عورتیں اپنے لباس میں احتیاط کریں:

ان تمام وعیدی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لباس عام طور سے مردوں کے لیے ہیں ان کو عورتیں پہنیں تو وہ بھی اس کے اندر شامل ہیں، جو لباس عام طور سے عورتوں کے لیے ہیں ان کو مرد پہنیں تو وہ بھی اس کے اندر شامل ہیں۔ چنانچہ مردوں کو پرٹھ کپڑے، لال رنگ کی قمیض پہننا بھی منع کیا گیا۔ عورتوں کو پینٹ، چست لباس پہننے سے منع کیا گیا۔ اور ایسا لباس پہننا جو مردوں کے مطابق ہے یہ منع کیا گیا۔ اور حال یہ ہے کہ جدید





تعلیم یافتہ لوگ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے، بلکہ ایسی عورتیں تو مردوں کی مشابہت کر کے فخر محسوس کرتی ہیں کہ جس پر اللہ کی لعنت برس رہی ہو، اب ان کو کیا سمجھا یا جائے اور کوئی کیسے سمجھائے؟

### مردوں جیسی جوتیاں:

اس بات کو ذرا ایک اور حدیث سے سمجھ لیجیے! یہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے جس کا دل چاہے مشکوٰۃ شریف کی جلد 2 اٹھائے اور چیک کرے۔ حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا وہ عورت جوتیاں مردوں جیسی پہنتی تھی، اس پر امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور طریقے اختیار کریں۔ (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 383) جوتی پہننے پر جو لعنت ہو تو باقی چیزیں پہننے پہ کیا حال ہوگا؟ یہ سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

### پہلے دل بدلتا ہے پھر لباس:

یہ بھی یاد رکھیے گا کہ پہلے دل بدلتے ہیں بعد میں لباس بدلا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ

**مَنْ تَسَبَّهَ يَقْوَمُ فَهَوَ مِنْهُمْ**

کہ جو جس کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ ہوگا۔ اگر ہم کسی بھی ڈرامے کو دیکھ کر اس جیسا لباس بنواتے ہیں، یا ٹی وی کو دیکھ کر اس جیسا بنواتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس بعد میں پہنے گا، دل پہلے ہمارا ادھر ہو چکا ہوگا۔ یہ یاد رکھیے گا کہ دل پہلے بدلا کرتے ہیں، لباس بعد میں بدلتے ہیں۔ اللہ کرے

کہ اس بات کی حقیقت ہمیں سمجھ آ جائے۔ اب چند باتیں اور بھی ہیں۔

## ﴿کافروں کے لباس کی ممانعت﴾:

ایک تو یہ بات فرمائی کہ مرد عورت جیسا نہ پہنے، عورت مرد جیسا نہ پہنے۔ دونوں میں امتیاز رکھا ہے۔ اسی طرح یہ ممانعت فرمائی کہ دیکھو کہ تم غیروں کا لباس، کافروں کا لباس مت پہنو! اس کے بارے میں بھی صحیح مسلم میں واضح روایت ہے۔ یہ حدیث کی باتیں بتائی جا رہی ہیں، اپنے سے گھڑ کے کچھ نہیں بتا رہا، اور اگر کوئی کمی بات میں نکل آئے تو یہ بیان ہے، اس کی اصلاح آپ بعد میں کر سکتے ہیں۔ میں ان شاء اللہ اس کے لیے تیار ہوں۔ کوئی بات شریعت اور سنت کے خلاف ہو تو میری اصلاح ضرور کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر دوزر درنگ کے کپڑے دیکھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو کافروں کا لباس ہے، ان کو مت پہنو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں ان کو دھولوں گا اور ان کا رنگ صاف ہو جائے گا۔ فرمایا کہ نہیں، ان کو جا کر جلا دو۔  
(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 374)

آگ میں ڈال دو اتنی بھی اجازت نہیں دی۔

## ﴿کفار کی مخالفت کا حکم﴾:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! مشرکین پا جامہ تو پہنتے ہیں، لیکن تہبند (لنگی) نہیں باندھتے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو! تم پا جامہ بھی پہنو اور لنگی بھی باندھتے رہا کرو تا کہ مخالفت ہوتی رہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے، جس قدر ہو سکے شیطان کے دوستوں



کی مخالفت کرو۔ (شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 197)

یہ آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ جہاں تک ہو سکے، جس قدر ہو سکے شیطان کی مخالفت کرو۔ اور قرآن سے پوچھیے، حدیث مبارک کو دیکھیے کہ شیطان کا دوست کون ہے؟ تو واضح لکھا ہوا ملے گا کہ کفار جو ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ شیطان کی جماعت ہے۔

أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۗ (المجادلہ: 19)

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۗ (المائدہ: 51)

شیطان کی دوستی میں سارے ایک ہیں، ایمان والوں کی دشمنی میں سارے ایک ہیں۔ وضاحت کے ساتھ ہمارے نبی ﷺ نے بتا دیا:

الْكَفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ

”سارا کفر ایک مذہب ہے۔“

قیامت کے دن بتائیں معافی ہم نے کس سے مانگنی ہے؟ اللہ سے، شفاعت کی امید کس سے ہے؟ نبی ﷺ سے، تو ان کی بات یہاں مان لینی چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو غیروں کے طور طریقے، رہن سہن سے پرہیز کرنی چاہیے۔ حضرت ابو کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے: اے لوگو سنو! میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ خبردار! راہبوں (عیسائی عبادت گزاروں) کے لباس کی مخالفت کرو، جو راہبانہ طریقہ اختیار کرے گا یا ان سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جو جس کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی گروہ میں سے ہوگا۔ (مجمع جلد 5 صفحہ 124)

ابوداؤد شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد جلد 3 صفحہ 559)

### ایمان کو بچانا ہے:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کی شرح میں کہ مراد اس سے ظاہری لباس اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔ غیر قوم سے تشبہ اختیار کرنا سخت وعید کی بات ہے۔ اس مشابہت اختیار کرنے والے کا شمار ان ہی دشمنان اسلام میں سے ہوگا۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی وعید ہے اور آج ہم کتنے بگڑ گئے ہیں کہ غیروں کے طریقوں پر عمل کرنے سے فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہماری نئی تعلیم ہمیں کہاں لے کر جا رہی ہے۔ میں نئی تعلیم کا مخالف نہیں مگر اس تعلیم کی وجہ سے ہمیں دین سے کیوں دور کیا جا رہا ہے؟ جدید تعلیم ایک فن ہے ٹھیک ہے جس درجے تک اس کی ضرورت ہے۔ ہمیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے، انجینئر کی ضرورت ہے ہمیں وہ کرنا ہے مگر ایمان کو بچاتے ہوئے کرنا ہے۔

### تشبہ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت کو اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔ انسان اپنے تشخص کو بھول جائے اور دوسروں کو اختیار کرے۔ اس حوالے سے ایک دو واقعات ہیں۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہوا تو فکر ہوئی کہ عجمیوں کے ساتھ اختلاط اور میل جول کی وجہ سے کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کے



جو امتیاز ہیں، جو خاص چیزیں ہیں، کہیں ان کی مکسنگ (Mixing) نہ ہو جائے۔ اختلاط نہ ہو جائے، گڈ منڈ نہ ہو جائیں، کوئی فرق نہ آجائے۔ تو انہوں نے دو احکامات جاری کیے تاکہ اسلامی تہذیب اور رسم و رواج میں فرق رہے۔ ایک حکم مسلمانوں کی طرف اور ایک کافروں کی طرف۔ مسلمانوں کو کہا کہ دیکھو! تم نے کافروں کے طریقوں پر نہیں رہنا، رسول اکرم ﷺ کے طریقوں پر رہنا ہے۔ اور کافروں کو کہا کہ دیکھو! تم اپنے طور طریقوں میں رہو، تم ہمارے طریقے مت اختیار کرو، تاکہ الگ الگ طریقے واضح رہیں، مماثلت نہ ہو جائے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایران میں مقیم مسلمانوں کو یہ پیغام بھیجا کہ مشرکین اور کافروں کے لباس سے دور رہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا کہ جامع بیان ان کی طرف سے بھیجا گیا۔ یہ فاروقی بیان ملاحظہ کریں:

اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال کرو یعنی لنگی اور چادر بھی پہن لیا کرو۔ اور پا جامہ تو بہر حال مسنون ہی ہے اس پر بات ہو چکی ہے۔ تم مسلمانوں والا لباس استعمال کرو، اور جوتے پہنو۔ جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لباس کو لازمی پکڑو۔ عجمیوں کے لباس یعنی غیروں کے لباس، ان کی وضع قطع اور ہیئت سے دور رہو۔ موٹے اور کھر درے پکڑے پہنو (جو تو واضح کا سبب ہیں)۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا فرمان:

مسند احمد بن حنبل کے اندر بھی ایک روایت ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر آذربيجان میں پہنچا، اور چلتے ادھر آگئے جہاں پر یہ رشین اسٹیٹس ہیں ازبکستان، آذربيجان وغیرہ۔ تو جب مسلمانوں کا لشکر وہاں پہنچا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی ان کو ملا۔ اُس زمانے



میں لشکر کے جو سردار تھے ان کا نام عتبہ بن فرقد تھا۔ آپ نے ان کو مخاطب کیا: اے عتبہ! تم سب کا فرض ہے اپنے آپ کو عیش پرستی سے روکو، اُن کی مشابہت اختیار کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور مردوں کو کہا: ریشم سے پرہیز کرو۔ (شمال کبریٰ جلد 1 صفحہ 198)

### ﴿توہین اسلام سے بچنا﴾

اس بات سے ہمیں کیا معلوم ہوا کہ ہمیں کفار کے لباس اور ان کی وضع قطع اور ان کی ہیئت اختیار کرنے سے سخت گریز کرنی چاہیے، بچنا چاہیے! اس میں اسلام کے شعائر کی توہین ہے۔ اسلام کا بھی ایک معیار ہے اگر اس کی پاسداری نہ کی جائے تو اس کی توہین ہوتی ہے۔ لہذا ہم انگریزی لباس کو چھوڑ دیں اور نبوی لباس کو اختیار کریں، دشمنوں کے لباس کو چھوڑ دیں۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ کفار کا لباس مت پہنو! اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہمیں اس فرمان کی کوئی قدر نہیں رہی۔ نبی ﷺ کے حکم کی کوئی قدر نہیں رہی۔ ایسا لباس اختیار کرنا قیامت کے دن اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔ اور یہ یاد رکھیں کہ کفار کے لباس میں عام طور سے بے پردگی ہوتی ہے۔

### ﴿ساڑھی کا حکم﴾

ایک لباس جسے ساڑھی کہتے ہیں۔ ساڑھی تو شریعت نے حرام قرار دیدی، منع ہی کر دیا کہ اس میں پیٹ بھی اور پیٹھ بھی دونوں ہی کھلا رہتے ہیں۔ ذرا سا ساڑھی کا آنچل ہٹ جائے تو گلا اور سینہ بھی نمائش میں آجاتا ہے، تو اس کے اندر ممانعت کی گئی کہ ایسا لباس مت پہنو۔



## آپ ﷺ کی دعائے رحمت:

مسلمان عورتوں کا شرعی لباس کرتا پاجامہ ہے۔ نبی ﷺ نے پاجامہ پہننے والی عورتوں پر رحمت کی دعا فرمائی ہے۔ سادہ پاجامہ (شلوار) جو شریعت سنت کے مطابق ہو ایسی عورت کے اوپر نبی ﷺ نے رحمت کی دعا فرمائی ہے۔ ان شاء اللہ آگے اس کے بارے میں تفصیل سے بات ہوگی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

## ایک افسوس ناک صورت حال:

اور ہمارا حال تو اتنا بگڑ گیا ہے کہ کچھ لوگوں کا فون آیا کہ حضرت! اب ہمیں پینٹ شرٹ کے بغیر دفتر میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ کہتے ہیں نوکری چھوڑنی ہے تو چھوڑ دو، لیکن اگر تم مسلمانوں کا لباس پہن کر آؤ گے تو ہم تمہیں کام نہیں کرنے دیں گے۔ یہ مسلمانوں کے دفتر ہیں۔ پچھلے دنوں میں کئی لوگوں نے یہ بات بتائی کہ جی دفتر میں جاتے ہیں وہاں منع ہے کہ اگر تم قمیض شلوار میں آئے تو تم اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ دوسرے لفظوں میں یہی ہونا! کہ اگر تم اس نبی ﷺ کے لباس میں آئے جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو ہم تمہیں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت سنت کی پابندی عطا فرمائے۔ اور دین کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





## شریعت میں پسندیدہ لباس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. أَمَا بَعْدُ:  
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
 يَبْنَؤُا دَمًا قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا ۝ وَلِبَاسُ التَّقْوَى  
 ذَلِكَ خَيْرٌ ۝

(الاعراف: 26)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝  
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

### لباس کا مقصد:

لباس کے بارے میں تین بنیادی باتیں ہیں، جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ہیں:

① ستر کو چھپانا

② زینت



⑤ تقویٰ اصل لباس ہے۔

### لباس التقویٰ کیا ہے؟

اب لباس التقویٰ کیا ہے؟ اس میں علماء کے بہت سارے اقوال ہیں۔ کسی نے کہا کہ ایمان ہے۔ کسی نے کہا کہ تقویٰ ہے۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حیا ہے۔ بہر حال حیا ہوگی تو تقویٰ بھی ہوگا اور سارا کچھ ہوگا، اور حیا اور ایمان ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ تو لباس التقویٰ سے مراد حیا ہے۔ اور کسی مفسر نے یہ بھی فرمایا کہ متقی آدمی کی زینت پاکدامنی کے ساتھ ہے، تو اصل لباس تو حیا کا ہے جس نے حیا کی چادر اوڑھ لی، حیا کا لباس پہن لیا اس کے عیب کوئی نہیں دیکھ سکتا، اس کو زینت ہی زینت مل کے رہے گی۔

### نبی علیہ السلام کی ناراضگی:

اب لباس والا معاملہ چونکہ بہت نازک ہے تو اس کو مختلف انداز سے سمجھنا بھی ہے کہ ہمارا لباس کیسا ہونا چاہیے، کیا ہونا چاہیے؟ اس کے بارے میں کچھ باتیں اور بھی نبی علیہ السلام نے بتائیں تو ان باتوں کو دیکھیں۔ آقا علیہ السلام کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا. (صحیح الجامع: 5439)

”غیروں کے طریقے پر عمل کرنے والا ہم میں سے نہیں“۔

محدثین نے فَلَيْسَ مِنَّا کا جو مطلب لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے طریقہ پر نہیں اور ہماری اتباع کا خیال کرنے والوں میں سے نہیں۔

### مشابہت والوں کے ساتھ حشر:

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور سنن ابوداؤد میں

کتاب اللباس کے اندر یہ حدیث ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

(ابوداؤد: کتاب اللباس)

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

”جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن ہی میں سے ہوتا ہے۔“

اس کا کیا مطلب؟

جو شخص کفار اور فاسق و فاجر لوگوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن میں سے ہوتا ہے، یعنی ان کے گناہوں میں برابر کا شریک ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اولیاء کی، صلحاء کی اور نیک لوگوں کی مشابہت کرتا ہے تو وہ اجر میں اُن کی طرح ہو جاتا ہے۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کی مشابہت سے منع فرمانا:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو بغور دیکھا جائے تو بہت سارے ایسے معاملات ہیں جس میں آقا علیہ السلام نے خود منع فرمایا کہ دیکھو! کفار کی مشابہت نہ کرنا۔ اسی بات کو پڑھیے، سمجھیے اور غور کیجیے کھلے دل کے ساتھ، وسعت قلبی کے ساتھ۔ نبی علیہ السلام نے یہود کی مخالفت کا حکم دیا، نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا۔ اب اس کو مثالوں سے واضح کرتے ہیں۔

### پہلی مثال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ تاکہ اُن سے مشابہت نہ ہو۔

### دوسری مثال:

مدینہ طیبہ میں یہودی 10 محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ پوچھا گیا کہ تم یہ روزہ کیوں





رکھتے ہو؟ تو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے اسی دن نجات ملی تھی اس لیے شکرانہ کے طور پر رکھتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہمارے لیے تم سے زیادہ بہتر ہے۔ (مفہوم عرض کر رہا ہوں) لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کو کیا کہا کہ دیکھو 10 کا تو رکھنا روزہ مگر ساتھ میں یا 9 کو جوڑنا یا 11 کو جوڑ لینا تاکہ ان یہودیوں سے مشابہت نہ ہو۔

### رتیسری مثال:

اسی طرح انسان روزہ رکھتا ہے تو آقا علیہ السلام نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ دیکھو! تم سحری کھایا کرو کیونکہ بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو روزہ تو رکھتے ہیں مگر سحری نہیں کھاتے، تو تم سحری کھاؤ تاکہ یہود سے مخالفت ہو جائے۔ اور افطاری میں جلدی کرنا جیسے ہی ٹائم پورا ہو جائے تو اس کے بعد جلدی کرنا دیر نہ کرنا تاکہ مشرکین سے مشابہت نہ ہو جائے۔ اذان کا ٹائم ہو گیا وقت داخل ہو گیا، اطمینان ہو گیا کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو اب افطاری کرنے میں تاخیر نہ کرو کہ افطاری میں تاخیر کرنا مشرکین سے مشابہت ہے۔

### رچوتھی مثال:

اسی طرح طلوع آفتاب کے وقت، زوال کے وقت اور غروب آفتاب کے وقت عبادت کو منع فرمایا گیا۔ بھئی! اللہ تو اللہ ہے، بندہ بندہ ہی ہے، ان تین اوقات میں بھی ان کے علاوہ بھی لیکن کہا کہ اس وقت بعض قومیں سورج کی عبادت کرتی ہیں تو ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔ اب انسان کا دل تو نہیں کر رہا وہ تو اللہ کی عبادت کر رہا ہے، اللہ کو سجدہ کر رہا ہے، وہ سورج کو تو نہیں کر رہا لیکن مشابہت ظاہری سے بھی آقا علیہ السلام نے منع فرمایا۔

ان تمام باتوں کا حاصل کلام یہ نکلا کہ جب عبادات سے منع فرمایا تو کیا لباس میں کوئی احکامات نہیں ہوں گے؟ ضرور ہیں اور ہمیں اختیار کرنے چاہئیں۔

## تشبہ کی وضاحت:

ایک لفظ ہے ’تشبہ‘ یہ کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ

(ابوداؤد: کتاب اللباس)

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ قیامت کے دن ان ہی میں سے ہوگا۔

ان باتوں کو ذرا دل کے کانوں سے سن لیجیے اور سمجھ لیجیے! ’تشبہ‘ کے بارے میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ کب پیدا ہوتی ہے، کیسے پیدا ہوتی ہے اور کب جائز ہوتی ہے اور کب ناجائز ہوتی ہے۔ پہلی بات تو یہ اصولی ہے، غور کریں! کسی ایسے کام میں غیر قوم کی، کافر قوم کی نقالی کرنا جو بذات خود برا کام ہے اور شریعت کے اصول کے خلاف بھی ہے تو ایسے کام میں نقالی کرنا منع ہے، حرام ہے۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں جیسے بعض لوگ دیوالی مناتے ہیں تو اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ایسا کام غیروں کا جو ہی شریعت سے ٹکراتا ہو تو اس میں نقالی کرنا حرام ہے۔ لیکن بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو خود تو برے نہیں ہوتے، شریعت سے ٹکراتے بھی نہیں اور اچھے بھی ہوتے ہیں لیکن یہ آدمی اس لیے کر رہا ہے کہ میں اُن جیسا نظر آؤں دیکھنے میں، میں کافروں جیسا لگوں مثلاً فاحشہ عورت جیسا لباس پہنتی ہے میں بھی ویسی لگوں۔ اب یہ نیت اس جائز کام کو بھی ناجائز کر دیتی ہے۔



## انیت صحیح رکھنے کی تفصیل:

نیوتوں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ قیامت والے دن سب سے پہلے جہنم کے اندر کون جائے گا؟ حدیث میں آتا ہے کہ عالم، شہید اور سخی جائے گا کیوں کہ نیت ان کی ٹھیک نہیں تھی کہ اتنے بڑے بڑے اعمال بری نیت کی وجہ سے برباد کر دیے۔ اب یہ نیت جائز کام کو بھی خراب کر دیتی ہے تو معلوم یہ ہوا کہ اعمال میں نیوتوں کا بڑا دخل ہے۔ کہیں دو آدمیوں میں لڑائی ہو رہی ہو جیسے میاں بیوی ہیں، کسی آدمی نے اُن میں صلح کروانے کے لیے محبت پیدا کرنے کے لیے جھوٹ بول کر اُن کے معاملہ کو نبھادیا، تو اب اس کو اس کے جھوٹ پر بھی ثواب ملے گا، اس لیے کہ وَالصُّلْحِ خَيْرٌ (صلح بہتر ہے) بولا جھوٹ ہے لیکن دو آدمیوں کے جوڑ کا سبب بنا۔ ایک نے جہاد کیا، کسی نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کی اور کسی نے لوگوں کو دین پڑھایا، لیکن دل میں بات یہ تھی کہ مجھے پہچانا جائے تو نیک اعمال سے رہ گیا۔ اسی لیے فرمایا کہ نیوتوں پر بڑا دار و مدار ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

## مباح عمل میں غلط نیت:

پہلی بات یہ تھی کہ کسی کام میں کسی ایسی قوم کی نقالی کرنا جو بذات خود حرام ہو اور شریعت کے حساب سے بھی حرام ہو تو اس کے حرام ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ یہ بات ختم ہو گئی یہ تو سب کو آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ اصل مسئلہ دوسری جگہ ہے وہ یہ کہ ایک کام خود تو برا تو نہیں، اپنی ذات کے لحاظ سے تو اچھا ہے، لیکن وہ کرنے والا مرد یا عورت اس لیے

کر رہے ہیں کہ میں اُن کافروں جیسا نظر آؤں یہ نیت اس کو حرام کر دیتی ہے۔

## تشبہ اور مشابہت میں فرق:

تشبہ اور مشابہت دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

تشبہ کے معنی ہیں کہ آدمی ارادہ کر کے نقالی کرے، اور ارادہ کر کے اُن جیسا بننے کی کوشش کر کے یہ تشبہ ہے۔ اور حدیث شریف بیان ہوئی:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤد: کتاب اللباس)

انسان ارادہ کوئی کام کافروں جیسا کرے، غیروں جیسا کرے تو ارادہ شامل ہو گیا، تو اب معاملہ بدل گیا کہ اس کا ارادہ ہی ایسا ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے نہیں چلنا، بلکہ میں نے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں جیسے لباس پہننے ہیں اُن فاحشہ عورتوں جیسے لباس پہننے ہیں، یعنی کہ نیت بدل گئی، نسبت بدل گئی یہ بات ناجائز ہے۔

## مشابہت کسے کہتے ہیں؟

اور ایک چیز ہوتی ہے ”مشابہت“۔ یہ کیا چیز ہوتی ہے کہ ان جیسے بننے کا ارادہ نہیں تھا، دل میں یہ نیت نہیں تھی کہ میں کافروں جیسی نظر آؤں یا کافروں جیسا نظر آؤں، فلاں ایکٹر جیسا نظر آؤں۔ دل میں ایسا ارادہ نہیں ہے لیکن عمل کے ساتھ مشابہت از خود ہو گئی۔ یہ جو خود بہ خود مشابہت پیدا ہو جائے یہ حرام تو نہیں لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت مشابہت پیدا ہونے سے بچنے کی تاکید فرمائی کہ اسلام کی ایک غیرت ہے، ایک تشخص ہے، ایک معیار ہے لہذا اس کو باقی رکھا جائے۔ امید ہے کہ بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔



اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

## مشابہت بالکفار سے بچنا کیوں ضروری ہے؟

غیر مسلموں سے مشابہت سے ہم کیوں بچیں؟ اس کو ذرا سمجھیں اسلام نے ایسا لباس پہننے سے منع کیا کہ جس کو پہننے سے انسان کسی غیر مسلم قوم کا فرد نظر آئے۔ اب اسکول ہیں اور ہر اسکول کی ایک الگ الگ یونیفارم ہوتی ہے۔ اگر بچہ کسی دوسرے اسکول کی اگرچہ وہ اس سے معیاری بھی ہو، یونیفارم پہن کر آجائے تو اسکول والے کہیں گے کہ جناب! آپ اپنا بچہ لے جائیں یہ یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی پاکستانی فوجی کسی دشمن ملک کا لباس پہن کر آجائے اور کہے کہ بھائی! میں بڑا پکا پاکستانی ہوں، تو وہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تو بظاہر بڑا دشمن نظر آ رہا ہے۔ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرتا۔ اگر ہمارے فوجی اداروں کو اسکول کالجوں کو قانونی اداروں کو اور اب تو ہوٹلوں کے اندر بھی یہ ہو گیا ہے کہ اس ہوٹل کے اندر آنا ہے تو یہ لباس Allow ہے اور یہ ڈریس Allow نہیں۔ اگر ان چھوٹے چھوٹے اداروں کو یہ حق ہے کہ اپنی حدود میں آنے سے پہلے، اپنے علاقہ میں آنے سے پہلے یہ Condition رکھ دیں کہ ایسے ایسے آنا ہے، تو مجھے بتائیے کہ اللہ رب العزت کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اپنے بندوں کو کہتے کہ تم میرے نظر آؤ، میرے حبیب ﷺ جیسے لگو مجھے وہ پیارے ہیں تم بھی ان جیسے بن جاؤ تم بھی مجھے پیارے لگو گے۔

تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پسند ہے کہ جو نبی ﷺ جیسا نظر آئے اللہ کو اس سے محبت ہو جائے گی۔

## اللہ تعالیٰ کی غیرت:

یاد رکھیں! جو دنیا میں اللہ کے دوستوں میں شامل ہونے کی کوشش کرے گا، قیامت



کے دن اللہ اس کو اپنے دشمنوں کی قطار میں کھڑا نہیں کریں گے۔

(متفق علیہ) **الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.**

”دنیا میں جس کو جس کے ساتھ محبت ہوگی، اللہ قیامت کے دن اُس کو اسی کے ساتھ کھڑا کر دیں گے۔“

### بچپوں کا پینٹ پہننا:

اب ذرا ایک بہت نازک بات ہے۔ نازک مسئلہ چھیڑنا تو نہیں چاہیے لیکن لباس سے متعلق ہے اور اسی کے بارے میں بات چل رہی ہے تو اس لیے بات واضح کر دینا بھی ضروری ہے۔ آج کل پینٹ کا رواج چل رہا ہے۔ بہت سے لوگ پینٹ پہنتے ہیں۔ اس کے بارے میں تفصیلات سن لیں! سمجھ لیجیے کہ عورتوں کے لیے تو پہننا کسی صورت بھی جائز نہیں، بلکہ مجھے ذاتی طور پر عورتوں کے لیے Trousers سے بھی نفرت ہے۔ اور مردوں میں جو پینٹ کا رواج ہے اس کے بارے میں چند باتیں تو بذات خود بھی ناجائز ہیں چاہے اس میں تشبہ ہو یا نہ ہو۔

### پہلی خرابی:

چنانچہ ایک بنیادی خرابی تو پینٹ میں یہ ہوتی ہے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے پہنی جاتی ہے، یعنی پینٹ اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ٹخنے ڈھک جاتے ہیں اور شریعت نے واضح طور پر اس بات سے منع کر دیا۔

### دوسری خرابی:

دوسری خرابی یہ ہے کہ عام طور سے اتنی Tight چست ہوتی ہے کہ جسم کے وہ اعضا



ظاہر ہونے لگتے ہیں جو چھپے ہوئے ہونے چاہیے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ (لباس) تمہارے ستر کو ڈھانپنے! لیکن اگر لباس ایسا چست ہے کہ ستر نہیں ڈھانپا جا رہا تو وہ شریعت کی نظر میں لباس کہلانے کے لائق ہی نہیں۔ آپ اس کو کوئی بھی نام دے دیں لیکن اسلام کے یہاں لباس وہ ہے جو ستر کو ڈھانپ دے، اور جس لباس نے ستر کو نہیں ڈھانپا تو وہ لباس بھی نہیں۔ لہذا ان دونوں خرابیوں کی وجہ سے پتلون نہ پہنی جائے۔

### ﴿کون سی پتلون مباح ہے؟﴾

اگر کوئی شخص اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ پتلون تو پہنتا ہے، پینٹ تو پہنتا ہے۔ لیکن Baggie بگی ہوتی ہے، ٹائٹ نہیں ہوتی، کھلی ہوتی ہے۔ جیسے ہم نے حج کے موقع پر دیکھا کہ ترکی کے لوگ جو آتے ہیں انہوں نے پینٹ پہنی ہوتی ہے لیکن وہ بہت ڈھیلی ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی اس قسم کی پینٹ پہن لے جو ڈھیلی ہو، جسم کے اعضا کا اُبھار آگے پیچھے نظر نہ آئے اور ساتھ ساتھ ٹخنے بھی ڈھکے ہوئے نہ ہوں بلکہ ٹخنے ننگے ہوں تو اب اس کو ہم ناجائز نہیں کہیں گے۔

یہ مباح ہے یعنی نہ ثواب نہ گناہ لیکن اگر انسان یہ بھی نہ پہنے اور کوشش کرے کہ میں آقا ﷺ جیسا نظر آؤں تو یہ محبت کی بات ہے میرے بھائی! اور اگر کوئی شخص اس نیت سے پینٹ پہنے کہ میں انگریز جیسا نظر آؤں تو یہ پھر نیت کا معاملہ ہو گیا اور نیت کی وجہ سے معاملہ بدل جاتا ہے۔

لباس کی بات چل رہی تھی تو ہم اپنی بات جاری رکھتے ہیں۔

## سُفید کپڑے کے فضائل:

ایک صحابی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 867)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو یہ تمہارا بہترین لباس ہے، اور ایسے ہی کپڑوں اپنے میں مُردوں کو دفنایا کرو۔ (ترمذی جلد 1 صفحہ 118، ابوداؤد صفحہ 562)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ سفید کپڑے پہنوکہ یہ زیادہ خوشگوار اور پاکیزہ ہوتے ہیں، اور ان ہی کے اندر مُردوں کی تدفین کیا کرو۔ (شمال ترمذی صفحہ 6)

ابن ماجہ کی ایک روایت میں کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر لباس جس میں تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے اپنی قبروں میں مرنے کے بعد اور مساجد میں زندگی کے اندر وہ سفید لباس ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی مسجد میں جاتے ہوئے اہتمام کرو کہ سفید لباس پہنو تو بعض جگہ لوگوں کو دیکھا کہ جمعہ کے دن تو بہت خصوصیت کے ساتھ سفید لباس کا اہتمام کرتے ہیں اور اگر ساری زندگی ہو جائے تو اور بھی اچھا ہو جائے۔

## سُفید لباس کے فائدے:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ سفید لباس کے اندر تواضع ہے اور اس کے اندر تکبر نہیں آتا یعنی تکبر سے بچنے کے لیے بھی یہ مددگار ہے۔ اور ایک چیز فرمائی کہ سفید رنگ فطرتی رنگ ہے۔



## کن مواقع پر سفید لباس پہننا پسندیدہ ہے؟

فرمایا کہ دیکھو! مساجد میں جاؤ، محافل میں جاؤ، لوگوں کے پاس ملاقات کے لیے جاؤ، تو کوشش کرو کہ سفید لباس میں جاؤ، عیدین اور جمعہ کے لباس کا سفید ہونا بہتر ہے۔  
(جمع الوسائل صفحہ 121)

## اللہ تعالیٰ کی پسند ہے:

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے جنت کو سفید بنایا ہے اور سفید رنگ اللہ کو پسند ہے۔  
(بزار، مجمع جلد 5 صفحہ 131)

اگر کوئی انسان یہ سوچ کر سفید رنگ پہنے کہ اللہ کو پسند ہے تو نسبت بدل گئی۔ تو بھئی! بات تو نسبتوں اور نیتوں کی ہے۔

## لنگی (دھوتی) پہننا:

اسی طرح لنگی پہننا بھی سنت ہے۔ اس کے بارے میں دیکھیے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیوند لگی چادر اور موٹی تہبند دکھائی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا (دنیا سے تشریف لے گئے) انہی دو کپڑوں میں ہوا۔ تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیتے تھے اور موٹا، سستا کپڑا استعمال فرماتے تھے۔ (شائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 176)

پیوند کو آج ہم رفو کہہ سکتے ہیں تو رفو والے کپڑے بھی پہن لیا کرتے تھے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یمن کی بنی ہوئی موٹی لنگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال کیا

کرتے تھے۔ (شمال کبریٰ جلد 1 صفحہ 176)

## لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

آج ہم نے یہاں لوگوں کو دیکھا جب یہ لنگی باندھ رہے ہوتے ہیں، پہن رہے ہوتے ہیں تو آگے سے اونچی ہوتی ہے اور پیچھے سے ٹخنوں کو ڈھک رہی ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ تہبند کے اگلے حصے کو نیچے کی طرف رکھتے تھے اور پیچھے کا حصہ تھوڑا سا اونچا ہوتا تھا تو میں نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح باندھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 377)

کیوں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ایسے ہی دیکھا تھا۔ تو اگر کوئی لنگی پہنے تو اس میں سنت کا لحاظ رکھے اس طرح کہ آگے سے نیچے ہو۔ لیکن ہمارے یہاں کیا رواج ہے؟ بالکل الٹا سنت کے بالکل خلاف۔ آپ کسی کو لنگی پہنا ہوا دیکھیں تو پیچھے سے نیچے جا رہی ہوگی اور آگے سے اوپر اٹھی ہوئی ہوگی، یہ بے شرمی کی بات ہے اور اتباع سنت کے خلاف ہے۔

## بزرگوں کی چیزیں برکت کے لیے رکھنا:

حدیث مبارک سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں امی عائشہؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے نبی ﷺ کا لباس دکھایا کہ آپ ﷺ کا وصال ان کپڑوں میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس تبرک کے لیے رکھے جاسکتے ہیں۔ یہ ایک بات اس سے ثابت ہوئی۔ اسی طرح نبی ﷺ کا





ایک جبہ تھا جو اپنے پاس انہوں نے رکھا ہوا تھا اور اس جبہ کو وہ پانی میں بھگو دیتیں اور اس پانی کو بیماروں کو پلاتیں۔  
(مرقاۃ جلد 4 صفحہ 171)

یہ نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل ہے جو محدثہ مفسرہ ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا کہ میری عائشہ رضی اللہ عنہا تو آدھا دین ہیں، اور انہوں نے تبرک کے لیے جبہ اور لباس رکھا ہوا تھا۔

### امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا واقعہ:

اب اس بات میں ذرا اور آگے غور کیجیے۔ اور اچھی طرح بات سمجھ لیجیے کہ اس کی بھی کیا اہمیت ہے؟ اور اس کی کیا (Limits) ہیں؟ دیکھیے! ربیع بن سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب امام شافعی رضی اللہ عنہ مصر واپس گئے تو میں بھی اُن کے ساتھ چلا گیا اور وہاں انہوں نے مجھے ایک خط دیا اور کہا کہ ربیع تم جاؤ بغداد اور بغداد جا کر یہ خط امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دے دو، اور جب جاؤ تو میرا سلام بھی کہنا اور خط کا جواب لے کر آنا۔ ربیع کہتے ہیں: میں نے خط لیا اور بغداد پہنچا تو فجر کی نماز میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز کے بعد جب وہ جانے لگے تو میں نے سلام عرض کیا اور خط پیش کیا اور کہا کہ یہ خط آپ کے بھائی امام شافعی نے مصر سے بھیجا ہے۔ تو امام احمد بن حنبل نے ربیع بن سلیمان سے پوچھا کہ بھئی! تم نے اس خط کو پڑھا؟ میں نے کہا: نہیں، بالکل بند لے کر آیا ہوں، میں نے نہیں پڑھا۔ تب انہوں نے اُس خط کی مہر کو کھولا اور اس کو پڑھا تو آنسوؤں سے اُن کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں یعنی رونے لگے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت! خیر تو ہے، کیا بات ہے؟ فرمانے لگے کہ امام شافعی نے خط میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ یعنی حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ

نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کو خط لکھو اور اس خط میں میرا سلام اُن کو پہنچاؤ اور کہنا کہ تم کو ایک آزمائش پیش آئے گی، تکلیف پیش آئے گی، مسئلہ خلقِ قرآن کے موقع پر تمہیں مجبور کیا جائے گا۔ دیکھو! تم یہ بات قبول نہ کرنا اللہ قیامت کے دن تمہیں سر بلند فرمائے گا۔ قیامت کے دن کی سر بلندیاں تمہیں مل جائیں گی۔ ربیع کہتے ہیں کہ حضرت! یہ تو بشارت ہوئی کہ نبی ﷺ نے خواب کے اندر قیامت کے دن کی سر بلندی کی گارنٹی دے دی مجھے کچھ انعام دیجیے۔

### بشارت سنانے والے کو ہدیہ دینا:

یہ بھی ایک سنت ہے کہ اگر کوئی بشارت دینے والا آئے تو چاہیے کہ اس کو کوئی ہدیہ دیدے جیسے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں آتا ہے کہ اُن کا بائیکاٹ ہوا کچھ دن، اور اس کے بعد جب اُن کی توبہ قبول ہوئی تو جو اُن کو اطلاع دینے صاحب گئے انہوں نے اُن کو اپنی قمیص دیدی تھی۔ یہ پکی روایت ہے، پکی بات ہے۔ تو کوئی خوشخبری لے کر آئے تو خوشخبری لے کر آنے والے کا منہ میٹھا کروادینا یا تحفہ دیدینا سنت ہے۔ خوشی کو تقسیم کرنا بائنا سنت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جناب! مجھے کوئی انعام دیدیں، تحفہ دیدیں بشارت ملی ہے الغرض کوئی چیز دیدیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اُن صحابی کی طرح اپنی قمیص جسم سے اُتار دی، انہوں نے بھی قمیص دی تھی اس لیے انہوں نے بھی اپنی قمیص جسم سے اُتاری اور بطور انعام ربیع بن سلیمان کو دے دی۔ اور جو اب میں خط بھی دے دیا جو انہوں نے واپسی پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دینا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور جو ابی خط ان کو دیا۔ اب امام شافعی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ



اچھا! تم یہ بتاؤ کہ تم نے بشارت دی تھی تو انعام کے طور پر کچھ ملا ہے؟ تو ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: حضرت جی! انہوں نے اپنا جبہ مجھے عنایت فرمایا ہے، اپنی قمیص مجھے دی ہے تو وہ میں حصول برکت کے لیے لے آیا ہوں۔ اب امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو! میں تمہیں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ جبہ تم مجھے دے دو کہ اس سے تمہارا دل ٹوٹ جائے گا۔ برکت والی چیز ہے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ تم اس قمیص کو پانی میں بھگو دو اور اس کا پانی مجھے دے دو۔ اس طرح امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے جینے سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے برکت حاصل کی۔

اس واقعہ سے بزرگوں کی چیزوں میں برکت کا ہونا بھی ثابت ہوا، اور برکت کا حاصل کرنا یہ بھی ثابت ہوا، لیکن اس میں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔

## برکت کس کو ملے گی اور کیوں؟

یہاں کچھ باتیں سمجھنے کی ہیں۔

ایک بہت مشہور واقعہ ہے عبداللہ بن اُبی کا، جو کہ پکا منافق بلکہ رئیس المنافقین تھا۔ جب مرا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص میں دفن کیا گیا مگر اتنی برکتوں والی قمیص اُس کی مغفرت نہ کروا سکی۔ لہذا عقیدہ کا ٹھیک ہونا، عمل کا ٹھیک ہونا بہت ضروری ہے۔ اپنے عقیدہ کو ٹھیک رکھنا، عمل کو ٹھیک رکھنا، نیتوں کو ٹھیک رکھنا پھر برکتوں کو حاصل کرنا جہاں تک اُس کا درجہ ہے تو اُس درجہ تک ٹھیک ہے، اُسے اور آگے بڑھا دینا، اُسے ہی سب کچھ سمجھ لینا، تو اس بات کی ممانعت ہے۔ ساری باتیں اس لیے سمجھا دیں کہ ہمیں معلوم ہو جائے، سمجھ میں آجائے اور افراط و تفریط سے بچیں۔

## لنگی کہاں تک باندھی جائے؟

یہ بات درمیان میں آگئی کہ تبرک حاصل کرنا کیسا ہے۔ ہماری بات جاری تھی۔ لنگی باندھنے کے مسنون طریقہ پر کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی لنگی آگے کی طرف سے جھکی ہوئی ہوتی تھی اور پیچھے سے اٹھی ہوئی ہوتی تھی لیکن دونوں طرف سے ٹخنوں سے پھر بھی اوپر ہوتی تھی۔

یہ لنگی اور شلوار کہاں تک باندھنی چاہیے؟ اس کے بارے میں روایت سن لیجیے۔  
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لنگی آدھی پنڈلی تک باندھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح باندھتے تھے۔ (شائل صفحہ 9)

یہ صحابی ہیں اور خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے تہبند کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ کیا مومن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔  
(ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 294)

دونوں معیار بتا دیے ٹخنہ ڈھکا ہوا نہ ہو بلکہ ٹخنہ ننگا ہو۔ تمام صورتوں میں اور اونچا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نصف پنڈلی تک اس سے اوپر نہ جائے۔ یہ مردوں کے لیے بات ہو رہی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند اونچا کرنے والا معاملہ نصف پنڈلی تک تھا۔

## لنگی، شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کرنے کی ممانعت:

اب یہ جو پینٹ ہے یا پاجامہ ہے، لنگی ہے یا شلوار ہے، یہ سب چیزیں اگر ٹخنے سے



نیچے لے جائیں، تو شریعت کیا کہتی ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ کا کیا حکم ہے؟  
بخاری شریف کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا  
ٹخنوں سے نیچے جو تہبند ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ 373)  
یہ تمام چیزوں کو شامل ہے خواہ وہ پینٹ ہو یا شلوار ہو، لنگی ہو یا پاجامہ ہو، جو بھی چیز ہو  
ٹخنے ڈھک گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ جہنم میں ہوگا۔

بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو فخر کے  
باعث اپنے کپڑوں کو لٹکائے گا اللہ رب العزت قیامت کے دن اس پر نظرِ شفقت  
نہیں فرمائیں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 373)

ایک روایت میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے  
یا پنڈلی سے لے کر ٹخنے سے اوپر اور پر کسی جگہ پر ہو۔ آگے فرمایا کہ جو حصہ ٹخنے سے نیچے  
ہوگا وہ جہنم کے لائق ہے۔ یہ حدیث کا مفہوم ہے۔ (نسائی، ترمذی جلد 3 صفحہ 88)  
ایک اور روایت ہے آقا ﷺ نے فرمایا کہ تم تہبند اس طرح باندھو جس طرح فرشتے  
باندھا کرتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے نبی! فرشتے کس طرح باندھتے ہیں تو فرمایا  
کہ نصف پنڈلی تک۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 126)

## گنجائش اور ممانعت:

جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ تہبند نصف پنڈلی تک باندھنی چاہیے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو  
یہ بات ذرا مشکل لگی کہ کہیں بے دھیانی میں کپڑا نیچے نہ چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت  
سے محرومی نہ ہو جائے۔ بعد میں آپ ﷺ نے گنجائش دی کہ دیکھو! ٹخنے تک رکھو کہ ٹخنے  
سے نیچے میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور ٹخنے سے اوپر کوئی برائی نہیں۔ یہ مردوں کے لیے



حکم ہے۔ (ترغیب جلد 2 صفحہ 89)

اس میں اختیار دینے والا معاملہ نہیں کیا گیا کہ جناب! ٹخنے سے نیچے کپڑا جا رہا ہے اور فکر ہی نہیں ہو رہی کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیان بن ابی سہل رضی اللہ عنہ کی کمر کو پکڑ کر فرمایا کہ اے سفیان! اپنی تہ بند کو مت لٹکاؤ، اللہ تعالیٰ لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 294)

یعنی جو مرد ٹخنے ڈھک کر رکھتا ہے تو اللہ کو یہ بات پسند نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت ہے کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت سے آرہی ہوگی، مگر اللہ کی قسم! پا جامہ لٹکا کر پہننے والے اس کی خوشبو کو نہ پا سکیں گے۔

(ترغیب صفحہ 91)

اگر ایمان والے ہوں گے تو پہلے ٹخنے ڈھک کر رکھنے کے جرم میں سزا کو بھگتیں گے اس کے بعد پھر جنت کی کوئی بات ہوگی۔

ان ساری روایتوں سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنوں سے نیچے لنگی یا پینٹ یا پا جامہ باندھنا درست نہیں ہے۔ قیامت کے ہولناک منظر میں اللہ کی نگاہ کرم اس کی طرف نہ ہوگی۔

### حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت:

ہاں! اگر کوئی معذور آدمی ہے مثلاً اس کی کمر یعنی پیٹھ اور پیٹ آپس میں کمزوری سے ملے ہوئے ہیں، یا کسی پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہے کہ وہ باندھتا تو ہے ناف کے اوپر لیکن وہ نیچے گر جاتی ہے، کتتی نہیں۔ ایسے لوگ ہزاروں یا لاکھوں میں ایک ہوتے ہوں گے ہر آدمی کا ایسا معاملہ نہیں ہوتا، تھوڑے ہوں گے۔ اگر کوئی ایسی معذور ہے تو اس صورت



میں وہ اس وعید سے خارج ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی مسئلہ تھا انہوں نے وعید سنی تو ڈر گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری تہبند تو بار بار نیچے آجاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم متکبرین میں سے نہیں ہو۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو اجازت دی ہے، لہذا ہر کوئی انہیں اپنے اوپر قیاس نہ کرے۔  
(ترغیب جلد 3 صفحہ 93)

### پرہیزگاری کا سبب:

ایک روایت میں آتا ہے کہ دیکھو! تم (لنگی، پاجامہ، یا شلوار) جو بھی ہے اس کو ٹخنوں سے اوپر رکھو کہ یہ کپڑے کے لیے صفائی اور رب کے یہاں پرہیزگاری کا سبب ہے۔  
(کنز جلد 19 صفحہ 217)

### نماز کی عدم قبولیت:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لنگی، تہبند نیچے لٹکانے والوں کی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ (آداب بیہقی صفحہ 352)  
اب اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ نماز ہی پڑھنا چھوڑ دیں، نماز تو پڑھنی ہے لیکن نماز کو صحیح طریقہ سے پڑھیں اس طرح سے ٹخنے کھلے ہوں۔

### مردوں اور عورتوں کے حکم میں فرق:

شریعت میں مردوں کے لیے ٹخنے ڈھانپنا گناہ ہے اور عورتوں کے لیے ٹخنے ڈھانپنا فرض ہے ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

مگر آج کل معاملہ بالکل الٹا ہو گیا۔ یہ خواتین جاتی ہیں اور ایسے کپڑے سلواتی ہیں

کہ ٹخنے ننگے رہیں حالانکہ عورتوں کو ٹخنے ڈھانپنے کا حکم ہے۔

چنانچہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی کہ بھی! ازار لٹکانے کی وعید اتنی ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ عبادات میں بھی قبولیت کا معاملہ اٹک جائے گا تو نبی ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اللہ کے نبی! پھر عورتوں کا کیا معاملہ ہوگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ان کے قدم کھل جائیں تو وہ کپڑا نیچے لٹکالیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تو ان کو پاؤں چھپانے کی بھی اجازت دی، ٹخنہ چھپانا تو بعد کی بات ہے بلکہ فرمایا کہ قدم بھی چھپائیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے۔ (جمع الوسائل صفحہ 174)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم پیروں کو بھی چھپا سکتی ہو تو چھپاؤ بہتر یہ ہے کہ پیر چادر وغیرہ سے نہ چھپ سکیں تو موزوں کا استعمال کر لیں تاکہ پیر کا اوپری حصہ اور اس کا رنگ وروپ بھی چھپا رہے۔

(فتح الباری جلد 10 صفحہ 251)

اب بتائیے کہ نبی ﷺ تو یہ فرماتے ہیں کہ پیروں کو بھی چھپائیں اور آج ہمارا معاملہ بالکل الٹا ہے۔

### ازاند کپڑا ساتھ رکھنے کی سنت:

نبی ﷺ ایک کپڑا زیادہ بھی ساتھ رکھا کرتے تھے۔ آج کل علماء حضرات، صلحاء حضرات کو دیکھا ہوگا کہ ہاتھ میں ایک رومال ساتھ رکھ لیتے ہیں یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے سر مبارک کے اوپر اکثر کپڑا رکھا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ تیل کا بکثرت استعمال کیا کرتے تھے، تو کپڑے میں ہمیشہ چکنائی محسوس ہوتی تھی۔ تیلی کا کپڑا جیسے ہوتا ہے ویسا ہوتا تھا۔ (شامل صفحہ 9)



اور عمامہ کے نیچے اس لیے رکھا کرتے تھے، تاکہ تیل کی وجہ سے پگڑی یا عمامہ خراب نہ ہو، اور یہ کپڑا بکثرت استعمال کی وجہ سے ہمیشہ چکنارہتا تھا۔ لیکن نبی ﷺ کی خصوصیت یہ تھی کہ حضور پاک ﷺ کا یہ کپڑا میلا بھی نہیں ہوتا تھا اور ان کے کپڑوں میں کبھی جوں بھی نہیں پڑتی تھی اور کوئی برائی اور عیب بھی نہیں آتا تھا، یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(خصائل صفحہ 100)

### پگڑی اور ٹوپی کے اوپر رومال ڈالنا:

کبھی آپ ﷺ ٹوپی اور پگڑی کے اوپر رومال ڈال لیا کرتے تھے دھوپ سے بچاؤ کے لیے۔ اور حدیثِ بھرت میں بھی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس دو پہر کو تشریف لائے تو سر کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپنے ہوئے تھے۔

(زاد المعاد جلد 1 صفحہ 52)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ پر ایک ٹیالے رنگ کا کپڑا تھا جسے آپ ﷺ نے سر پر ڈال رکھا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ چادر کے ایک کونے کو آپ ﷺ سر پر ڈال لیا کرتے تھے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 864)

بہر حال ایک اضافی کپڑا آپ ﷺ کے پاس ہوتا تھا تو اس کو آپ ﷺ مختلف طریقوں سے استعمال کر لیا کرتے تھے، تو ایسے کپڑے کو گرمی اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے سر پر ڈال لینا بھی نبی ﷺ کی سنت ہے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 864)

### یشلوار آپ ﷺ کا خریدنا:

اب اس کے بعد ہم بات کرتے ہیں پاجامہ یا شلوار کی۔ اس کے بارے

میں حدیث میں جو بات ملتی ہے توجہ سے ان باتوں کو سمجھیے! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دن بازار گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا فروش کے پاس گئے، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار درہم میں ایک شلوار (پاجامہ) خریدا۔ بازار والوں کے پاس ایک ترازو تھا جس سے وہ سامان وغیرہ وزن کیا کرتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو کہا کہ دیکھو! ذرا جھکتا تو لا کرو۔ تولنے والے نے کہا کہ یہ ایسا کلام ہے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے کہا کہ تو کیا کہہ رہا ہے، تیرا دین اور دنیا سب برباد ہو جائے گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ تیرے پیغمبر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے ترازو کو چھوڑ دیا اور فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی طرف بوسہ دینے کے لیے جھپٹا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ کو کھینچ لیا اور فرمایا کہ یہ عجمی بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ارے! میں تو تمہاری ہی طرح کا آدمی ہوں، ہاں! تم جھکا کر تو لا کرو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ لے لیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آگے بڑھا کہ میں اٹھالوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب سامان اس کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے ہاں! اگر کمزور ہو، ضعیف ہو تو مسلمان کو اس کی مدد کرنی چاہیے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا (چونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو لنگی باندھتے تھے) کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاجامہ پہنتے ہیں؟ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ خریدا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں بھی، دن میں بھی، سفر میں بھی، حضر میں بھی مجھے ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں دن میں بھی، رات میں بھی، سفر میں بھی، حضر میں بھی ہر حال میں ستر کو چھپاؤں اور شلوار سے





زیادہ میں کسی چیز کو بہتر نہیں سمجھتا کہ ستر کو چھپانے والی ہو۔

(طبرانی مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 125، آداب بیہقی صفحہ 256)

لنگی میں احتیاط بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے اب میرے اور آپ کے لیے تو اتباع سنت کی وجہ سے اگر لنگی پہن لی جائے تو اچھی بات ہے ثواب ملے گا جو بہت بڑی بات ہے، لیکن عام حالات میں ہم لوگوں کے لیے مشکل ہے کہ ہم اتنی احتیاط نہیں کر پائیں گے تو ہمارے لیے شلواری ہی مسنون رہے گی۔

### حدیث سے نکلنے والے مسائل:

اب اس حدیث مبارک کے اوپر ذرا غور کیجیے! ایک تو واقعہ آپ کی نگاہ سے گزر گیا لیکن جو فقہاء ہوتے ہیں وہ ان سے مسائل نکالا کرتے ہیں۔ اب فقہاء نے اس کے اندر سے کئی مسائل نکالے ہیں۔

### پہلی بات:

بازار میں جا کر خرید و فروخت کرنا ناجائز نہیں ہے بلکہ سنت ہے کہ مرد اپنی ضرورت کی چیز لینے جائے، لیکن عورتوں کا بے پردہ جانا بہر حال بہت بڑا گناہ ہے۔

### ”ہم ابھی آتے ہیں“ جھوٹ ہے:

ایک بات یاد آگئی کہ عام طور پر ایک جھوٹ بہت زیادہ (Common) ہے۔ کسی بھی دوکان پر کوئی مرد کسٹمر آئے یا عورت کسٹمر آئے ایک چیز دیکھی پوچھی اور پھر لینے نہیں ہے تو سب ایک جملہ کہتے ہوئے جاتے ہیں ”ہم ابھی آتے ہیں“۔ حالانکہ آنا نہیں ہوتا، لیکن کہتے ہوئے یہ جاسیں گے کہ ہم ابھی آتے ہیں۔ دوکاندار کو بھی پتا ہے کہ

یہ جو اس نے کہا ہے کہ ہم ابھی آتے ہیں، اس نے آنا کوئی نہیں۔ بتا دونوں کو ہے، اندازہ دونوں کو ہے لیکن جھوٹ، جھوٹ ہماری گھٹی میں پڑا ہوا ہے اس بچنا ضروری ہے۔ بہر حال بازار میں جانا اپنی ضرورت کی چیزیں لینے مسنون طریقے سے تو گناہ نہیں ہے، بلکہ انبیاء ﷺ تو جایا کرتے تھے اور کفار کو یہی تو اشکال ہوتا تھا کہ قرآن کے اندر بھی آتا ہے کہ کیسے رسول ہیں جو سامان لینے بازار جاتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

### دوسری بات:

فرمایا کہ جھکتا تولنا بہتر ہے اور باعث برکت ہے۔ اب جتنے لوگ کاروبار کرتے ہیں اگر یہ تھوڑا سا جھکتا تول لیں تو ان کے یہاں برکت ہی برکت ہو جائے گی۔ جو ڈنڈیاں مارتے ہیں وزن میں اور دوسری چیزوں میں تو اللہ تعالیٰ برکت کو اٹھا لیتے ہیں۔

### تیسری بات:

ہاتھ کو بوسہ دینا، یہ پسندیدہ چیز نہیں فرمائی گئی، ہاں اگر کوئی فرط محبت میں کر لے جذبات میں آکر تو اور بات ہے لیکن عام طور سے اس کو منع فرمایا گیا۔

### چوتھی بات:

اگر کوئی دست بوسی کرنا چاہے، چومنا چاہے تو ہاتھ کو پیش کر کے عملاً ترغیب نہ دے۔ اس بڑے کو چاہیے اگر وہ کوئی شیخ ہے، کوئی عالم ہے تو وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لے اس میں اُس کے لیے تواضع ہے۔

### پانچویں بات:

چھوٹوں کو چاہیے کہ بڑوں کی خدمت کے لیے خود پیش قدمی کریں، نہ کہ ان کے حکم کا



انتظار کریں۔

### چھٹی بات:

بڑوں کو چاہیے کہ حتی الامکان اپنا کام خود کریں۔

### ساتویں بات:

سامان والے کو اپنا بوجھ خود اٹھانا چاہیے۔

### آٹھویں بات:

کہ کمزور کی مدد کرنی چاہیے۔

### نویں بات:

بڑوں سے علمی سوال کرنے میں جھجکنا نہیں چاہیے اور نبی کریم ﷺ کا عام طور پر تہبند، لنگی کا معمول تھا اور انہوں نے خرید لی شلوار، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ نے شلوار کیوں خریدی؟ تو علمی سوال پوچھنے میں علم کے حصول کے لیے، ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے، اچھے طریقے سے پوچھنے میں جھجکنا نہیں چاہیے۔

### دسویں بات:

حسب موقع نصیحت سے گریز نہیں کرنا چاہیے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال پوچھا تو نبی کریم ﷺ اگر صاف اتنا فرمادیتے کہ بھی! پہننے کے لیے لی ہے تو بات تو یہی تھی اور ٹھیک تھی لیکن بات کو تفصیل سے سمجھایا کہ مجھے اللہ نے دن میں، رات میں، سفر

میں، حضر میں ستر کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اور یہ تہبند سے زیادہ ستر چھپانے والی ہے۔

### آپ ﷺ کا پاجامہ خریدنا:

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ہم منیٰ میں تھے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ہم سے پاجامہ خریدا۔ (آداب بیہقی صفحہ 357)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے پاجامہ پہنا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے حکم سے پاجامہ پہنتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس دن شہید کیے گئے اس دن پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ گو آپ ﷺ سے پہننا ثابت نہ بھی ہو مگر پہننے کے ارادہ سے خریدنا تو ثابت ہے۔ (زاد المعاد جلد 1 صفحہ 151)

اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پاجامہ تھا حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ وصال کے بعد ترکہ میں بھی تھا۔

### انبیاء علیہم السلام کا پاجامہ پہننا:

پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور شلووار پہننا انبیاء علیہم السلام کی بھی سنت رہی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے پاجامہ پہنا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور آگے فرمایا کہ اس ہی پاجامہ یا شلووار کی برکت سے قیامت کے دن انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ (عمدة القاری جلد 21 صفحہ 306)

کتنی خوب صورت بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور نبی ﷺ نے خریدی بھی اور پسند بھی فرمایا اور اس کی تعریف بھی فرمائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی پہنتے تھے۔ اور قرآن مجید کو دیکھیے!



قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(النساء: 125)

وَاتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

نبی علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کیجیے! ملتِ ابراہیمی کی اتباع کیجیے تو ہمیں بھی حکم دیا گیا تو حکم ربی بھی موجود ہے پاجامہ کے بارے میں، لہذا پاجامہ خلافِ سنت نہیں ہے۔ اور یہ منیٰ کے میدان میں خریدنا تو صحیح حدیث سے ثابت ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب انسان خریدتا ہے تو پہننے کے لیے ہی خریدتا ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شلوار پہننا مستحب قرار دیا ہے۔ (جلد 21 صفحہ 306)

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پاجامہ پہننا:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی پاجامہ پہنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے شرفِ گفتگو سے نوازا گیا، یعنی جس دن اللہ سے ہم کلامی ہوئی اس دن وہ صوف کی چادر اور صوف کی ٹوپی اور صوف کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور جو وہ جوتا پہنے ہوئے تھے وہ دباغت شدہ (یعنی ایسی کھال جسے پاک کیا گیا ہو۔) کھال سے بنا ہوا تھا۔

(عمدة جلد 2 صفحہ 307)

### عورتوں کے لیے تنگ لباس کی ممانعت:

کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پاجامہ یعنی شلوار پہنو، یہ تمہارے لباس میں سب سے زیادہ ستر کے لائق ہے اور عورتوں کو بھی پہناؤ جب وہ باہر نکلیں۔

(کنز العمال جلد 19 صفحہ 217)



یعنی انہیں ٹراؤ زرنہ پہناؤ۔ ایسی تنگ شلواری نہ پہناؤ جس کو پہن کے یہ نہ پتا چلے کہ سی کے پہنا ہے یا پہن کے سیا ہے۔ اتنی تنگ شلواری شریعت کے اندر اس کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، ہمیں حیا اور پاکدامنی کی توفیق عطا فرمائے۔ تو روایت میں ہے کہ پاجامہ پہنو، یہ تمہارے لباس میں سب سے زیادہ ستر کے لائق ہے، عورتوں کو بھی پہناؤ۔ اور ستر کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ لنگی میں ذرا سی بے احتیاطی سے ستر کھل جاتا ہے، بیٹھنے، لیٹنے میں بے ستری کا اندیشہ رہتا ہے، خصوصاً رات کو سونے میں تو زیادہ مسئلہ ہوتا ہے اس لیے پاجامہ ہی ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ آج کل ہمارے دور میں ان حالات میں تو شلواری ہی ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

### ﴿آپ ﷺ کو پاجامے کا ہدیہ:﴾

ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ نے آپ ﷺ کو پاجامہ ہدیہ کیا۔ بریدہ بن حصیب سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شاہ حبشہ نجاشی نے حضور اقدس ﷺ کو قمیص، پاجامہ، موزہ اور چادر ہدیہ میں بھیجے تھے۔ (ابن حبان، جمع الوسائل صفحہ 127)

### ﴿شرعی مسئلہ:﴾

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ جس وقت یہ ہدیہ بھیجا گیا تھا، نجاشی نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کا ہدیہ لینا اور استعمال کرنا بھی جائز ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ خلاف شرع کوئی چیز نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ لباس کا بیان ان شاء اللہ آگے چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور وہ لباس پہننے کی توفیق عطا فرمائے جو نبی کریم ﷺ اور

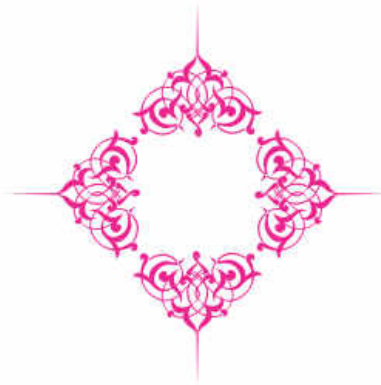


صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پسندیدہ لباس تھا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرمائیں۔

### حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے صاحبزادے کا لباس:

پچھلی بار بھی عرض کیا اس بار بھی عرض کرتا ہوں کہ ترکی کے اندر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کا لباس وہاں آج بھی (Display) ڈسپلے کیا ہوا ہے۔ الحمد للہ! بہت کھلا اور اس کے اندر بے ستری کا کوئی امکان ہی نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہی جیسے لباس کو پہننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





## اللہ کے مقبول بندوں کا لباس

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. أَمَّا بَعْدُ:

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

(وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ) (الاعراف: 26)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكْ وَسَلِّمْ

### بہترین لباس:

لباس کے بارے میں بات چل رہی تھی، تو لباس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آسمان سے نازل کیا تاکہ ہم اس سے زینت حاصل کریں۔ اور بہترین لباس حیا اور پاکدامنی



اور تقویٰ کا لباس ہے۔

### اللہ کی رضا و ناراضگی جاننے کا آسان طریقہ:

کل مجھے کسی کا فون آیا تو وہ کہنے لگے کہ اللہ مجھ سے دور ہو گئے ہیں۔ پہلے ذکر میں مزہ آتا تھا، اب اللہ کو یاد کرنے میں مزہ نہیں آتا اور اب بیماریاں بھی ہو گئی ہیں۔ یعنی لوگ ادھر ادھر کی باتوں کو اللہ کے قرب اور دوری کا ذریعہ سمجھتے ہیں، مگر اس عاجز کے نزدیک جو اس نے اپنے بڑوں سے سیکھا ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی رضا کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی زندگی کتنی سنت کے مطابق ہے۔ اگر ہماری زندگی سنت کے مطابق گزر رہی ہے تو اللہ راضی ہیں اور اگر ہماری زندگی سنت کے خلاف گزر رہی ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ناراض ہیں۔ کیونکہ حضور پاک ﷺ کی اتباع کی توفیق اللہ اسی کو دیں گے جس سے اللہ راضی ہوں۔

### نبی ﷺ کا ایک معجزہ:

ایک گدھے کی بات یاد آگئی کہ نبی ﷺ کے پاس دو گدھے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام یعضو تھا۔ اس گدھے کا قصہ بھی بہت عجیب ہے کہ جب آقا ﷺ خیبر تشریف لے گئے اور مال غنیمت تقسیم کرنے لگے تو گھوڑے، گدھے اور اس طرح کی دوسری چیزوں کو بھی تقسیم فرما رہے تھے، کہ ایک گدھا از خود آگے بڑھا اور آقا ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ آخری رسول ﷺ ہیں اور میں اپنی نسل کا آخری گدھا ہوں۔ اور میری اوپر والی نسلوں پر انبیاء کرام ﷺ نے سواری کی ہے۔ آپ ﷺ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ ﷺ مجھے اپنے لیے قبول فرمائیں۔ اس گدھے کی بات پر

آقا ﷺ نے اس کو اپنی سواری کے لیے قبول فرمایا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ اللہ کی شان! کہ اس گدھے سے نبی ﷺ کا ایسا تعلق تھا۔ اور وہ گدھا اتنا سمجھدار تھا کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی کو بلانا ہوتا، مثال کے طور پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلانا ہوتا، یا عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کو بلانا ہوتا اور کوئی انسان سامنے نہ ہوتا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود نہ ہوتے تو نبی ﷺ اس گدھے کو فرما دیتے کہ جاؤ! فلاں کو بلا کے لے آؤ۔ تو وہ گدھا دوڑتا ہوا جاتا اور جس کو بلایا ہوتا، وہاں جا کر اپنا سمارتا یا مختلف طریقوں سے دروازہ کھٹکھٹاتا، وہ صحابی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لاتے اور نبی ﷺ کے گدھے کو دیکھتے تو فوراً آقا ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاتے کہ آقا کی طرف سے پیغام آیا ہے۔ اس گدھے کو نبی ﷺ سے ایسی محبت تھی جو بیان سے باہر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

جس دن نبی پاک ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے تھے، تو وہ گدھے کو بھی پتا چل گیا کہ نبی ﷺ اب دنیا میں نہیں رہے۔ تو وہ گدھا چیخنے، چلانے لگا۔ مدینہ کی گلیوں میں بے چین دوڑنے لگا۔ وہ گدھا چیختا رہا، چیختا رہا اور دوڑتے ہوئے کنویں کے اندر گر گیا یا چھلانگ لگا دی۔ کنویں کے اندر پانی تھا، جس میں وہ گدھا ڈوب کر مر گیا۔

اب ایک گدھے کو نبی ﷺ سے اتنی محبت اور اتنا تعلق ہو، ہم تو پھر انسان ہیں، کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ ہمیں تو بدرجہ اولیٰ نبی ﷺ سے اور ان کی سنتوں سے محبت ہونی چاہیے۔ تو لباس کے بارے میں ہم تہبہ تک پہنچے تھے کہ لباس کی شبیہ کیسی ہونی چاہیے۔

## مشابہت کا مفہوم:

تہبہ کسے کہتے ہیں؟ اپنی ہیئت اور وضع کو تبدیل کر کے دوسری قوم کی وضع اور ہیئت کو اختیار کیا جائے۔ کافروں کی معاشرت، ان کا لباس اور ان کا طرز زندگی اختیار کرنا اصل





میں یہ ان کی برتری کو تسلیم کرنا ہے۔

اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ دعویٰ ایمان کا، اللہ اور اس کے نبی ﷺ سے محبت کا، اور لباس کافروں کا۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے

### فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دور بینی:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر بڑی دور تک جاتی تھی، بہت گہری تھی۔ جب ان کے دور خلافت میں مملکت اسلامیہ بہت پھیل گئی، تو ان کو خطرہ ہوا کہ عجمی لوگ (جو کہ غیر عربی ہیں) ان لوگوں کے ساتھ میل جول ہوگا، تو ان لوگوں کا رہن سہن اور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ہے۔ تو اس کے متعلق انہوں نے کفار کو الگ نصیحتیں فرمائی اور ایمان والوں کے لیے الگ حکم جاری فرمایا۔ مسلمانوں کو یہ تاکید کی کہ تم غیروں کی مشابہت ہرگز اختیار نہ کرنا۔ اور دوسری طرف غیروں کو کہا کہ وہ اپنے طور طریقے پر ہی رہیں وہ اسلام والوں کی وضع قطع اختیار نہ کریں۔

### ہمیں کیسا لباس اختیار کرنا چاہیے؟

چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فارس (ایران) میں مسلمانوں کو حکم بھیجا کہ وہ مشرکین اور کافروں کے لباس سے دور رہیں۔ اور الفاظ یوں ادا فرمائے۔ اما بعد!

”اے مسلمانو! ازار اور چادر کا استعمال کرو۔ جوتے پہنو۔ اور اپنے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لباس کو لازم پکڑو۔ جمیوں کے لباس یعنی غیروں کے لباس، ان کے وضع قطع اور ان کے طرز سے دور رہو۔ موٹے کھر درے اور پرانے کپڑے استعمال کرو

یعنی عاجزی اختیار کرو۔ تو اس طرح کے فرمان انہوں نے دونوں طرف بھیجے، تو معلوم یہ ہوا کہ ہمیں وہی لباس اختیار کرنا ہے جو رسول پاک ﷺ کا لباس ہے۔  
(شائل کبریٰ جلد اول صفحہ 198)

## پاجامے کا بیان:

پاجامہ پہننا سنت ہے۔ اگر عورتیں پہنیں تو نبی ﷺ کی طرف سے وہ دعائے رحمت میں شامل ہوتی ہیں۔

## آپ ﷺ کی پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لیے دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارش کے دنوں میں بقیع غرقہ (جنت البقیع) کے مقام پر موجود تھا۔ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں گدھے پر سوار ایک عورت گزری، جس کے اوپر کچھ بوجھ بھی تھا۔ جب وہ نشیبی جگہ پر پہنچی تو بارش کی وجہ سے وہاں پھسلن تھی، لہذا وہ عورت گر گئی، جب وہ گری تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا کہ کہیں بے پردہ نہ ہو گئی ہو۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ عورت پاجامہ پہنے ہوئے ہے (کیونکہ اس زمانہ کی بعض عورتیں لنگی بھی پہن لیا کرتیں تھیں) تو یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”یا اللہ میری امت کی ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں بخش دیں۔ (مغفرت فرما) پھر فرمایا: اے لوگو! شلوار (پاجامہ) کا زیادہ استعمال کرو۔ یہ تمہارے کپڑوں میں زیادہ پردہ کی چیز ہے، اور اپنی عورتوں کو جب وہ باہر نکلا کریں، تو ان کو پاجامہ پہننے کی ترغیب دو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی۔

(بزار، آداب بیہقی صفحہ 378، مجمع کنز)



## ﴿ممنوع لباس﴾:

اب جو عورتیں پتلون پہن لیں تو اس کو علمائے منع فرمایا ہے یا اور کوئی آڑھا ترچھا پاجامہ پہن لیں تو (جن کی عقلیں آڑھی ہوتی ہیں، وہ پاجامہ بھی آڑھا پہنتی ہیں) اس کی بھی شریعت کے اندر کوئی گنجائش نہیں۔ ایسا سادہ پاجامہ پہننا چاہیے جو باریک بھی نہ ہو، اور انسان کے پردے کے کام بھی آئے۔ تو اس کے پہننے والے کے لیے نبی ﷺ کی دعائے رحمت ہے۔ اب جو خواتین ٹراؤزر پہن لیتی ہیں یا کچھ اور غیر شرعی چیزیں پہن لیتی ہیں، جو فیشن کے مطابق تو ہوں، مگر سادگی سے دور ہوں تو وہ خواتین بھی نبی ﷺ کی دعاؤں سے دور ہو جاتی ہیں۔ تو اب نبی ﷺ نے جس کی ترغیب بھی دی ہو کہ اس میں ستر پوشی بھی ہے اور رحمت بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ماحول بھی ایسا ہو جہاں نبی ﷺ کی سنتیں مٹ رہی ہوں، تو اب کوئی سنت کی وجہ سے پاجامہ پہنے گی، تو سو شہیدوں کے ثواب کی حقدار ہوگی۔ اور یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

## ﴿عورتوں کا مسنون لباس کیا ہے؟﴾

عورتوں کے مسنون لباس کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان کا لباس موٹا ہو، جس سے ان کا بدن، ان کا رنگ ظاہر نہ ہو، بال بھی نظر نہ آئیں اور ڈھیلا ڈھالا ہو چست بھی نہ ہو کہ بدن کے جو ابھار ہیں وہ بھی ظاہر ہو رہے ہوں۔ اور مردوں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو، غیروں کے لباس کے مطابق بھی نہ ہو۔ ”تشبہ بالکفار“ سخت منع ہے۔

اور آج ہماری خواتین ٹی وی دیکھ کر بازار جاتی ہیں کہ فلاں فلم میں فلاں ایکٹریس (فاحشہ عورت) نے جو لباس بنایا تھا، میرے لیے بھی ویسا ہی لباس ہونا چاہیے۔ یہ بات نبی ﷺ سے کتنی دوری کی بات ہے۔

## باریک لباس کا حکم:

اور باریک لباس کے بارے امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ آقا ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو انہوں نے باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ تو نبی علیہ السلام نے بے رخی برتی۔ (آنے والے کا تو اکرام کیا جاتا ہے مگر نبی علیہ السلام نے بے رخی برتی)۔ اور فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے، تو اس کا جسم ایسا نہ ہو کہ وہ نظر آئے۔ تو اس سے پتا چلا کہ بالغ عورتوں کے لیے باریک لباس پہننا حرام ہے۔

## آپ ﷺ کا باریک لباس بارے حکم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک لباس کا جوڑا آیا اور ساتھ میں شامی کپڑا بھی تھا۔ جوڑا تو آپ ﷺ نے مجھے دے دیا۔ اور شامی کپڑا جو کہ بہت (باریک تھا) وہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب میں جوڑے میں ملبوس ہو کر گیا، تو آپ ﷺ نے حضرت اُسامہ سے پوچھا اے اُسامہ! آپ بتائیں کہ آپ نے اس کپڑے کا کیا کیا؟ تو حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنا دیا۔ تو رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہو کہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا لگا لے، تاکہ اس کا حجم و ہیئت، وضع، قطع جسم کے اعضا ظاہر نہ ہوں۔ (مسند احمد، مجمع جلد 5 صفحہ 264)

تو اس سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی باریک کپڑا ہو، تو نیچے استر لگانا ضروری ہے۔

## امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا باریک دوپٹہ پھاڑ دینا:

آج کل دوپٹے تو ان خواتین کو منوں بھاری محسوس ہوتا ہے۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی



والدہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ تو انہوں نے باریک دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔ (جائزہ لیجیے! یہاں عورت، عورت کے پاس آئی ہے۔ یہاں (Mix Gadthring) اور کو ایجوکیشن (CoEducation) کی بات نہیں ہو رہی، بلکہ ایک عورت، عورت کے پاس آئی ہے۔ وہ عورت تھی بھی صحابیہ رضی اللہ عنہا اور آئیں بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دوپٹہ لیا اور اس کو پھاڑ ڈالا۔ انہیں گاڑھا اور دبیز کپڑا پہنا دیا۔  
(موطا امام مالک، مشکوٰۃ صفحہ 377)

### باریک کپڑے میں احتیاط:

حضرت دحیہ قلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قبلی کپڑا آیا (جو باریک بھی تھا اور سفید بھی تھا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کپڑا مجھے دے دیا اور فرمایا: اس کے دو ٹکڑے کر لو ایک کی اپنی قمیض بنا لو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو تاکہ وہ اس کا دوپٹہ بنا لے جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس ہدیہ کو لے کر جانے لگے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دحیہ! اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگا لے تاکہ بدن نظر نہ آئے۔  
(مشکوٰۃ صفحہ 376)

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ تو یہ ہے۔

### مہاجر صحابیات رضی اللہ عنہن کے دوپٹے:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بالکل ابتداء کی مہاجرین عورتوں کے بارے میں فرمایا: اللہ ان پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ (النور: 31)



توان عورتوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کاٹ کر دوپٹے بنا لیے۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 700)

پہلے عرب کے اندر عام باریک دوپٹے بھی استعمال ہو جایا کرتا تھا مگر حکم ربی آ گیا تو انہوں نے اپنی چادروں کو چھاڑ ڈالا اور اپنے دوپٹوں کو موٹا کر لیا۔ ذرا سی بھی پس و پیش سے کام نہیں لیا جو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے حکم دیا اس کو فوراً پورا کر دیا۔

### ازمانہ جاہلیت اور آج کے فیشن:

ایام جاہلیت میں صرف سر پر دوپٹہ ہوا کرتا تھا۔ سامنے کی گردن اور سینہ وغیرہ ڈھکا نہیں ہوتا تھا۔ مگر اللہ کا حکم آتے ہی صحابیات رضی اللہ عنہن نے پورے جسم کو بڑی چادر سے ڈھکنا شروع کر دیا۔ آج نت نئے فیشن اپنانا اور اہل یورپ کی اندھا دھند تقلید کرتے ہوئے اپنے جسم کو ظاہر کرنا تہذیب بن گیا ہے۔ مگر افسوس نبی علیہ السلام کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ آج ہم اللہ رب العزت کی نظر سے کیوں گر گئے ہیں؟ اس لیے کہ ہم نے نبی علیہ السلام کی سنتوں کو اپنی نظر سے گرا دیا ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت کے نزدیک سنتوں کی بڑی قیمت ہے۔

### رسنت کی اہمیت بارے عمدہ مثال:

اب چونکہ لباس کی بات چل رہی ہے تو لباس کے متعلق اللہ ایک بات دل میں ڈال رہے ہیں کہ اگر ہم کوئی کپڑا پہنیں اور اس کپڑے کا کوئی ایک دھاگہ نکل جائے تو ہم لوگوں کے سامنے جانا پسند نہیں کرتے۔ ایک دھاگے کے نکلنے سے کپڑے کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ تو میرے بھائیو! کیا آقا ﷺ کی سنت کی قیمت ایک دھاگے سے بھی کم ہے؟ نہیں نہیں! بلکہ اللہ کے دربار میں سنت کی بہت بڑی قیمت ہے۔ جس انسان کی زندگی سے ایک سنت نکل گئی اس کا درجہ اللہ کی نظر سے گرتا چلا جاتا ہے۔ جتنی سنتیں نکلتی



چلی جائیں گی۔ تو یوں سمجھیں گویا قمیض سے دھاگے نکلتے جا رہے ہیں۔ اللہ کے نزدیک قیمت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

### ۱۔ جنہی لوگوں کے دو گروہ:

باریک لباس والوں کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخی لوگوں کے دو گروہ میری امت میں ظاہر ہوں گے جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا (بعد میں ظاہر ہوں گے)۔ ان میں ایک جماعت تو ایسی ہوگی کہ جن کے پاس بیلوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے، جس سے وہ لوگوں کو ظلماً ماریں گے اور دوسری جماعت ان عورتوں کی ہوگی جو (ظاہر میں تو) کپڑے پہنتی ہوں گی مگر اصل میں تنگی ہوں گی۔ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سراونٹ کے کوہانوں کی طرح اونچے ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو تو پانچ سو میل دور کی مسافت سے آرہی ہوگی۔ (مشکوٰۃ، مسلم صفحہ 205)

یعنی باریک کپڑا پہننے والی عورتوں کے بارے میں بتایا کہ جنت میں داخلہ تو بڑی دور کی بات ہے، یہ تو جنت کے قریب بھی نہیں ہو سکیں گی۔ کپڑے پہننے کے باوجود تنگی ہوں گی۔

### ۲۔ حدیث کی وضاحت:

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

① وہ کپڑا اتنا باریک ہوگا کہ جسم نظر آ رہا ہوگا۔

② وہ کپڑا اتنا ٹائٹ اور چست ہوگا کہ جسم کے ابھار نظر آرہے ہوں گے۔

اسی طرح فراک، جاگتھیہ، آڑا پاجامہ، ساڑھی اور اس طرح کی تمام چیزیں جو نبی ﷺ کے طریقے کے خلاف ہوں وہ اس میں شامل ہیں۔  
تو مائل کرنے والی ہوں گی اور مائل ہونے والی ہوں گی۔

اس کا مطلب ہے کہ عورتیں فیشن کر کر کے، اپنے آپ کو اس نیت اور ارادے سے تیار کریں گی کہ لوگ ہمیں دیکھیں اور خوش ہوں۔ اور خود بھی مائل ہوں گی، یعنی خود زنا کریں گی اور زنا کی دعوت دیں گی۔ اور ان کے سر اُونٹ کی کوبانوں کی طرح اونچے ہوں گے۔ یعنی فیشن کے طور پر بال اونچے اونچے بنائے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں یہ عورتیں سر ہلا ہلا کر فیشن سے منگتے ہوئے کیٹ واک (Catwalk) کریں گی۔ اور یہ ساری باتیں جس وقت نبی ﷺ نے ارشاد فرمائیں اس وقت یہ فتنے ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ مگر میں اور آپ اس زمانے میں ان فتنوں کو ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

## رانا جائز زیب و زینت:

آج جس فیشن پر ناز ہو رہا ہے وہ تو ہماری ماؤں بہنوں کو جہنم کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ان عورتوں کا پیٹ بھی کھلا، پیٹھ بھی کھلی، پنڈلیاں بھی اور ایسی عریانی سے مردوں کو لہایا جا رہا ہے گویا زنا کی دعوت دی جا رہی ہے۔ ان عورتوں کو اس وقت معلوم ہوگا جب دنیا سے جانا ہوگا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم چند دنوں کی زندگی کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم مول لے رہے ہیں۔ اللہ ہمیں اس سے بچا کے رکھیں۔ گھر کے اندر رہتے ہوئے شوہر کے لیے زیب و زینت اختیار کرنے کی اسلام میں اجازت ہے۔ مگر نامحرم



کے لیے تیار ہونے کی شریعت کوئی اجازت نہیں دیتی۔

### ریشمی لباس:

ریشمی لباس کے متعلق بھی احادیث میں تفصیلات آئی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ریشمی لباس نہ پہننا جو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت کے ریشمی لباس سے محروم ہو جائے گا۔  
(شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 201)

جنت میں مردوں کو سبز ریشمی لباس پہنائے جائیں گے مگر ان مردوں کو جنہوں نے دنیا میں سادہ لباس پہنے ہوں گے۔ اللہ ان کو یہ لباس عطا فرمائیں گے۔

### مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا لیے ہوئے ہیں اور بائیں ہاتھ میں سونا لیے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی جلد 3 صفحہ 96)

### ہلاکت و بربادی کے پانچ اسباب:

اس حدیث پاک کو بہت غور سے پڑھیں گے تو بہت فائدہ ہوگا اور پھر موجودہ حالات کے تناظر میں بھی دیکھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی (یعنی ان کا ارتکاب کرنے لگے گی) تو ہلاکت اور بربادی ان کا مقدر بن جائے گی۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔

① جب لوگ ایک دوسرے پر لعنت کیا کریں گے۔  
 آج شوہر کو دیکھو وہ بیوی پہ لعنت کر رہا ہے۔ اور بیوی کو دیکھو تو وہ شوہر پر لعنت کر رہی ہے۔ بھائی بھائی پر لعنت کر رہا ہے۔ رشتے دار اپنے رشتے دار پر لعنت کر رہا ہے یعنی لعنت عام ہو رہی ہے۔ تو نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب یہ عمل ہوگا، تو تباہی مقدر بن جائے گی۔

② جب شراب عام ہو جائے گی۔

میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ ایک نوجوان آیا اور توبہ تائب ہوا تو کہنے لگا: میں ایک جگہ Job کرتا ہوں تو وہاں 35 قسم کے مختلف ناموں سے الکوحل والی چیزیں دستیاب ہیں۔ وہاں نوجوان آتے ہیں اور شراب لے کر جاتے ہیں۔ وہاں واضح طور پر شراب کا نام نہیں لکھا ہوا، مگر اندر شراب پائی جاتی ہے۔

③ ریشمی لباس عام ہو جائیں گے۔ (مرد پہنیں گے)

④ گانے والی باندیاں اختیار کی جائیں گی۔

⑤ مرد اور عورت اپنے آپ کو کافی سمجھنے لگیں گے یعنی مرد اور عورت کے نزدیک شادی کی اہمیت گرتی چلی جائے گی۔

بد قسمتی سے یہ پانچوں چیزیں آج اس امت میں نظر آرہی ہیں۔ بے حیائی پھیل چکی

ہے۔ (شائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 202)

## ریشمی کپڑے کا حکم:

مکس ریشمی لباس وہ ہوتا ہے جس میں ریشم کم ہو اور باقی قسم کا کپڑا زیادہ ہو، تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو استعمال بھی فرمایا ہے۔





حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریشمی کپڑے جس میں ریشم کی مقدار زیادہ ہے اس کو نہ پہنو۔ باقی اگر مقدار کم ہو تو جائز ہے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ 377)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے ایسی چادر پہنی ہوئی تھی جس کا کنارہ (Border) ریشمی تھا۔ تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اللہ جس پر انعام فرمائے (یعنی مال عطا فرمائے) تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر نعمت کا اثر بھی دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ 377)

اب بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قسم کا ریشمی لباس استعمال فرماتے تھے جس کا کنارہ (Border) ریشمی سا ہوتا تھا اور باقی چادر سادہ ہوا کرتی تھی۔

## لباس کے متعلق چند مسائل:

مردوں کے لیے ناف سے گھٹنوں تک چھپانا ضروری ہے۔ ناف کو بھی چھپانا ہے اور گھٹنا بھی چھپانا ہے۔ اتنا ستر چھپانا مرد پر ضروری ہے۔ اس سے کم کی کوئی گنجائش نہیں۔ سوئمنگ (Swimming) اگر کرنی ہے، تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جدہ کے سمندر میں (Swimming) کی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ (Swimming) کی اجازت ہے مگر (Costume) سنت کے مطابق ہو۔ یعنی کپڑے ڈھیلے ہوں ٹائٹ نہ ہوں ناف بھی ڈھکی ہوئی ہو اور گھٹنا بھی ڈھکا ہوا ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی بھی کھیل ہو شریعت کھیلنے کی اجازت دیتی ہے مگر شرط ہے کہ نماز قضا نہ ہو اور شریعت کا کوئی حکم نہ ٹوٹے۔

② لباس کی اتنی مقدار پہننا جس سے انسان اپنے آپ کو موسم کی سختیوں (سردی

گرمی سے بچا سکے) اتنا لباس پہننا بھی واجب ہے۔

3 اگر لباس کو انسان اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنے اور اپنے رب کی دی ہوئی نعمت کا اظہار کرنے لیے پہننے تو یہ لباس پہننا عبادت ہو جائے گا۔

4 اگر کسی نے لباس اپنی بڑائی اور فخر جتانے کے لیے پہنا، کہ میں تو فلاں برینڈ کا سوٹ پہنتا ہوں۔ مثال کے طور پر میں (Chairman) کا لٹھا پہنتا ہوں اور یہ اس لیے بتائے کہ اس سے میری بڑائی ظاہر ہو یہ تو لباس پہننا بھی گناہ میں شمار ہو جائے گا۔

5 اس کے علاوہ بندے کا اتنا کم تر لباس پہننا کہ گنجائش اچھے کی ہو مگر انسان کم تر، پھٹا پرانا لباس پہننے تو شریعت میں اس کو بھی منع کیا گیا ہے۔

6 اگر تواضع کے لیے سادہ لباس پہننا تو یہ اچھی ہے۔ یعنی بندہ خوشحال ہو، اچھے لباس پہننے پر قدرت رکھتا ہو مگر پھر بھی سادہ لباس پہننے تو اس بات کو پسند کیا گیا۔

7 اسی طرح پینٹ، ہاف نیکر، جاکیہ اور ہر وہ چیز جو مردوں کے گھٹنوں کو ننگا کر دے، مرد کے لیے اس کے استعمال کو ناجائز قرار دے دیا گیا۔

8 ثانی کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ عیسائیوں کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکانے کی یادگار کے طور پر لگائی جاتی ہے اس لیے اس کا استعمال علماء نے منع فرمایا ہے۔

9 مردوں کے لیے ٹخنے کا ننگا ہونا ہر حال ہر وقت میں ضروری ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک اس شخص کو قیامت کے دن محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے جس نے ٹخنے تکبیر کی وجہ سے ڈھکے ہوں گے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 373)

10 عورتوں کے لیے ساڑھی لہنگا پہننا جو کہ غیروں کا لباس ہو اور بے پردگی کا باعث ہے اس کا پہننا جائز نہیں ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہر وہ لباس جس سے کوئی کفار



کی مشابہت ہو اور دل میں خواہش ہو کہ میں ان جیسا نظر آؤں، تو یہ نیت اس لباس کو حرام تک لے جائے گی۔ ہاں وہ لباس جس میں نیت تو یہ نہیں ہے کہ میں کفار جیسا نظر آؤں مگر ان کی طرح کا لباس ہے، تو یہ لباس پہننا حرام نہیں ہے مگر بہتر یہی ہے کہ نبی علیہ السلام کی طرح کا لباس پہنا جائے۔

11 ایسے کلر پرنٹ، ڈیزائن وغیرہ جو عورتوں کے لیے معروف سمجھے جاتے ہوں، تو اس طرح کا لباس چیزیں مردوں کے لیے پہننا منع اور گناہ ہے۔

12 اسی طرح جو چیزیں مردوں کے لباس کے طور پر معروف ہیں، ان کا عورتوں کو پہننا منع ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ ایک خاتون امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزری جو جو تیاں مردوں جیسی پہنتی تھی تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں والا سامان استعمال کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 383)

عورت ہو تو مکمل عورت کے لباس میں ہو اور مرد ہو تو مکمل مرد کے لباس میں ہو۔

13 عورت کی قمیض کا آگے یا پیچھے سے اتنا کھلا گلا ہونا کہ جسم نظر آئے تو اس سے بھی منع کیا گیا۔

14 جمعے والے دن، عیدین اہم تقریبات یا دعوت کے موقعہ پر عمدہ لباس پہننا مسنون ہے۔ (شائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 203)

## انیا کپڑا پہننے کی دعا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا پڑھی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أَوَارَى بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپ لوں، اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کروں۔“

پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کہ جو نیا کپڑا پہننے وقت یہ دعا کر لے اور پرانا کپڑا صدقہ کر دے، تو وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ (خواہ وہ زندہ رہے یا انتقال کر جائے)۔ (مشکوٰۃ صفحہ 377)

یعنی اگر انسان نیا کپڑا پہن کر اللہ کا شکر ادا کرے اور پرانا صدقہ کر دے، تو وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔

### لباس پہنانے پر عظیم ثواب:

کسی کو کپڑا پہنانا بڑا عظیم ثواب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس مسلمان نے دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنایا، تو پہنانے والا اس وقت تک اللہ کی حفاظت میں رہے، گا جب تک دوسرے بندے کے پاس اس لباس کا چھتھڑا بھی باقی رہے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 117، شعب الایمان صفحہ 172)

### رجنتی نعمتوں کا حقدار:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان ضرورت مند کو کپڑا پہنایا، اللہ رب العزت اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے۔ اور جو کسی مسلمان بھوکے کو کھانا کھلائے اللہ پاک اس کو جنت کی خالص شراب پلائیں گے۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 117)



## ﴿مومن کو خوش کرنے والے تین اعمال﴾:

ایک حدیث میں ایسے تین اعمال بیان کیے گئے ہیں جنہیں بہترین اعمال شمار کیا گیا ہے فرمایا: کسی مومن کو خوش کرنا یہ ہے کہ تم اسے کپڑا پہنا دو یا بھوک کی حالت میں کھانا کھلا دو یا اس کی ضرورت کو پورا کر دو۔ یہ افضل الاعمال ہیں۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 117)

## ﴿نیا کپڑا پہننے کا بہترین وقت﴾:

انسان کو چاہیے کہ جب وہ نیا کپڑا بنائے یا خریدے، تو کوشش کرے کہ اس کی ابتدا جمعے کے دن سے کرے۔ مثال کے طور پر منگل کو سل کر آ گیا تو اس دن نہ پہنے بلکہ دو تین دن انتظار کر کے جمعے والے دن اس کپڑے کو پہنے۔

## ﴿اگلے پچھلے گناہ معاف﴾:

اس کے علاوہ ایک کام اور کر لے۔ اس سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا کر لے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقْنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری کسی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے عطا فرمایا۔“

تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(ترغیب صفحہ 93، ابن سنی 239، حصن حصین)

یہ کتنی چھوٹی دعا ہے مگر دیکھ لیجیے کہ اتنی مختصر دعا اور شکر سے اللہ پاک بندے کے گناہ



معاف کر دیتے ہیں۔ انسان جب کپڑے بدلتا ہے تو کپڑے بدلنے کے لیے اس کو بے لباس ہونا پڑتا ہے تو اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ چونکہ جنات اور شیاطین تو ہمارے دشمن ہیں اور دشمن تو اپنے دشمن کی ٹوہ میں لگا ہوتا ہے۔ تو اس کے بارے میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات کی آنکھیں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑا اتارنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

”اس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں“۔ (ابن سنی صفحہ 240)

اور دوسری روایت میں ہے کہ صرف ”بسم اللہ“ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(ابن سنی صفحہ 240، اذکار صفحہ 18)

تو یہ عمل کرنے سے شیطان اور انسان کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے اور جنات انسان کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ تو یہ سنتیں ہیں جن پر عمل کرنے سے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اتباع نصیب ہوگی اور سنت پر عمل کرنے کا ہمیں ثواب ملے گا۔

### سنتوں پر عمل کرنے کی تاکید از روئے قرآن:

سنت پر عمل کرنے کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات اور آیات قرآنی یہ ہیں۔

پہلی آیت مبارکہ:

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَوَلَّوْا عُنُقَهُ

(الانفال: 20)

”اے ایمان والو! اللہ کی بات مانو اور رسول ﷺ کی اتباع کرو۔ اور ان سے

روگردانی نہ کرو“۔



روگردانی سے مراد ہے، آپ ﷺ کے قول و فعل کے مخالف جانا۔  
دوسری آیت مبارکہ:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (ال عمران: 32)

”آپ کہہ دیں کہ خدا کی اور اس کے رسول کی بات مانیں۔“

تیسری آیت مبارکہ:

أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (ال عمران: 132)

”(اہل ایمان) خدا کی اطاعت کریں اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔“

چوتھی آیت مبارکہ:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ مَآ حُتِلَ وَعَلَيْكُمْ مَآ حُتِلْتُمْ

وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَبُوا (المور: 54)

”آپ ﷺ ان سے کہیے اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، پھر اگر

تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول ﷺ کا ضرر نہیں کیونکہ

رسول ﷺ کے ذمہ تو تبلیغ ہی کا کام ہے۔ جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے جس کو تم

نہیں بجالائے تو پس تمہارا ہی ضرر ہوگا۔ اگر روگردانی نہ کی بلکہ تم نے ان کی اطاعت

کر لی جو عین اطاعت اللہ ہی ہے تو سیدھی راہ پر جا لگو گے۔“

یعنی

س نقش قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اسی طرح قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا کہ

پانچویں آیت مبارکہ:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: 80)

”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی پس یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی“۔  
کیونکہ یہ اس لیے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ کا ہر قول اور ہر فعل اللہ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔

چھٹی آیت مبارکہ:

ایک اور جگہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (النساء: 69)

”جس نے اللہ کی اطاعت کی اور رسول کی اطاعت کی تو یہ لوگ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن کے اوپر اللہ نے انعام فرمایا، انعام والے لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں“۔

اور اللہ خود فرماتے ہیں کہ یہ صحبت کتنی پیاری صحبت ہے۔ کیسی اچھی رفاقت ہے۔ یہ تو خلاصہ کلام ہوا کہ اللہ کے احکام کو پورا کرنا اور نبی ﷺ کی مکمل اطاعت کرنے کا انعام یہ ہوگا کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہمیں جمع کر دیں گے جو اللہ کے ہاں مقبول ہیں۔  
ساتویں آیت مبارکہ:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ (النساء: 64)

”ہم نے رسول کو بھیجا ہی اس لیے ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے“۔  
یعنی رسول ﷺ کی آمد کا مقصد ہے کہ اتباع رسول پر پورا تر جائے ان کے نقش قدم



پر چلنا امت کے لیے ضروری ہے۔

آٹھویں آیت مبارکہ:

اور جو شخص نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں چلتا تو قیامت کے دن اس کے حسرت والے

الفاظ یہ ہوں گے۔

**يٰكَيْنٰتَا اطعنا الله و اطعنا الرسولاً ﴿٦٦﴾** (الاحزاب: 66)

”اے کاش! ہم اللہ کی اطاعت کر لیتے اور رسول ﷺ کی بات کو مان لیتے۔“

نویں آیت مبارکہ:

**وَمَنْ يُطِيعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾** (الاحزاب: 71)

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ شخص بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔“

جب بڑے کسی چیز کو بڑا کہہ دیں تو وہ بہت بڑی ہوتی ہے۔ ایک آدمی جس کی سیرلی

(Salary) 10000 دس ہزار ہے۔ اس کے لیے 20000 بیس ہزار بڑی رقم

ہے۔ ایک آدمی جس کی (Income) 1000000 دس لاکھ ہے، اس کے لیے

کروڑ بڑی رقم ہوگی۔ اور یہ پوری کائنات جس کے لیے اللہ رب العزت نے فرمایا:

**قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ﴿٧٧﴾** (النساء: 77)

”آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ دنیا کا فائدہ تو تھوڑا سا ہے۔“

یہ دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ تو جس کو اللہ بڑا کہہ رہے ہیں،

بھلا وہ بڑائی کتنی ہوگی؟ اُس کا اندازہ میں اور آپ نہیں کر سکتے کہ وہ کتنی بڑی کامیابی

ہے۔ وہ کامیابی کیا ہے؟ ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مان لینا۔“

دسویں آیت مبارکہ:

**قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبِّبْكُمْ اللهُ** (آل عمران: 31)

”اے میرے محبوب ﷺ! فرمادیجیے (اپنے امتیوں سے) اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو، پس میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔“

یہ محبت کیا ہے؟ کبھی نظر آئی ہے؟ آپ کو کس سے کتنی محبت ہے یہ کبھی نظر نہیں آئے گی۔ یہ ایک چھپی ہوئی چیز ہے۔ نبی ﷺ سے محبت کا دعویٰ تو ہم سب ہی کرتے ہیں اور زبان سے اس کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن یہ محبت ظاہر کیسے ہوگی؟ یہ اپنے اعمال سے ظاہر ہوگی۔ محبت کے کچھ آثار اور علامات ہوتی ہیں جس سے اس کو پہچانا جائے گا۔ یاد رکھیں! جو لوگ اللہ سے محبت کے دعوے دار ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنی محبت کی کسوٹی بتادی کہ اگر دنیا میں کوئی یہ کہے کہ مجھے اللہ سے محبت ہے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ نبی ﷺ کی سنتوں پر کتنا عمل کرتا ہے۔ بندہ اپنی محبت کو اتباع سنت کی کسوٹی میں دیکھ لے اور تول لے۔ جس میں جتنی اتباع نبی ﷺ زیادہ ہے، اتنی ہی اللہ کی محبت زیادہ ہے۔ جتنی زندگی میں نبی ﷺ کی اتباع کم ہے، اتنی اللہ کی محبت کم ہے۔ جو جتنا سچا ہوگا وہ نبی ﷺ کی سنت کا اتنا ہی پکا ہوگا۔ جو جتنا جھوٹا ہوگا، آقا ﷺ کی سنتوں سے اتنا ہی دور ہوگا۔

## سنتوں کی اہمیت و تاکید احادیث کی روشنی میں:

اب چند احادیث بھی سن لیجیے!

### پہلی حدیث:

نبی ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا کہ تم سب لوگ جنت میں داخل ہو گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے میرا انکار کیا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کس نے آپ ﷺ کا انکار کیا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں





داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا“۔ (بخاری، مشکوٰۃ: 159)

یعنی جس نے سنت پر عمل نہیں کیا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سنت کے انکار کا مطلب ہے کہ انسان جان بوجھ کر نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دے۔ یعنی جنت میں داخلے کی کنجی اتباع رسول ﷺ ہے۔

### دوسری حدیث:

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عرَبَاضُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”تم پر میری سنت کی اتباع لازم ہے“۔ یہ (Optional) نہیں بلکہ لازمی ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

### تیسری حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میری سنت کے مننے کے وقت جو میرا امتی اس کو زندہ کرے گا اس کے لیے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے“۔ (مشکوٰۃ)

یعنی وہ وقت جب لوگ سنت کو چھوڑ چکے ہوں گے، سنتوں کا رواج نہیں ہوگا، لوگ فیشن کریں گے لیکن سنت کی اہمیت کو نہیں سمجھ رہے ہوں گے، تو ایسے حالات میں جو انسان نبی ﷺ کی سنت پر خود عمل کرے گا اور دوسروں کو ترغیب بھی دے گا تو اس کو 100 شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ مثال کے طور پر اس وقت شادی سنت کے مطابق کرنا ہماری زندگی سے ختم ہو چکا ہے۔ کچھ دنوں پہلے میرے پاس ایک نوجوان آیا اور شادی کے بارے میں بات کی میں نے اس سے کہا: سنت کے مطابق کر لینا۔ تو کہنے لگا اگر میں نے سنت کے مطابق شادی کر لی تو ساری برادری میں ناک کٹ جائے گی۔ اس کو

دوسرے الفاظ میں سمجھ لیں کہ قیامت کے دن اگر وہ نوجوان نبی ﷺ کے پاس شفاعت کے لیے جائے کہ میری اللہ کے دربار میں شفاعت کر دیجیے۔ تو اس وقت اگر نبی ﷺ نے پوچھ لیا کہ اے میرے امتی! تمہارا تو حال یہ تھا کہ میری سنت کے مطابق عمل کرنے میں تمہاری ناک کٹ جاتی تھی۔ آج بتاؤ تو سہی کہ کیا دلیل ہے کہ میں تمہاری شفاعت کروں؟ کیسے قیامت کے دن اللہ کے نبی ﷺ کا سامنا کریں گے؟ اور کیا بتائیں گے کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں شرمندگی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

### شادی کی ایک فینچ رسم اور اس کا نقصان:

اور شادی کے اندر ایک اور بہت بڑا معاملہ ہو رہا ہے۔ آج کل شادی بیاہ والے معاملات میں بہت سی خرابیاں آرہی ہیں۔ شادی میں جو بے حیائی ہو رہی ہے اگر بولنا شروع کر دوں، تو آپ مجھے دوبارہ بیان کے لیے کبھی نہ بلائیں گے کہ کون سی قسم کا بے غیرت آدمی لاہور سے آکر بیٹھ گیا ہے؟ مگر جو ہو رہا ہے وہی بتاتا ہوں۔ ایک دوست کی بات سنی اس نے بتایا: نکاح کے بعد جب رخصتی ہونے لگتی ہے تو لڑکا اپنے دوستوں کے ساتھ عورتوں میں جاتا ہے اور دلہن کو لے کر باہر نکلتا ہے۔ تو اب چاہے منٹ لگے یا گھنٹہ اس وقت وہاں جانے والے ایک آدمی کی دل کی کیفیت سن لیجیے! یہ ایک کی نہیں بلکہ ہزاروں کی کیفیت ہے۔ وہ دوست کہنے لگا کہ میرے دل میں دلہن کو دیکھ کر یہ کیفیت آئی کہ کاش یہ دو لہے کے پاس جانے سے پہلے آدھے گھنٹے کے لیے مجھے مل جائے۔ آج کسی کو کہہ دو کہ یہ گناہ ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں دلہا اور دلہن تو محرم ہو چکے۔ او بھائی! دولہا کے بھائی اس کے دوست کیسے محرم ہو گئے؟ جب ہم شریعت اور سنت کے خلاف جائیں گے تو پریشانیاں ہمیں دیکھنی پڑیں گی۔ اسلام حیا اور پاکدامنی کا درس دیتا ہے۔



## دیور اور جیٹھ سے پردہ:

کچھ دن پہلے ایک خاتون کا فون آیا کہنے لگیں: میرا خاوند مختلف لڑکیوں سے تعلقات تو رکھتا ہی تھا۔ چند ہفتوں پہلے میرے دیور کی جب شادی ہوئی دلہن گھر میں آ گئی۔ چند ہفتوں میں ہی میں نے دیکھا کہ اس دلہن سے بھی ان کے تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ اب معلوم نہیں جو بچہ پیدا ہوگا وہ میرے خاوند کا ہوگا یا میرے دیور کا۔ میں نے پوچھا: چند ہفتوں کے اندر ایسا تعلق کیسے پیدا ہو گیا؟ تو اس نے کہا کہ فیس بک پر میرے شوہر کا بھی اکاؤنٹ ہے اور دیورانی کا بھی، تو وہاں Chating سے اگلے مرحلے آسان ہو گئے کیونکہ یہاں پر چھت بھی تو ایک ہی ہے۔ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ کیوں شریعت نے دیور اور جیٹھ سے بھی پردہ کرنے کا کہا ہے۔ تو جب شریعت اور سنت سے دور ہوں گے، تو یہ نحوستیں تو آئیں گی۔

## اتباع رسول ﷺ محبت رسول ﷺ کی علامت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ یعنی جو حضرات محبت رسول ﷺ کا دعویٰ رکھتے ہیں اگر ان کے احوال سنتوں کے مطابق ہیں، تو وہ سچے ہیں۔ اور اگر ان کے احوال سنت کے مخالف ہیں، تو وہ جھوٹے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنا باعثِ نجات ہے۔

## سنت میں نجات:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے: سنتوں کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے۔ کشتی نوح

ہونے کا مطلب ہے کہ اُس زمانے میں جو کشتی نوح میں بیٹھ گیا وہ بچ گیا تھا اور ان کا بیٹا نہیں بیٹھا تھا وہ غرق ہو گیا تھا۔ تو آج جو بھی امتی سنت کی کشتی میں بیٹھ جائے گا تو اس بے حیائی اور بے دینی کے طوفان سے بچ جائے گا۔ اس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور جو سنت کی کشتی میں نہ بیٹھا وہ غرق ہو جائے گا۔ اور یہ سنت مثل کشتی نوح بھی ہے اور کشتی نجات بھی ہے۔ اور نبی ﷺ نے خود فرمایا کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا (چھوڑ دیا، غفلت برتی) وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری 757، سبل جلد 11 صفحہ 428)

## ﴿قرب قیامت میں سنت کا مقام﴾:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں تین چیزوں کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں ہوگی جس کو امت اختیار کر لے۔ تو اس زمانے میں میری امت کو چاہیے کہ وہ تین چیزیں اختیار کر لیں، بچ جائیں گے وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

① رزقِ حلال

② مخلص دوست (یعنی شیخ، علماء و صلحاء، نیک لوگ)

③ سنتیں (جن پر انسان عمل کرے) (مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 177)

## ﴿سنت سے دوری گمراہی ہے﴾:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قرآن کے احکامات کو اللہ نے خود اتارا۔ اور سنتوں کو نبی ﷺ نے متعین فرمایا پھر نبی ﷺ نے حکم فرمایا: اے امتیو! تم میری سنت کی اتباع کرو۔ پھر آگے فرمایا: قسم ہے اللہ رب العزت کی کہ اگر میری اتباع نہیں کرو



گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 178)

## اسلام دو چیزوں کا نام ہے:

① احکام خداوندی

② نبی علیہ السلام کی اتباع

جو آدمی ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دے گا، تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

(شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 214)

## رجنتی انسان:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور سنتوں پر عمل کیا اور لوگوں کو اپنی تکلیف اور اذیت سے محفوظ رکھا، تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب جلد 1 صفحہ 81)

اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

① رزق حلال یعنی حلال تحقیق کر کے کھانا ہے۔

② سنتوں پر کوشش کر کے عمل کرنا ہے۔

③ لوگوں کو اپنی تکلیف اور اذیت سے بچانا ہے۔

## خوب خوب سمجھنے کی بات:

یہ نہیں فرمایا کہ لوگ تمہیں تکلیف دیں، تو تم صبر کرو۔ بلکہ فرمایا:

تَكْفُفْ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ

”تم لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ۔“



بیوی کو بھی بچاؤ۔ سسرال والوں کو بھی بچاؤ۔ بھائیوں کو بھی بچاؤ، رشتہ داروں کو بھی بچاؤ۔ جن سے کاروباری شراکت ہے ان کو بھی بچاؤ۔ اخلاق اس چیز کا نام نہیں کہ لوگ تمہیں تکلیف دیں اور تم صبر کرو۔ بلکہ اخلاق اس چیز کا نام ہے کہ تم کسی کو تکلیف نہ دو۔

### احضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سنت کا اہتمام:

سنتوں پر عمل کی بات ہو اور حضرات صحابہ کی مثال نہ دیں۔ تو بات پوری ہی نہیں ہوتی۔ اس لیے چند باتیں درج ذیل ہیں۔

### احضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سنت سے محبت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ وہ کھلے ہوئے بٹن کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ ایسے کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آقا ﷺ کو ایسے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (ترغیب جلد 1 صفحہ 182)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے تو عجیب معاملہ اختیار فرماتے۔ جہاں جہاں آقا ﷺ پڑاؤ ڈالا کرتے تھے، کوشش کر کے وہاں پڑاؤ ڈالتے تھے۔ جہاں جہاں آقا ﷺ نے قبیلہ کیا۔ (شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 214)

وہیں قبیلہ کرتے۔ ایک جگہ کا تو نام بھی اسی وجہ سے شجر قبیلہ پڑ گیا۔ اب آج کل فتنوں کا دور ہے۔ کچھ نئے دور کے لوگ نعوذ باللہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کچھ سنتیں جن کا انہوں نے حکم دیا ہے ان پر عمل کیا جائے۔ اور کچھ سنتیں جو عادتاً ہیں ان میں اختیار ہے۔ تو وہ لوگ جو نبی ﷺ کی محبتوں کو نہیں سمجھتے وہ سنت کے اندر فرق کر دیتے ہیں۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم عاشق رسول ﷺ تھے۔ ان کو جو حکم دیا جاتا اس کو بھی پورا کرتے اور جہاں جہاں نبی ﷺ کا اختیاری عمل ہوتا، تو وہ اس بشری تقاضے کو بھی پورا کرتے



تھے۔ سنت کی محبت میں ایک اور مثال دیکھیں ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر سوار تھے۔ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ سواری روک لی۔ تھوڑا چل کر کہیں آگے گئے، قضائے حاجت کے لیے بیٹھے، کیا کچھ نہیں، ایسے ہی واپس آگئے۔ تو ساتھی نے پوچھا: حضرت جب تقاضا نہیں تھا، تو اترے کیوں؟ بیٹھے کیوں اور وقت کیوں لگایا؟ عجیب جواب فرمایا کہنے لگے: مجھے تقاضا تو نہیں تھا، لیکن ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں سے گزرا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرے تھے اور قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تھے۔ آج میں یہاں سے گزر رہا ہوں تو میرا دل بھی کر رہا تھا کہ میں بھی ویسا ہی کروں، جیسے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ محبت تو یہ ہوتی ہے۔

### سنت پر عمل کا عجیب انداز:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے بال گھنگھریالے تھے۔ اب اب درمیان سے مانگ نکالنا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جس کی وہ بڑی کوشش کرتے۔ مگر بال گھنگھریالے ہی رہتے۔ اب اس زمانہ میں (Straighner) تو تھے نہیں کہ جن کے بال Curly ہوں وہ (Straighner) کو استعمال کریں تو اور جن کے سیدھے ہوں اور ٹیڑھے Curly کروالیں۔ عجیب ہی معاملہ چل پڑا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو دیکھتے ہی یہی تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سائل کیا ہے۔ اب انہوں نے بڑی کوشش کی، بڑے جتن، کیے مگر درمیان سے مانگ نہیں نکلتی تھی۔ ایک دن انہوں نے لوہے کی سلاخ لی، آگ میں گرم کیا اور اپنے درمیان سے مانگ نکال لی، تو سر جل گیا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ تو کہنے لگے: سر تو میرا جل گیا ہے زخم بھی لگ گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا، تکلیف بھی ختم ہو جائے گی، لیکن میرے سر کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے ساتھ مشابہت تو مل گئی ہے۔ یہ ہوتی

ہے سنت سے محبت۔

## ﴿ہماری اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوچ میں فرق:﴾

ہم لوگوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سوچ میں فرق یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سنت پر عمل اس لیے کرتے تھے کہ سنت ہے، میرے نبی کا عمل ہے۔ مجھے یہ کرنا ہے۔ اور ہم لوگ سنت کو اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ سنت ہی تو ہے۔ کونسا واجب یا فرض ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے، ہمارا اور ان کی سوچ کا۔ وہ نبی ﷺ کے طریقوں کا، ایک ایک بات میں حساب رکھتے تھے۔

## ﴿چھ لعنتی لوگ:﴾

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے چھ چیزوں پر لعنت کی ہے۔ اور اللہ نے بھی ان پر لعنت فرمائی ہے پھر فرمایا: نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ یعنی میری لعنت اللہ کے ہاں مقبول ہے۔

① اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اوپر زیادتی کرنے والا۔ (یعنی اپنی طرف سے اضافی چیز کو قرآن کی طرف منسوب کرنے والا)

② تقدیر کو جھٹلانے والا

③ ایسے حکمران جو ہماری امت پر مسلط ہو کر ہم پر ظلم کریں اللہ کے معزز یعنی علماء کو صلحاء کو ذلیل کریں اور شریرا اور بے حیاء لوگوں کو عزت دیں۔

④ اللہ کے قرار دیے گئے حرام کو حلال کرنے والا

⑤ اور اہل بیت کی بے حرمتی کرنے والا

⑥ سنتوں کو ترک کر دینے والا (ترغیب صفحہ 84)



میرے بھائیو! سنتوں پر عمل کرنا جہاں جنت کی کنجی ہے، چھوڑ دینا اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی لعنت کا ذریعہ بھی ہے۔

### سنت زندہ کرنے کا عظیم ثواب:

حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے بعد میری کسی ایک ایسی سنت کو زندہ کیا جو کہ مٹ چکی تھی، پس اس سنت زندہ کرنے والے کے لیے ان تمام لوگوں جیسا ثواب ہے، جو اس پر عمل کریں گے۔ اور جو لوگ عمل کریں گے ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں کی جائے گی۔ (ترغیب جلد 1 صفحہ 87)

آج سنتیں مٹ رہی ہیں۔ اگر ہم معلوم کر کے سنتوں پر عمل کریں گے، تو ہمارے لیے آسانی ہو جائے گی۔ سنتوں پر عمل کی یہ باتیں ہو گئیں۔

(اول) اہتمام اور پابندی سے عمل کریں۔

(دوم) یہ کہ جستجو اور تلاش کر کے اس پر عمل کریں، یہ دونوں باتیں اس میں شامل ہو گئیں۔

### اگر اہی سے بچاؤ کا نبوی نسخہ:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جس کی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔

① ایک اللہ کی کتاب

② میری سنت (حاکم، کنز العمال جلد 1 صفحہ 154)

ایک حدیث میں ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اگر تم نے ان چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا، تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے میں تم میں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت کو

چھوڑے جا رہا ہوں۔ (کنز العمال جلد 1 صفحہ 166)

## آج کل سنت پر عمل کرنے والے کی مثال:

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں فتنے کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا اس کے ہاتھ میں چنگاری ہو۔

(کنز العمال جلد 1 صفحہ 164)

## ہماری حالت زار:

آج گھر کے اندر شرعی پردہ کرنے کا کوئی عورت اعلان کر دے، تو گھر کے اندر عجیب ہنگامہ شروع ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اس عاجز سے بیعت ہونے کے بعد کئی بچیوں نے شرعی پردے کا باقاعدہ اہتمام کیا۔ کہیں ماں باپ ناراض ہو گئے اور کہیں ساس سسر ناراض ہو گئے دھمکیاں دی گئیں کہ تم کیسے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پہ چل سکتی ہو؟ اللہ اکبر۔ کئی لوگوں سے بات ہوئی، نوجوانوں نے توبہ کی اور داڑھی رکھنے کے ارادے کیے تو سگے باپ نے کہا داڑھی رکھنی ہے تو گھر سے نکل جاؤ۔ آج یہ حالات آچکے ہیں اس دور میں جو سنتوں پر عمل کرے گا۔ سو شہیدوں کے برابر اس کو اجر ملے گا۔ یہ چھوٹی بات تو نہیں ہے کہ سو آدمی اپنی جان اللہ کے راستے میں قربان کر دیں۔ اور آج کوئی سنت پر عمل کرے تو یہ نعمت ملتی ہے۔

## سنت پر عمل کا آسان فارمولا:

اور اب سنت پر عمل کرنے کا فارمولا بھی سن لیجیے! اس عاجز کے نزدیک اگر آپ کوئی بہتری سمجھیں، تو مجھے بھی ضرور بتائیں۔ اپنی زندگی کو سنت پر لانے کے لیے ایک آسان





فارمولا ہے۔ انسان اپنی زندگی کے صبح سے شام تک تمام کاموں کو نوٹ کر لے کہ میں کیا کیا کام کرتا ہوں۔ بیت الخلاء ایک کام، کھانا دوسرا کام، کپڑے پہننا تیسرا کام، اگر کاروباری ہے، تو دوکان پہ جانا، آفس جانا، چوتھا کام، بندہ سارے کاموں کو نوٹ کر لے زیادہ سے زیادہ 5، 10، یا 15 کام بنیں گے۔ ہر آدمی کے کام مختلف ہوتے ہیں۔ کسان کے اور تاجر کے اور ہوں گے۔ تو ہر انسان صبح سے شام تک کے اپنے کام نوٹ کر لے۔ اس کے بعد ہر کام کو علماء سے سیکھ سیکھ کر پوچھ پوچھ کر سنت کے مطابق کر لے۔ ایک مہینہ یا دو مہینے سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ 10، 15 کام سنت کے مطابق سیکھنے میں 2 مہینے بھی نہیں لگیں گے۔ اگر الگ بھی جائیں، تو 2 مہینے کے اندر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری اکثر زندگی سنت کے مطابق ہو جائے گی۔ آپ کر کے دیکھ لیں۔ کچھ کام ایسے ہیں جو ہفتہ بعد کرنے والے ہوتے ہیں، جیسے جمعے کے دن کی بات ہوگئی، چھٹی کے دن کی بات ہوگئی، اس کو الگ نوٹ کر کے لکھ لیں۔ پہلے روزمرہ کے کاموں کو سنت کے مطابق کریں، پھر ہفتہ وار کو سنت کے مطابق لے آئیں، کچھ کام ایسے ہوتے ہیں، جو ماہانہ کرنے ہوتے ہیں، جیسے چاند دیکھنا، تنخواہ کا آنا اور دوسری چیزیں مثلاً عورتوں کے معاملات، تو ان کو تیسرے درجے میں رکھ کر ان کی سنتیں معلوم کر لیں۔ تو یہ کام بھی سنت کے مطابق ہو جائیں گے۔ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ کرنے ہوتے ہیں، جیسے رمضان ایک دفعہ آتا ہے۔ عید دو دفعہ آتی ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی دو عیدیں تھیں اور جنت میں بھی دو عیدوں کے موقع پر اللہ کی طرف سے ضیافت ہوگی۔ تو حدیث کے اندر فقط دو عیدیں ملتی ہیں۔ انسان دیکھے کے اس کی کیا سنتیں ہیں۔ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں، جو زندگی میں 2،

10،4 دفعہ ہوتے ہیں، جیسے حج کرنا، عمرہ کرنا۔ اس کو اگلے Phase پر رکھ کر اس کی سنتیں معلوم کر لیں۔ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں، جو زندگی میں بعض اوقات ایک ہی مرتبہ ہوتے ہیں جیسے شادی کرنا، تو جب ضرورت ہو تو اس کی بھی سنتیں معلوم کر لے۔ اپنی شادی کرنا، اولاد کی شادی کرنا وغیرہ نبی ﷺ نے 4 بیٹیاں بیاہی ہیں۔ تو ان تمام چیزوں کو جب انسان کرنے لگے، تو علماء سے پوچھ لے کہ مجھے بتائیے! کہ سنت طریقہ ان میں کیا ہے؟ اگر ہم اس فارمولے پر عمل کر لیتے ہیں، تو 2 مہینے کے اندر اندر پوری زندگی آقا ﷺ کی سنتوں کے مطابق ہو جائے گی۔ اور جو Weekly، Monthly سالانہ اور کبھی کبھی کے کام ہیں ان کو اپنے اپنے موقعوں پر انسان سیکھتا جائے اور علماء سے پوچھتا جائے۔ ان شاء اللہ چند مہینوں کے اندر ہماری پوری زندگی نبی ﷺ کے طریقوں کے مطابق ہو جائے گی۔

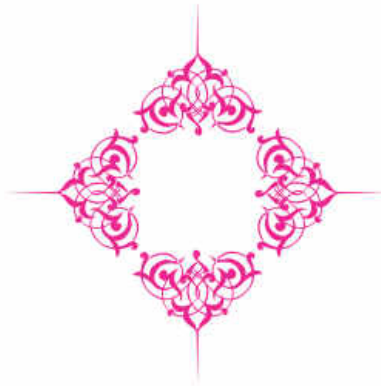
### ﴿جنت میں آپ ﷺ کا پڑوسی﴾:

اور جنت میں داخلے کی بشارت نبی ﷺ خود دے گئے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور میری سنت پر عمل کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ بڑی سے بڑی جگہ پر گھر ملے کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کا لونی میں گھر لینا ہے۔ وہاں جا کر گھر لینا ہے تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اچھی جگہ کونسی ہے؟ جنت الفردوس، اور نبی ﷺ کا محل جنت الفردوس میں ہے۔ اور جو نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے والا ہوگا، وہ آقا ﷺ کے پڑوس میں آقا ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ وہ محمدی کا لونی میں آباد ہوں گے۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس کا اصل نام کیا ہوگا مگر وہ آقا ﷺ کے ساتھ آباد ہوں گے۔ کوئی نبی ﷺ کے ساتھ پلاٹ چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے



کہ نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرے۔ آج مجھے کسی نے کہا کہ فلاں کالونی میں پلاٹ مل رہا ہے اتنے عرصے کی پلاننگ وغیرہ ہے تو جنت کی بھی Planning چل رہی ہے۔ آپ کو بہت بڑی جگہ ملے گی۔ وہ جگہ اتنی بڑی ہوگی کہ ساری دنیا اس میں رکھ دی جائے، تو ایسے معلوم ہوگی کہ جیسے کسی بڑے محل میں بکری کھڑی ہو۔ اگر ہم اس پلاٹ کی قیمت ادا کرنا چاہتے ہیں جو نبی ﷺ کے قریب ہو، تو اس کی قیمت میرے بھائیو! نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ حیا اور پاکدامنی ہے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





## غیر ضروری باتوں کا صاف کرنا

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى. أَمَا بَعْدُ:

فَاعْرِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَ

ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (الاحزاب: 21)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَقَامٍ آخَرَ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (التوبه: 119)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اسلام مکمل دین ہے:

اسلام ایک مکمل مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام اپنے کسی بھی حکم میں، کسی



بھی عمل میں، کسی بھی طریقے میں کسی بھی غیر قوم یا مذہب کا محتاج نہیں۔ اس کی اپنی ایک جداگانہ شخصیت ہے۔ ایک جداگانہ تہذیب ہے۔ کسی بھی چیز میں اسلام کسی کو Follow نہیں کرتا۔ یہ پوری کائنات کو دعوت دیتا ہے کہ کائنات اگر امن چاہتی ہے، پرسکون زندگی چاہتی ہے، اللہ رب العزت کی رضا چاہتی ہے، جنت میں اعلیٰ مقام چاہتی ہے، تو یہ کائنات میں رہنے والی ہر چیز کو دعوت دیتا ہے کہ آؤ اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ڈھل جاؤ۔ جو نبی علیہ السلام کے طریقے پر چلا وہ کامیاب ہو گیا۔

### اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضگی کا پیمانہ:

اکثر دوست پوچھتے ہیں اور فون بھی آتے ہیں کہ بیماری آگئی ہے، پریشانی آگئی ہے، غم آگیا ہے تو لگتا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سے ناراض ہو گئے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں اور پریشانی والے حالات آگئے ہیں، بیماری آگئی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ لوگ دنیا کے غموں اور پریشانیوں کے آنے کو اللہ کی ناراضگی کا سبب سمجھتے ہیں۔ اور کاروبار چمک رہا ہو خواہ وہ سود سے ہو یا حرام سے ہو، یا جھوٹ کی وجہ سے پیسہ آ رہا ہو تو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سے بہت راضی ہیں۔ یعنی دنیا کے ظاہری مال پیسے وغیرہ کے آنے کو اللہ کی رضا سمجھتے ہیں، اور دنیا کے ظاہری غموں اور پریشانیوں کے آنے کو اللہ کی ناراضگی سمجھتے ہیں۔ بڑے دھوکے میں پڑ گئے بہت بڑے دھوکے میں پڑ گئے۔

یاد رکھیے! اللہ رب العزت کی رضامندی اور ناراضگی کا تعلق مال و دولت، سلطنت و بادشاہت کے آنے جانے سے نہیں ہے۔ قارون کے پاس تو بہت پیسہ تھا، لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا وہ غلام تھے اور غلام کے بیٹے تھے۔ لیکن ان کو نبی علیہ السلام



نے بیت اللہ کی چھت پر چڑھوا دیا۔ اللہ رب العزت نے ان کو اتنی عزتیں عطا فرمائیں کہ چلتے فرش پر تھے اور چلنے کی آوازیں عرش پر آتی تھیں۔ مال و دولت کا تعلق تو کچھ بھی نہیں ہے یہ لوگوں کی محض غلط سوچ ہے۔ جو نئی روشنی کے اس دور میں اور اس ماحول میں پڑھ لکھ کر لوگوں کی یہ سوچ بن جاتی ہے۔

اس کا آسان طریقہ Check کرنے کا کیا ہے؟ Check کرنے کے لیے ہم دیکھیں کہ ہماری زندگی رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کتنی ہے؟ اگر ہماری زندگی نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہے تو اس سے زیادہ ٹھوس دلیل کوئی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہیں۔ یعنی جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اس کو آقا ﷺ کے طریقے پر چلا دیتے ہیں، اللہ رب العزت اس بندے کو نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلا دیتے ہیں۔

اور اگر اپنی زندگی کو دیکھیں کہ خدا نخواستہ نبی ﷺ کے طریقوں سے دور ہے، یہود، ہنود اور نصاریٰ کے طریقوں پر ہے تو میرے بھائیو! اس سے زیادہ بڑی اللہ کی ناراضگی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ اور اس سے بڑی اللہ کی ناراضگی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ہمارے چہرے، لباس، چلنا، پھرنا، اڑھنا، پہننا یہ سب کافروں کے طریقوں پر ہو گیا ہے۔

## راضح بات:

اب یہ سیدھی سی بات ہے جیسے دو چار ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی کافر سے اللہ راضی نہیں ہو سکتے تو کافروں کے طریقے پر چلنے والے سے اللہ کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور نبی ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہیں۔ اب جو شخص نبی ﷺ کے طریقوں پر ہے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ



تعالیٰ مجھ سے بھی راضی ہیں۔

### اسلام صفائی کو پسند کرتا ہے:

بہر حال! ہمارا گلدستہ سنت کا الحمد للہ! سلسلہ چل رہا تھا۔ اسلام صفائی کو پسند کرتا ہے، پاک صاف رہنے کو پسند کرتا ہے، معاملات میں بھی صفائی، کاروبار میں بھی صفائی، باطن میں بھی یعنی دل کی بھی صفائی، نفس کی بھی صفائی، اور جو جسم کے بال ہیں ناخن ہیں، میل پچیل ہیں اس کی بھی صفائی کو پسند کرتا ہے۔ الغرض اسلام ہر چیز میں صفائی پسند ہے، بلکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ صفائی تو ایمان کا حصہ ہے۔

### جرہالت کی انتہا:

ہم میں سے بعض لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے کہ گلی کے کنارے کوئی گندہ سا بابا ہو جس نے مہینوں سے غسل نہ کیا ہو اور گندگی، غلاظت اور بدبو اس سے آرہی ہو تو لوگ سوچتے ہیں کہ یہ بڑا اللہ کے قریب ہے۔

### کیا تم کسی میلے کھیلے کو دوست بناتے ہو؟

ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک اللہ والے کہیں جا رہے تھے تو نیلے گنبد کے پاس ان کو ایک مجمع لگا نظر آیا۔ یہ ر کے اور دیکھنے لگے کہ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی بالکل ننگا، گندا اور غلیظ تھا اور بدبو بھی اس کے پاس سے آرہی تھی اور لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ بزرگ آدمی نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اللہ کا دوست ہے۔ لوگوں کی تو Mentality ہی Change ہو گئی ہے کہ کیسے بندے کو اللہ کا دوست سمجھ رہے ہیں۔ تو وہ بزرگ جلال میں آگئے اور کہنے لگے کہ تم میں کون ہے جو



اس کو اپنا دوست قرار دے اور اپنے گھر میں عزت والی جگہ پر بٹھائے؟ تو سارے چپ ہو گئے۔ آگے پوچھا کہ تمہارے گھر میں کبھی شادی کا فنکشن ہو اور تمہارے گھر میں بڑے بڑے لوگ آرہے ہوں، تو تم میں سے کون ایسا ہے جو خود صاف ستھرے کپڑے پہن کر اس کو اپنے ساتھ بٹھائے تو سارے چپ ہو گئے۔ ان بزرگ نے کہا کہ تم میں سے کوئی اس کو اپنا دوست بنانے کے لیے تیار نہیں تو اللہ کی طرف نسبت کر رہے ہو گندے آدمی کی؟

### زیر ناف بالوں کی صفائی احادیث کی روشنی میں:

نبی ﷺ نے ہمیں صفائی کا حکم دیا اور انہوں نے خود بھی صفائی اختیار کی۔ آج جو چند باتیں کرنی ہے ان میں سے ایک اسوۂ حسنہ زیر ناف بال اور اس طرح کی جو چیزیں ہیں ان کے بارے میں ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نوره (ہڑتال وغیرہ) سے زیر ناف بالوں کو خود دور کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ 266)

جیسے پاؤ ڈر ہوتا ہے، صفوف وغیرہ اس طرح کی چیزوں سے ان غیر ضروری بالوں کو صاف کیا جاتا ہے۔

### رسیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنہوں نے زیر ناف بال اتارے وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مرقاۃ جلد 4 صفحہ 452)

### آپ ﷺ کا عمل:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی



ہڑتال کا استعمال فرماتے اور کبھی نہ فرماتے اور کبھی بال بڑے ہو جاتے تو مونڈھ دیتے۔ یعنی دونوں طریقوں کو نبی ﷺ نے استعمال کیا ہے۔ اکثر اوقات تو مونڈھ دیتے جس کو حلق کرنا کہتے ہیں جیسے Raser استعمال کیا جاتا ہے، استرا وغیرہ Use کیا جاتا ہے۔ ویسے صفوف وغیرہ ان چیزوں سے مونڈھنا بھی نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مونڈھنے کو پسند فرماتے تھے۔  
(کنز جلد 6 صفحہ 388)

### ابن حجر رحمہ اللہ کا قول:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا کہ زیر ناف بالوں کو اتارنے میں سنت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرے وغیرہ کے ذریعے بالوں کو صاف کرے۔  
(فتح الباری جلد 10 صفحہ 344)

### علامہ نووی رحمہ اللہ کا قول:

علامہ نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مردوں کے حق میں استرا بہتر ہے اور عورتوں کے حق میں اکھاڑنا بہتر ہے۔  
(شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 332)  
جیسے Cream وغیرہ کے ذریعے عورتوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

### آپ ﷺ کی عادت مبارکہ:

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی ﷺ ہر بیس دن کے بعد زیر ناف بالوں کو صاف کیا کرتے تھے۔ اور اس کی وہی ترتیب ہے جو ناخن کی ہے کہ چالیس دن سے پہلے پہلے

زیر ناف بال صاف کرنا ضروری ہے۔ اگر صاف نہ کیے تو انسان گناہ گار ہوگا اور اس شخص کی نماز مکروہ ہو جائے گی۔

### مستحب طریقہ:

مستحب تو یہ ہے کہ ہر جمعے زیر ناف بالوں کو صاف کیا جائے اور ناخنوں کو بھی تراشے، اگر یہ نہ ہو سکے تو پندرہ دن بعد ہی کرے ورنہ آخری حد چالیس دن کی ہے اس سے آگے گناہ گار ہوگا۔

### نبی علیہ السلام کی ناراضگی:

چالیس دن سے زیادہ اگر ہو جائیں تو اس کے بارے میں وعید بھی ہے۔ بنی غفار کے ایک شخص سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص زیر ناف بال نہ اُتارے، ناخن نہ تراشے، مونچھیں نہ کٹوائے تو وہ ہم میں سے نہیں۔

(اتحاد جلد 2 صفحہ 412)

تو معلوم ہوا کہ زیر ناف بال اُتارنا بھی ضروری، ناخن تراشنا بھی ضروری، مونچھوں کو کٹوانا بھی ضروری ہے۔

### زیر ناف بال کتنے اور کیسے کاٹے جائیں؟

اس کے بارے میں مرقاة میں لکھا ہے کہ زیر ناف بال سے مراد مرد اور عورت کی پیشاب گاہ کے ارد گرد جو بال بالغ ہو جانے کے بعد آجاتے ہیں وہ ہیں۔

(مرقاة جلد 4 صفحہ 456)

اور دونوں جگہ کے بال یعنی پیشاب گاہ اور پاخانہ گاہ کے بالوں کو اُتارنا ضروری





ہے۔ اور مرد اور عورت کی پیشاب گاہ کی اوپری حصے کے جو بال ہیں ان کو اتارنا بھی ضروری ہے۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 344)

قینچی سے بال وغیرہ کاٹ سکتے ہیں۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 243)  
لیکن جو سنت کا ثواب ہے وہ استرے سے ملے گا، حلق کرنے سے ملے گا۔

(مرقاۃ جلد 4 صفحہ 457)

### زیر ناف بال دور کرنے کا طریقہ:

زیر ناف بال دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بال صاف کرنے کی ابتدا اوپر سے کرے اور کوشش یہ کرے۔ یعنی حدود اربعہ صفائی کا یہ ہو کہ پیشاب گاہ اور پاخانہ گاہ کے ارد گرد جہاں تک ممکن ہے زیادہ صفائی کرے، تھوڑے سے زیادہ بھی کٹ جائیں گے تو کوئی حرج نہیں۔

### شریعت مطہرہ کا پاکیزہ حکم:

اب شریعت کا حکم دیکھیں! شریعت کتنی پیاری ہے، کتنی خوبصورت ہے کہ یہ جگہ انسان کے ستر میں شامل ہوتی ہے۔ یہ انسان کسی کے سامنے کھول نہیں سکتا تو فرمایا گیا کہ دیکھو! یہ ستر والی جگہ ہے۔ لہذا جب تم ان کو بالوں کو کاٹ لو تو ان بالوں کو ایسی جگہ پر نہ ڈالو کہ کسی دوسرے کی ان بالوں پر نظر پڑے۔ (نفع لفتی صفحہ 116)

غور کرنے کی بات ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہمیں کتنی حیا کی تعلیم دی ہے۔ فرمایا کہ ایسے بال جن کو تم کاٹ کر پھینک چکے ہو چونکہ ایسی جگہ کے ہیں جس کا نظر آنا اور دکھانا گناہ ہے تو وہاں کے بال بھی تم نہ دکھاؤ۔ اور آج تو سب کچھ دکھانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں بال کی کیا بات رہی؟

## امورِ فطرت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ امور فطرت میں سے ہیں:

- ① ختنہ کرنا
- ② زیر ناف بال صاف کرنا
- ③ بغل کے بال اکھاڑنا
- ④ ناخن کاٹنا
- ⑤ موچھیں تراشنا۔ (بخاری جلد 2 صفحہ 875)

یہ تو بخاری شریف کی روایت تھی۔ ایک روایت ہے ترمذی شریف کی اور مسلم شریف میں بھی یہ موجود ہے۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادات فرمایا کہ 10 چیزیں امورِ فطرت ہیں۔

- ① موچھیں تراشنا
- ② ڈاڑھی کو لمبا کرنا
- ③ مسواک کرنا
- ④ ناک صاف کرنا
- ⑤ ناخن تراشنا
- ⑥ جوڑوں کو صاف رکھنا
- ⑦ ناک کے بال صاف کرنا
- ⑧ زیر ناف بالوں کو صاف کرنا
- ⑨ انتقاص الماء (یعنی پانی سے استنجاء کرنا)
- ⑩ کلی کرنا (مسلم جلد 1 صفحہ 139، ترمذی صفحہ 100)



## فطرت سے کیا مراد ہے؟

فطرت سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقے ہیں۔ (شرح مسلم جلد 1 صفحہ 128)  
اور بعض روایات میں کئی اور بھی چیزیں ہیں تو اس طرح کل یہ 30 سے زائد بن جاتی  
ہیں۔ چند ایک تو ذکر ہو گئی ہیں۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 338)

## پہلی چیز ختنہ

ختنہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے (واجب کے درجے میں ہے۔ آج  
ہم اس کو اپنی زبان میں مسلمانی بھی کہہ دیتے ہیں۔ تو شریعت میں اس کا نام ختنہ ہے)  
بہتر یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن ختنہ کرو لیا جائے۔ (شرح مسلم جلد 1 صفحہ 128)  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت  
حسین رضی اللہ عنہ کا ختنہ ساتویں دن ہی کرایا تھا۔ معلوم ہوا کہ سنت ہے (ساتویں دن کروانا)  
علماء کرام نے لکھا ہے کہ جلد کروادیا جائے کہ جلد نرم ہوتی ہے تو آسانی رہتی ہے۔  
(فتح الباری جلد 10 صفحہ 343)

بعض لوگ تاخیر کر دیتے ہیں پھر بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو مشکل ہوتی ہے۔

## بغل کے بال صاف کرنا:

اس کے بعد دوسری چیز ہے بغل کے بال اُتارنا۔ اس کے بارے میں شریعت  
میں اُکھاڑنا بھی آیا ہے اور مونڈھنا بھی آیا ہے۔ اُکھاڑنے کے بارے میں علماء کرام  
نے فرمایا کہ فائدے زیادہ ہیں۔ بدبو نہیں ہوتی، بال نرم رہتے ہیں۔ کیونکہ انسان جب  
حلق کرتا ہے تو بال سخت ہو جاتے ہیں، تاہم مونڈھنا بھی کافی ہے، کیونکہ اصل مقصود تو

صفائی ہے۔ مونڈھنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی اگر اُکھاڑنے کی عادت نہ ہو۔ اب بعض اوقات اُکھاڑنے سے ڈر لگتا ہے، تکلیف محسوس ہوتی ہے انسان سوچ رہا ہوتا ہے کہ پتا نہیں کیا بنے گا؟ تو اس کے اندر بھی گنجائش موجود ہے کہ Blade بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

### امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ایک بزرگ ہیں یونس بن عبدالاعلی رحمۃ اللہ علیہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرتبہ گئے تو دیکھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغل کے بال استرے سے مونڈھا رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ سنت اُکھاڑنا ہے مگر اُکھاڑنے کی طاقت نہیں پاتا۔  
(فتح الباری جلد 10 صفحہ 344)

### بغل کے بال صاف کرنے کا مستحب طریقہ:

جب صاف کرنے کی نوبت آئے تو پہلے دائیں بغل کے بال مونڈھے بائیں ہاتھ سے، اور جب بائیں بغل کے بال مونڈھے تو کوشش یہ کرے کہ بائیں ہاتھ ہی استعمال کرے، لیکن اگر بائیں ہاتھ سے کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے تو دائیں ہاتھ کی مدد لے سکتا ہے۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 344)

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کی کیفیت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آتی۔ (دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 247)  
یعنی بال بالکل صاف کیے ہوتے تھے۔



## رناک صاف کرنا:

یہ بھی امور فطرت میں سے ہے۔ آج کل اتنے بڑے لوگ ہوتے ہیں بیچاروں کو رناک صاف کرنا بھی نہیں آتا ہوتا۔ تو میرے بھائیو! شریعت نے تو رناک صاف کرنا بھی سکھایا ہے۔ یہ اسلام کا حسن ہے کہ اس نے ہمیں ہر طرح سے سمجھایا ہے، ہم خود ہی سیکھنے کے لیے تیار نہ ہوں تو بد قسمتی ہماری اپنی ہے۔ شریعت نے بتایا ہے کہ جسم کے ہر عضو کی صفائی مطلوب ہے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں کہ رناک کے اندر ریزش ہوتی ہے یعنی رناک آئی ہوئی ہوتی ہے اور اس کو ایسے ہی سڑ سڑ کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض کو نزلہ ہوا ہوتا ہے یا کوئی ایسا معاملہ ہوتا ہے۔ بس اس کو صاف کر لیا۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو اسی کپڑے سے یا جہاں بیٹھے ہوئے ہیں صوفہ وغیرہ سے صاف کر لیا، اس بات کو شریعت نے ناپسند قرار دیا۔

## رناک صاف کرنے کا طریقہ:

چاہیے کہ انسان Bathroom جائے اور سیدھے ہاتھ سے رناک کے اندر پانی ڈالے اور رناک کو جھاڑنے کی کوشش کرے اور اگر انگلی ڈالنی ہو تو بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈالے اور رناک کو صاف کرے۔ یعنی Washroom جا کر پانی کو استعمال کر لے اور رناک کو صاف کرے، یہ سنت ہے۔ اس کے علاوہ انسان ٹشو پیپر یا رومال اپنے ساتھ رکھے۔ Direct انگلی لگا کر سب کے سامنے رناک صاف کرنا اس سے دوسروں کو بھی کراہیت محسوس ہوتی ہے، اس لیے شریعت نے اس کو ناپسند کیا ہے۔ لیکن اگر روزہ ہو تو روزہ کی حالت میں رناک میں پانی نہ ڈالے بلکہ احتیاط کرے کیونکہ اس



سے روزہ فاسد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

## رناک کے بالوں کے بارے میں وضاحت:

بعض لوگوں کی ناک بہت بڑی لمبی ہوتی ہے، بہر حال یہاں تو ہم جسمانی ناک کی بات کر رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ناک کے بالوں کو اکھاڑو۔

(بیہقی، فیض القدر جلد 11 صفحہ 199)

یعنی جو بال باہر آجاتے ہیں ان کو اکھاڑنا چاہیے۔ اندر والے بالوں کا ناک میں ہونا ضروری ہے۔ اگر اندر والے بال سارے ہی صاف کر لیے جائیں یا ان کو موڈھ لیا کسی طریقے سے یعنی بالکل صاف کر لیا جائے تو یہ درست نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ناک کے بالوں کا ہونا جذام سے حفظ کا ذریعہ ہے۔ (فیض الباری)

## رناک کے بالوں کا ایک فائدہ:

اور ویسے بھی جب انسان سانس لیتا ہے تو ناک کے بال اس میں بہت Role ادا کرتے ہیں۔ سانس کے آنے اور جانے میں ان ناک کے بالوں کا ہونا بڑی اللہ کی نعمت ہے۔ یہ نہ ہو تو بہت ساری مٹی اندر پہنچ جاتی ہے۔ لیکن جو بال باہر نکل آئے تو فرمایا کہ ان کو فینچی سے کاٹ دو۔ لیکن ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ ناک کے بال بالکل ہی صاف ہو جائیں یا ختم ہو جائیں یہ درست نہیں ہے۔

## رجوڑوں کا صاف رکھنا:

انسانی جسم کے وہ جوڑ اور اعضا وغیرہ جہاں عموماً میل کچیل جمع ہو جاتی ہے ان کو صاف رکھنا۔ مثلاً کان کے سوراخ کو صاف رکھنا اور اس کی میل کچیل کو صاف کرنا۔

(شرح احیاء جلد 2 صفحہ 394)



آج کل Cotton Buds ملتا ہے، نہانے کے بعد ذرا سا استعمال کر لیا جائے۔ مگر احتیاط سے ایسا بھی نہ ہو کہ کان کے پردے کو خراب کر دیں اور قوت سماعت متاثر نہ ہو جائے اور کہیں بہرے نہ ہو جائیں۔ تو کانوں کا صاف کرنا، اس کے میل کچیل کو دور کرنا اور کہیں بھی جسم کے اندر میل کچیل ہو تو اس کو دور کرنا ضروری ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس مقام پر بھی میل کچیل اور مٹی جمع ہو جائے تو اس کو صاف کرنے کا حکم ہے۔ (شرح مسلم للام النووی جلد 1 صفحہ 129)

معلوم یہ ہوا کہ شریعت صفائی کو پسند کرتی ہے، گندہ رہنے والے کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

### انقاص الماء کی وضاحت:

ایک اور بات بتانی تھی کہ یہ بھی امور فطرت میں سے ہے، وہ ہے انقاص الماء۔ علماء کرام نے اس کے دو مفہوم لیے ہیں:

① پیشاب کرنے کے بعد پیشاب گاہ کے اوپر انسان از خود چھینٹیں ڈالے۔ (چونکہ بہت سے نوجوان اس وجہ سے پریشان ہو جاتے ہیں کہ پیشاب کرنے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے قطرہ آگیا۔ ڈرتے رہتے ہیں، ان کو شیطان وہم لگا کر رکھتا ہے۔ پھر اس طرح وہ وہم کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔ تو اس کا بہترین علاج یہ بتایا کہ جب ہم پیشاب کر لیں تو پیشاب کرنے بعد ہاتھ کو گیلا کر کے وہیں پر چھڑکاؤ کر لیں پانی سے۔ خطرہ ہی نہ پیدا ہو قطرے کا، اب و سوسہ آئے تو انسان اس کو اپنی ہمت کے ذریعے دور کرے)

② دوسرا اس کا مطلب ہے پانی سے استنجا کرنا۔ (شرح مسلم للام النووی جلد 1 صفحہ 129)

### رخساب لگانا:

بہر حال یہ باتیں تو تمہیں صفائی کے متعلق، اس کے بعد اگلا موضوع ہے بالوں

میں خضاب لگانا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دکھائے جو کہ خضاب شدہ تھے۔ (بخاری)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کا استعمال کیا ہے، البتہ کم کیا ہے اور کبھی کبھی کیا ہے، بیشتر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال نہیں فرماتے تھے۔

(شرح مسلم للام النووی جلد 2 صفحہ 259)

یہ شرح مسلم کے اندر انہوں نے بات لکھی ہے۔

### بہترین خضاب مہندی:

اگر خضاب لگانا ہو تو اس کے بارے میں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مہندی کا خضاب لگاؤ، اس کی خوشبو بہت اچھی ہے اور دوسرے کے لیے مفید ہے۔ (مطالب عالیہ جلد 2 صفحہ 275)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے مہندی اور کثم کا خضاب استعمال کیا ہے وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مرقات جلد 4 صفحہ 482)

### کثم کے کہتے ہیں؟

کثم یمن میں ایک پودا ہوتا ہے جس سے سیاہی مائل سرخ رنگ تیار ہوتا ہے۔ ان دونوں (یعنی مہندی اور کثم) کے ذریعے سے سیاہی اور سُرخنی کے درمیان کارنگ نمایاں ہوتا ہے۔ (فتح الباری صفحہ 355)

### خضاب کے درجات:

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول



اللہ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا، اس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا گزرا اس نے مہندی اور کشم دونوں کا خضاب لگایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے۔ اور پھر ایک اور گزرا جس نے زرد (رنگ کا) خضاب لگایا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب خضاب سے اعلیٰ ہے۔ (ابوداؤد)

تو معلوم یہ ہوا کہ زرد رنگ کا خضاب زیادہ بہتر ہے اور پسندیدہ ہے۔ اس کے بعد مہندی اور کشم سے ملا ہوا اور تیسرے نمبر پر مہندی کا خضاب نبی ﷺ کو پسند تھا۔

### ر سیاہ خضاب لگانے پر وعیدیں:

اسی طرح ایک سیاہ خضاب بھی ہوتا ہے۔ سیاہ کے بارے میں چند باتیں سن لیجیے۔ پہلی وعید:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک جماعت ہوگی جو سیاہ (Black Colour) کا خضاب لگائے گی اس کی طرف خدا کی (خیر اور رحمت) کی نگاہ نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد، مجمع جلد 5 صفحہ 164)

دوسری وعید:

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ایک جماعت آخر زمانے میں ہوگی جو کہ کبوتر کے سینے کی مانند سیاہ خضاب لگائے گی، یہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد)

تیسری وعید:

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سیاہ خضاب استعمال کیا قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ (بزار مجمع الزوائد جلد 5)

سیاہ خضاب کے بارے میں آتا ہے کہ سب سے پہلے اس کو فرعون نے لگایا تھا۔  
(کنز العمال جلد 6 صفحہ 379)

یعنی اس کی نسبت فرعون کے ساتھ ہے۔ تو ہم اگر Colour لگانا چاہیں اپنے بالوں میں بڑھاپے کی وجہ سے، بیوی کی محبت کی وجہ سے تو Black Colour کا لارنگ قطعاً استعمال نہ کریں اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

### مسلم اور کافر کا خضاب:

ایک روایت میں ہے کہ مومن کا خضاب زرد رنگ کا ہوتا ہے، مسلمان کا سرخ ہوتا ہے اور کافر کا کالا ہوتا ہے۔  
(مجمع الزوائد جلد 5)

### عورتوں کا خضاب لگانا:

عورتوں کے خضاب کے متعلق جان لیجیے کہ عورتوں کا خضاب مہندی ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے خط دینے کے لیے آپ علیہ السلام کو ہاتھ بڑھایا تو یہاں پر نکتہ سمجھنے والا ہے کہ پردے کے پیچھے سے کوئی چیز پکڑائی کیونکہ سامنے نبی علیہ السلام بھی موجود تھے تو نبی علیہ السلام کو کوئی چیز دینی ہوتی تھی تو پردے کے پیچھے سے دیتے تھے۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

فَسَلُّوْهُنَّ مِنْ وَّرَائِهِنَّ حِجَابًا ۝ (الاحزاب: 53)

”کوئی چیز لینی یا دینی ہو تو پردے کے پیچھے سے دیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر نامحرم کو بضرورت شدیدہ کوئی چیز دینی ہے یا ان سے کچھ لینا ہے پردے کے پیچھے سے لینا دینا سنت عمل ہے۔ سامنے نہ آنا چاہیے جس کے مفاسد بھی بہت ہیں۔ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے





آپ ﷺ کو خط پکڑانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں معلوم کہ یہ ہاتھ کسی عورت کا ہے یا مرد کا۔ تو پھر فرمایا کہ اگر عورت ہے تو اپنے ہاتھوں کو مہندی کے رنگ سے کیوں نہیں رنگا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 383)

تو عورتوں کے لیے ناخنوں پر مہندی لگانا درست اور مسنون ہے۔ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ عورت اپنے ہاتھوں کو رنگ لگائے اور وہ رنگ مہندی کا ہو۔ مہندی لگانا ایک زینت بھی ہے اور عورتوں کی نشانی بھی۔ اور عورتوں کے لیے یہ ہے کہ زینت اپنے خاوند کے لیے اختیار کریں نہ کہ کسی غیر محرم کے لیے۔

### نیل پالش:

مگر ایسا سخت رنگ جس کے اندر وضو اور غسل کا پانی سرایت نہ کرے درست نہیں ہے جیسے آج کل خواتین Nail Polish لگاتی ہیں۔ اگر کسی نے نیل پالش لگائی اول تو یہ کہ نہ لگائے کیونکہ اکثر اس میں حرام چیزیں جیسے سور اور حرام جانوروں کی Fats وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ اور اگر کسی نے پوری تسلی کر کے حلال لے بھی لی تو اب اس کو لگا کر وضو کی جب دوبارہ ضرورت ہوگی تو وضو نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کا ایک خول جلد پر بن جاتا ہے جس کی وجہ سے وضو یا غسل کا پانی اندر نہیں جاتا جب وضو یا غسل صحیح ادا نہ ہو تو اب تلاوت قرآن، نماز وغیرہ درست نہیں ہوگی۔

### غلط فتویٰ:

آج کل کے نئے Tie قسم کے جو علماء ہوتے ہیں تو وہ یہ فتویٰ دے دیتے ہیں کہ جب وضو کر کے اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگائی تو اب اگر وضو ٹوٹ بھی گیا ہے کہ تو اس

جگہ کا نہیں ٹوٹا جہاں نیل پالش لگائی ہے۔ تو جس طرح یوم السبت ہفتے کے دن والے تھے یعنی احکام کو مسخ کرنے والے تو ان کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔

### ایک لطیفہ:

جیسے ایک لطیفہ ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا اور وضو کرنے کے بعد دوبارہ پھر وضو کر لیا تو کسی نے پوچھا کہ تم نے وضو کرنے کے بعد دوبارہ پھر وضو کر لیا تو اس نے کہا کہ ایک ٹوٹ جائے گا تو دوسرا باقی رہے گا۔ تو میرے بھائیو! احکامات تو وہی چلیں گے جو نبی ﷺ نے بتا دیئے۔

### مردوں کو عورتوں کی مشابہت سے ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مخنث آیا۔ (مخنث جس کو عام زبان میں بیچرا کہہ دیتے ہیں) اس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ تم نے کیوں لگائی؟ تو اس نے جواب دیا کہ عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے اس کو باہر نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو نکال کر بقیع تک پہنچا دیا گیا۔ (مشکوٰۃ، مرتقاۃ صفحہ 480)

اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ان کی طرح مہندی لگانا منع اور حرام ہے۔

بعض لوگ صرف ایک ہاتھ پر لگا لیتے ہیں۔ بعض لوگ شادی بیاہ پر لگا لیتے ہیں تو تمام صورتوں میں یہی حکم ہے کہ مردوں کے لیے ہاتھوں اور پیروں پر مہندی لگانا جائز نہیں۔ اسی طرح لڑکوں کے لیے بھی مہندی لگانا پسندیدہ نہیں۔ مہندی کو نبی ﷺ نے عورتوں



کے لیے پسند فرمایا تو جو مرد مہندی لگائے تو وہ عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اور عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اس کو لعنت کا مستحق ہونا پڑے گا۔ بہر حال اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں سمجھ عطا فرمائے آمین۔ اور ایک ایک سنت کو شوق اور لگن سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

### دل کی صفائی:

یہ چند باتیں تو تھیں ظاہری صفائی اور سنت کے بارے میں۔ اب چند باتیں دل کی صفائی کے متعلق بھی سن لیجیے کہ دل کی صفائی کے لیے کیا چیزیں ضروری ہیں۔ دل کی صفائی کثرتِ ذکر سے ہوگی اور اللہ والوں کی صحبت سے ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

**لِكُلِّ شَيْءٍ مَّغْدَنٌ وَمَغْدَنُ التَّقْوَى قَلْبُ الْعَارِفِينَ.**

(کتاب الزہد، مجمع الزوائد حدیث: 17944)

”ہر چیز کا ایک خزانہ ہوا کرتا ہے اور تقویٰ کا خزانہ اللہ والوں کے دل ہوا کرتے ہیں۔“

### تقویٰ کیسے اور کہاں سے ملے گا؟

تقویٰ کا حاصل کرنا فرض عین ہے یعنی ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔ مگر یہ کیسے ملے گا؟ یہ اللہ والوں کی صحبت سے ملے گا۔

قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** (التوبة: 119)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔“

کیوں کہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ کیسے حاصل کیا جائے؟ تو اللہ پاک نے خود ہی جواب دے یا کہ

وَ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبہ: 119)

”تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

مفسرین نے اس آیت کا مفہوم مشائخِ وقت کو لیا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ

لَتَكُونُوا امثالَهُمْ

یعنی کہ تم اللہ والوں اور مشائخِ وقت کے ساتھ اتنا رہو اتنا رہو کہ ان جیسے بن جاؤ، اس لیے کہ صحبت مؤثر ہو کرتی ہے۔

الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ (مسند احمد)

”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔“

اب ہمیں چاہیے کہ ہم دیکھیں کہ ہم کس کو اپنا دوست بنا رہے ہیں۔ کہاں اٹھ رہے ہیں؟ بیٹھ رہے ہیں؟ امت کے اندر جتنے بھی علماء اور مشائخِ گزرے ہیں سب نے کسی نہ کسی کی صحبت میں بیٹھ کر فیض حاصل کیا تو پھر اللہ نے ان کو چار چاند لگائے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ دو سال ان کی خدمت میں رہے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ

لَوْلَا سَنَّتَانِ لَهَلَكَ نَعْمَانُ.

”اگر وہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔“



## اکابر علماء کا اصلاحی تعلق:

اگر اکابرین کی بات کی جائے تو تفصیلات بہت ہیں۔ ہمارے اکابر علماء جتنے بھی گزرے ہیں جیسے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرات علم کے پہاڑ تھے۔ اور ایک بزرگ تھے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ تو یہ بزرگ فقط کافیہ تک پڑھے ہوئے تھے پورے عالم نہیں تھے۔ اور علم کے پہاڑ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جا کے بیعت ہو گئے۔ اب لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضرت! آپ اتنے زیادہ علم والے ہیں تو آپ ایک صوفی سے اللہ والے سے بیعت ہو گئے ہیں۔ کہنے لگے کہ ہم نے مدارس میں پڑھنے کے بعد مٹھائیوں کے نام یاد کر لیے تھے۔ ذائقہ وہاں جا کے آیا کہ نماز کیسے پڑھنی ہے، روزہ کب شروع ہوتا ہے، کب ختم ہوتا ہے۔ جو فقہی مسائل ہیں وہ مدرسے سے ہمیں معلوم ہو گئے تھے لیکن نماز کی کیفیات کیا ہوں؟ اللہ کا قرب کیسے ملے؟ اور نماز سے ایمان میں کیسے اضافہ ہو؟ تلاوت سے ایمان میں اضافہ کیسے ہو؟ تو یہ چیزیں اللہ والوں کے پاس جا کر ہی آتی ہیں۔ یہ فقہی مسائل پڑھ کے حاصل نہیں ہوتیں۔

## رِجَالُ مَحَدِّثِ الْعَصْرِ حَضْرَتِ كَشْمِيرِي رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ زمانہ آپ کو محدث العصر کے نام سے یاد کرتا ہے۔ ایک مرتبہ بخاری کا ختم ہوا تو انہوں نے طلباء کو فرمایا کہ جتنی مرتبہ چاہو بخاری شریف ختم کر لو، جب تک تم کسی اللہ والے کی جو تیاں سیدھی نہیں کرو گے روح علم سے محروم رہو گے۔ مطلب کہ علم کی جو باطنی کیفیات ہیں وہ نہیں مل سکتیں۔



## اللہ والوں کی صحبت کیوں ضروری ہے؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب علمائے کرام نے یہ دیا ہے کہ انسان عمل تو کرتا رہتا ہے۔ یعنی عمل تو انسان کی زندگی میں آ ہی جاتا ہے مگر جب تک انسان اللہ والوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا عمل کے اندر اخلاص سے محروم رہتا ہے۔ عمل کر رہا ہوگا زندگی کے بیس تیس چالیس سال گزرے ہوں گے، وہ شخص بڑے بڑے اعمال کر رہا ہوگا لیکن اگر کسی اللہ والوں کے پاؤں میں نہیں بیٹھا ہوگا تو اخلاص کی اس مقدار کا اس کو پتا ہی نہیں ہوگا۔ سمجھ نہیں ہوگی کہ وہ کیا نعمت ہوا کرتی ہے۔

## اللہ والوں کی صحبت مفید ہونے کی وجوہات:

ویسے تو بہت زیادہ ہیں لیکن چار بنیادی وجوہات علماء نے لکھی ہیں۔ یہ باتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

### پہلی وجہ:

یہ ہے کہ جس طرف ان کے دل متوجہ ہوتے ہیں اللہ کی رحمت اس طرف متوجہ ہو جاتی ہے یعنی ان کے پاس اللہ کی رحمت کو کھینچنے والے مقناطیس ہوتے ہیں۔ علماء سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ یہ اللہ کے منظور نظر ہوا کرتے ہیں۔

### دوسری وجہ:

یہ ہے کہ ان کے ملفوظات کو سن کر انسان کو اپنے نفس کے رزائل اور نفس کی خباثوں کا



پتا چل جاتا ہے کہ میں کتنے پانی میں ہوں، گھر بیٹھے تو ہر بندہ جنید اور بایزید ہی ہوتا ہے۔

### تیسری وجہ:

یہ ہے کہ جب انسان اپنے حالات ان کو سناتا ہے تو ان کے مقبول اوقات کی مقبول دعاؤں میں اپنا حصہ لے لیتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا:

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے  
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے  
یعنی محسوس ہوتا ہے کہ دعائیں پہرہ کر رہی ہوتی ہیں۔

### چوتھی وجہ:

یہ ہے کہ انسان کی طبیعت کے اندر نقل صفات کا خاصہ ہے جہاں بیٹھے گا دل چاہے گا کہ میں ویسا ہو جاؤں۔ آپ کپڑے والے کے پاس بیٹھیں دل کرے گا کہ میں کپڑے بیچنے لگ جاؤں۔ کرکٹ والے کے پاس بیٹھیں، دل کرے گا میں بھی کرکٹ کھیلنا شروع کر دوں۔ معلوم ہوا کہ انسان جہاں بیٹھتا ہے، ویسا ہونے کا دل کرتا ہے۔ تو اگر بندہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو اللہ والوں جیسا بننے کی کوشش کرے گا تو کثرتِ صحبت کی وجہ سے ویسا ہو بھی جائے گا۔

### ارِ وصول الی اللہ کی تعریف:

اس کے علاوہ وصول الی اللہ ہمارے ہاں ایک ٹرم Term بولی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ایسا استحضار ہو جانا کہ پھر اللہ تعالیٰ بھلانے سے بھی نہ بھولے۔ جیسے کسی نے کہا کہ بھلانا چاہو گے بھی تو بھلا نہ سکو گے۔ تو ایسی کیفیت کے حاصل ہو جانے کو وصول

الی اللہ بھی کہتے ہیں۔

## اللہ والا بننے کا نسخہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چار کام تم کر لو تم اللہ والے بن جاؤ گے، ٹھیکہ میں لیتا ہوں۔ وہ چار کام یہ ہیں:

- ① اعمال میں ہمت کر کے ظاہراً اور باطناً شریعت کا پابند بنا جائے۔
- ② کثرت کے ساتھ اللہ کو یاد کیا جائے۔ مطلب کہ خوب اللہ اللہ کیا جائے۔
- ③ کسی تہنیت سنت و شریعت شیخ کی صحبت اختیار کی جائے، اس سے بیعت ہو جائے، اس کے پاس وقت گزارا جائے۔
- ④ جب بندہ شیخ سے دور ہو جائے تو ان کی باتوں سے، مواعظ سے، بیانات سے، ملفوظات سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت نے کہا: جو یہ چار کام کر لے گا وہ اللہ والا بن جائے گا۔ ٹھیکہ اس بات کا میں لیتا ہوں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔

## رہی زمانہ بیعت فرض ہے:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جو بیعت ہے یہ ہے تو سنت عمل لیکن فی زمانہ میری نظر میں یہ فرض ہے، کیونکہ اس سنت کو پوری کرنے سے انسان کی زندگی میں فرائض زندہ ہو جاتے ہیں۔

## بیعت ہونے سے ڈرنا:

بہت سے لوگ ڈرتے ہیں بیعت کے نام سے۔ کچھ دنوں پہلے ایک خاتون نے فون



پر بتایا کہ میری فلاں رشتے دار بیعت ہونا چاہتی ہے، مگر ڈرتی ہے کہ اگر میں بیعت ہوگئی تو عمل کرنا پڑ جائے گا۔ نماز پڑھنی پڑ جائے گی اور پتا نہیں کیا کیا ہم پر فرض ہو جائے گا۔ تو میں نے ان کو سادھی سی بات سمجھائی کہ بیعت ہونے سے پہلے اور بیعت ہونے کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آجاتی، جو چیزیں بیعت ہونے سے پہلے بھی فرض ہیں وہ بیعت ہونے کے بعد بھی فرض ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نماز اور قرآن کو بیعت نے فرض نہیں کیا بلکہ یہ تو جو کلمہ پڑھے لے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ

تو اب ایک بہت بڑا تقاضا ہماری طرف متوجہ ہو گیا۔ خالی کلمہ پڑھنے سے کام پورا نہ ہوا ایک بہت بڑا عمل کا میدان ہمارے سامنے آ گیا۔

### بیعت ہونے کے فوائد:

بیعت ہو جانے کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ لوگ جو دین سے دور تھے بیعت کی برکت سے دین کے قریب آ گئے۔ اور وہ کلمہ جو انہوں نے پڑھا تھا اس کے تقاضے پورے کرنا ان کے لیے آسان ہو گیا۔

### فوائد کی وجوہات:

ایک بات تو یہ ہوتی ہے کہ اس میں اللہ والوں کی دعائیں شامل ہوتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ انسان ارادہ کر لیتا ہے کہ میں نے توبہ کر لی ہے اور اب اللہ کو راضی کرنا ہے۔ اور توبہ کی وجہ سے اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔ پھر جو شیخ ہوتے ہیں وہ رات کو اُٹھ اُٹھ کر ان کے لیے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ کی رحمتوں کو بار بار کھینچنے کے

لیے بار بار مانگ رہے ہوتے ہیں دامن پھیلا رہے ہوتے ہیں۔  
مزہ تو تب آئے گا کہ شیخ بھی اس کے لیے دعا کرتا رہے اور وہ خود بھی اپنے لیے توبہ کو  
طلب کرے، تو یہ دونوں چیزیں جب مل جاتی ہیں تو اللہ کی رحمتیں جلدی مل جاتی ہیں۔

## شیخ سے محبت:

ایک حدیث سنئے! نبی ﷺ نے فرمایا:

**الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ** (متفق علیہ)

”آدمی جس سے محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“  
انسان جب بیعت کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے؟ ظاہر ہے محبت کی وجہ سے کرتا ہے۔  
اب ذرا غور کیجیے! اور اس کی تشریح سن لیجیے!  
میں اپنے شیخ حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم سے  
الحمد للہ! بیعت ہوں۔ مجھے اپنے شیخ سے بے پناہ محبت ہے اور ان کو اپنے شیخ سے محبت  
ہے۔ حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ

**الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ**

کہ انسان تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔  
اب بھی! مجھے تو اپنے شیخ سے محبت ہے تو میں ان کے ساتھ جڑ گیا اور ان کو اپنے  
شیخ سے محبت ہے وہ ان کے ساتھ جڑ گئے، تو اس طرح چلتے چلتے پورا شجرہ طیبہ ہمارے  
پاس موجود ہے۔ آپ خانقاہ میں آئیے اور شجرہ طیبہ ملاحظہ کریں اور کتابوں میں بھی لکھا  
ہے کہ یہ سلسلہ چلتے چلتے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ اب آپ سب بتائیں  
ان کو کن سے محبت ہے؟ ان کو نبی ﷺ سے محبت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ تعلق ہے جو





قیامت کے دن آقا ﷺ کے قدموں میں جگہ دلوا سکتا ہے۔ آپ بتائیں ہمیں اس کی کتنی لاج رکھنی چاہیے؟ کتنی قدر کرنی چاہیے؟ کیا یہ نسبت چھوٹی ہے؟

### عجیب مثال:

اب اس کی مثال جو علماء دیتے ہیں سن لیجیے۔ ریل گاڑی کے اندر ڈبے ہوتے ہیں، کچھ ہوتے ہیں فرسٹ کلاس کے ڈبے اور کچھ ہوتے ہیں تھرڈ کلاس کے ڈبے، جس میں آوازیں بھی آرہی ہوتی ہیں، چوں چوں بھی کر رہا ہوتا ہے اور گندہ بھی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی پھلچر ہو اور اس کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک دن فرسٹ کلاس کے ڈبے نے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ لگا رہتا ہے، میں تو اتنا صاف ستھرا ہوں۔ Ac لگا ہوا ہے، مٹی بھی نہیں ہے، لیکن تیری چوں چوں سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے بڑا گندہ رہتا ہے تو میرے ساتھ تیرا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ تھرڈ کلاس والے ڈبے نے کہا کہ جناب! میں آپ کی عظمتوں کا قائل ہوں، آپ بالکل ٹھیک فرماتے ہیں، بالکل ایسا ہی ہے اور میں اس سے گیا گزرا ہوں جیسا آپ کہہ رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میری کنڈی آپ کے ساتھ لگی ہوئی ہے جدھر آپ پہنچیں گے، ادھر میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ تو یہ جو اللہ والے ہوتے ہیں یہ فرسٹ کلاس ڈبے کی مانند ہوا کرتے ہیں، ہم پھلچر قسم کے ڈبے ہی ہیں، مگر جب ہم اپنی کنڈی ان کے ساتھ جوڑ لیں گے تو اللہ کی رضا کا جو اسٹیشن ہے تو جہاں یہ پہنچیں گے ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔

### سورہ طور میں اللہ رب العزت کا فرمان:

اب اس میں دلائل تو اور بھی بہت ہیں۔ قرآن پاک میں سورہ طور سے ایک دلیل بھی سن لیجیے، پھر بات کو میں ان شاء اللہ مکمل کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں اللہ کریم فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ . (الطور: 21)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان لائی اور وہ ایمان والوں کے پیچھے چلے (لیکن اعمال اس درجے کے نہ کر سکے اتنی بلند پرواز نہ ملی، جتنی بڑوں کو ملی تھی) تو اللہ پاک اپنی رحمت سے قیامت کے دن اولاد کو ان کے بڑوں کے ساتھ کر دے گی۔“

یعنی نیکیوں میں۔ تو علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے روحانی اولاد بھی مراد ہے اور جسمانی اولاد بھی مراد ہے۔ شیخ ہے اس کا مرید مراد ہے، استاد ہے تو اس کا شاگرد بھی مراد ہے اور جسمانی اولاد تو مراد ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اولاد سے دونوں طرح کی اولادیں مراد ہیں۔ یہ اللہ رب العزت فرما رہے ہیں۔

### اللہ کے لیے محبت کرنے پر انعام:

اب بیعت کے متعلق ایک اور حدیث مبارک بھی سن لیجیے۔ فرمایا:

هُمُ الْمُتَّحِبُونَ فِي اللَّهِ

”یہ وہ ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔“

یہ روایت وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَفَ بَيْنَهُمْ کی تفسیر میں علماء نے لکھی ہے۔

(سنن نسائی، مستدرک حاکم)

مطلب یہ ہے کہ جو شیخ سے بیعت کرتے ہیں یعنی جب مرید بیعت کرتا ہے تو یہ اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں، مال پیسے کے لیے نہیں۔ تو نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق جو دو شخص اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کو عرش کا سایہ مل جائے گا۔ اللہ اکبر! بیعت کی بڑی برکتیں ہیں۔ اور بیعت کے بہت سے فوائد ہیں۔ سب سے بڑا بیعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی



محبت آجائے، گھر کر جائے، راسخ ہو جائے۔

### محبت پر اشعار:

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے کیا خوب فرمایا ہے:

محبت کیا ہے دل کا درد سے معمور ہو جانا  
متاعِ جاں کسی کو سوچ کر مجبور ہو جانا  
قدم ہے راہِ الفت میں تو منزل کی ہوس کیسی؟  
یہاں تو عین منزل ہے تھکن سے چور ہو جانا  
یہاں تو سر سے پہلے دل کا سودا شرط ہے یارو!  
کوئی آسان نہیں ہے کیا سرمد منصور وہو جانا  
بسا لینا کسی کو دل میں دل ہی کا کلیجہ ہے  
پہاڑوں کو تو بس آتا ہے جل کر طور ہو جانا  
معلوم ہوا کہ اللہ کی یہ محبت اللہ والوں کی صحبت سے ملے گی۔  
اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



## عصا

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اضْطَفَى. أَمَا بَعْدُ:

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمَا تِلْكَ بِيَدَيْكَ يَا مُوْسَى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّوْا عَلَيَّهَا وَاهْتَسَبُ بِهَا عَلٰى

عَنْبِيِّ وَاٰلِيْ فِيْهَا مَا رُبُّ اٰخَرٰى ۝ (طه: 17, 18)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ اٰخَرَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُوْلِ اللّٰهِ اٰسُوَةٌ حَسَنَةٌ ۗ

(الاحزاب: 21)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَّمَ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَتَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اعقل مندکون؟

اللہ رب العزت نے مجھے اور آپ کو اس دنیا کے اندر بہت مخصوص مدت کے لیے بھیجا ہے۔ ہم اس دنیا کو جنت بنانے میں لگے ہوئے ہیں جب کہ یہ دنیا خود بھی ختم ہو جائے گی



اور ہم نے خود بھی اس کو چھوڑ کر جانا ہے۔ عقل مند وہ ہے جو آنے والی زندگی کی تیاری اس زندگی میں کر لے۔

### رکفن کا کپڑا:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے: اے دوست! تجھے کیا خبر کہ وہ کپڑا جس نے تیرا کفن بننا ہے بازار میں پہنچ چکا ہو۔ ہم تو اپنے کفن سے بھی واقف نہیں کہ بازار میں آگیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بازار میں آچکا ہو، مارکیٹوں میں آچکا ہو۔ اور کون سا وقت ملاقات الہی کے لیے جانے کا آجائے اور اللہ رب العزت کا فرشتہ آجائے اور ہمیں اپنے ساتھ لے جائے۔ عقل مند وہ ہے جو اللہ سے ملاقات کے لیے تیاری کرے۔

### اللہ سے ملاقات کی تیاری:

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کیسے ہوگی؟ اس کے لیے کن اسباب کی ضرورت ہے؟ فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں ڈھل جانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سانچے میں ڈھل جانا ہی کامیابی ہے۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنا یا وہ کامیاب ہوگا، اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں کو چھوڑ دیا وہ ناکام ہو گیا۔

### رہماری غلط سوچ:

لوگ سمجھتے ہیں مال پیسے کا زیادہ ہونا، کاروبار کا بڑھ جانا، عہدے کا مل جانا یہ کامیابی ہے اور اللہ کی رضا کی دلیل ہے۔ لوگ فون کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت! لگتا ہے اللہ ناراض ہو گیا، پریشانیاں زیادہ ہیں، تکلیفیں زیادہ ہیں، خوشیاں نہیں ہیں۔ تو لوگ غموں اور پریشانیوں کو اللہ کی رضا اور ناراضگی کی وجہ سمجھ لیتے ہیں۔ سبحان اللہ دھوکے



میں پڑ گئے ہیں۔ اگر ہماری زندگی حضورِ پاک ﷺ کے مبارک طریقوں پر ہے تو اللہ ہم سے راضی ہے۔ یہ حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مال تو اپنوں کو بھی دے دیتے ہیں، غیروں کو بھی دے دیتے ہیں، یاروں کو بھی دے دیتے ہیں، غداروں کو بھی دے دیتے ہیں لیکن دین اور دین سے محبت اپنے پیاروں کو ہی دیتے ہیں۔ یہ غیروں کو نہیں ملتی، غداروں کو نہیں ملتی۔ یہ کس کو ملتی ہے؟ پیاروں کو ملتی ہے۔ جس کو اللہ اپنا پیارا بنانا چاہتے ہیں اس کو ہی اپنے پیارے کی یعنی اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی محبت اور سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔

### اللہ کی رضا و نارا ضگی جاننے کا طریقہ:

اگر ہماری زندگی نبی کریم ﷺ کے طریقے پر ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہیں، چاہے مال ہو یا نہ ہو۔ اور اگر ہماری زندگی نبی کریم ﷺ کے طریقے سے مخالف گزر رہی ہے تو کتنا ہی مال کیوں نہ ہو، جمال کیوں نہ ہو، اللہ ہم سے ناراض ہیں۔ اللہ رب العزت حضورِ پاک ﷺ کی اتباع کی توفیق دیتے ہی اپنے پیاروں کو ہیں۔

### جنت میں کون جائے گا؟

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سنتوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اہتمام اور پابندی کے ساتھ عمل کرے۔ تلاش کر کے، پوچھ پوچھ کر، نبی ﷺ کے طریقوں کو اپنی زندگی میں لائے۔ ایسا نہ ہو جیسا کہ بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ سنت ہی تو ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے نہ بنیں۔ سنت سے بے توجہی اختیار نہ کریں بلکہ سنت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں پھر زندگی میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔



## آپ ﷺ کا عصا مبارک:

چوں کہ ہماری ساری گفتگو سنت اعمال کے متعلق ہے اور مختلف موضوعات پر بات ہو چکی ہے الحمد للہ۔ آج ان شاء اللہ بات ہوگی عصا کے متعلق۔ آپ ﷺ عصا کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ جس کو ہم چھڑی یا لاٹھی کہہ دیتے ہیں عربی میں اس کو عصا کہا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عصا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (سبل الہدی جلد 7 صفحہ 589)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی تو آپ ﷺ نے اپنا عصا اس کی انگوٹھی کے اوپر مارا۔ (سبل الہدی جلد 7 صفحہ 587)

تنبیہ کے لیے کہ دیکھو! تو نے کیا پہنا ہوا ہے؟ کیونکہ مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے۔ اللہ انہیں جنت میں عطا فرمائیں گے۔ دنیا کے اندر مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے۔

## الحاصل حدیث:

اس حدیث مبارک سے دو باتیں معلوم ہونیں: ایک تو یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصا استعمال فرماتے تھے۔ اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ اگر سامنے کوئی مرید ہے یا شاگرد ہے، اولاد ہے، ایسا موقع ہے کہ انسان تنبیہ کرے کہ سمجھ جائے گا تو تنبیہ کرنا بھی چاہیے۔ اس کو سمجھانا بھی چاہیے کہ دیکھو! یہ کام غلط کر رہے ہو ایسا نہ کرو۔ تو جو بڑے ہیں ان کو چاہیے کہ حکمت اور بصیرت کے ساتھ موقع محل کو دیکھتے ہوئے امر بالمعروف والنہی عن المنکر کرتے رہیں۔

## عصا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے:

عصا کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت تھی۔  
(الجامع الاحکام القرآن جلد 11 صفحہ 188)

## موسىٰ علیہ السلام کے عصا کی تاریخ:

چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جو عصا ہے اُس کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور کئی جگہ ذکر ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جو عصا دیا تھا اس کے بارے میں آتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تھے تو عصا لے کر آئے تھے اور یہ آبنوس کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ مختلف انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ اس طرح سے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عصا حضرت نوح علیہ السلام تک پھر آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہوا اور آگے انبیاء سے ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام تک اور پھر انہوں نے اپنے داماد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا۔ (فتوحات البیہ جلد 3 صفحہ 346)

بحر محیط کے اندر بھی یہ ہے کہ جنت سے یہ عصا سیدنا آدم علیہ السلام دنیا میں لے کر تشریف لائے تھے۔

(بحر محیط جلد 6 صفحہ 235)

یہاں سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام عصا استعمال فرمایا کرتے تھے۔  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور اس کے استعمال کا حکم بھی فرماتے تھے۔ (سبل الہدی جلد 7 صفحہ 589)

## عصا مومن کی علامت ہے:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عصا کا استعمال مومن کی علامت اور حضرات انبیاء



کرام ﷺ کی سنت ہے۔ (الجاوی جلد 11 صفحہ 188)

حضور پاک ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ بعض اوقات آپ ﷺ عصا کا استعمال کرتے اور کبھی عصا نہ ہوتا تو اس جیسی لکڑی کی کوئی شاخ بطور عصا چھڑی یا لاٹھی کے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مسند حمیدی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کھجور کی شاخ کو پسند فرماتے، اُسے ہاتھ میں رکھتے، ہاتھ میں رکھے ہوئے مسجد میں داخل ہو جاتے۔ (سبل الہدی جلد 7 صفحہ 587)

اس سے معلوم ہوا کہ عصا، چھڑی یا لاٹھی کا استعمال کرنا سنت ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ کوئی ذلت یا کوئی گھٹیا پن ہے۔ نہیں، یہ تو عین سنت ہے اور اس سے انسان کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

### علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ طہ کی آیت

أَتَوَكَّوْا عَلَیْهَا وَ أَهْتَسُّ بِهَا عَلٰی عَنَبِیْ وَ لٰی فِیْهَا مَا رِبُّ اٰخِرٰی ﴿۱۸﴾

(طہ: 18)

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ سے عصا کا مستحب (باعث ثواب ہونا) ثابت ہوتا ہے۔ (روح المعانی جلد 16 صفحہ 177)

### مبارک لوگ:

آج عصا کا استعمال امت میں متروک ہو چکا ہے۔ چنانچہ سنت کی حیثیت سے اس کے استعمال اور اس کو رائج کرنے کا بڑا ثواب ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو سنتوں کو تلاش کرنے والے ہیں اور خلوص کے ساتھ ان پر عمل کرنے والے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ میری امت میں بگاڑ کے وقت جو میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کرے گا، اللہ رب العزت اس کو سوشہیدوں کا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

## رچلتے وقت عصا کا استعمال:

چلتے وقت عصا رکھنا سنت ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصا کا سہارا لیے ہوتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ 272)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ سفر میں، حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اُن کے بارے میں آتا ہے کہ

## كان من السابقين الأولين

”شروع کے لوگوں میں سے تھے“۔

ایک جگہ آتا ہے چھٹے نمبر کے صحابی تھے۔ تیس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے، عاشق صادق تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے جانے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لا کر دیتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آپ ساتھ چلتے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اپنا جوتا اُتارتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود کے حوالے کر دیتے۔ اس طرح اور عصا بھی ان کے حوالے کر دیتے یہ خادم خاص تھے۔ سفر میں، حضر میں آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ خاص کر آپ کے جوتے، عصا، مسواک یہ ساری چیزیں جو ضرورت کی ہوتی تھیں، اُن کے ذمہ دار ہوتے تھے اور اُن کو سنبھالا کرتے تھے۔ (شامل کبریٰ جلد 1 صفحہ 360)





## سُترہ بنانا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عصا کو سفر میں ساتھ رکھتے اور نماز پڑھ لیتے۔  
(سبل الہدی جلد 7 صفحہ 588)

یعنی جب نماز پڑھنے لگتے تو اسے سُترہ کے طور پر سامنے کھڑا کر لیتے تاکہ کسی نے اگر سامنے سے گزرنا ہو تو گزر سکے تو نماز کا سُترہ بنا لیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک لقب یہ بھی ہے صاحب عصا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الجامع الاحکام القرآن جلد 11 صفحہ 189)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا کو سنبھالنے والے۔

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ:

ابوالحسن ضحاک نے محمد بن مہاجر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی (استعمال شدہ چار پائی) عصا، پیالہ، لگن، تکیہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا اور رحل تھی۔ یہ چیزیں وہ قریش والوں کو دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دیکھو! یہ اُن کی میراث ہے جو اللہ پاک کے نزدیک سب سے معزز و مکرم و محترم تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد 7 صفحہ 563)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال شدہ عصا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھی آیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ آخر زمانے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا کا استعمال فرمایا تھا۔

## خطبات میں عصا کا استعمال:

اسی طرح جو لوگ جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہیں ان کے بارے میں بات کیا ہے؟ حکم

بن حزن بن کلفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قیامِ مدینہ کے موقع پر جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عصا یا کمان کے سہارے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ (ابوداؤد جلد 1 صفحہ 256)

حضرت عبدالرحمن بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے موقع پر ہوتے، جنگ کے موقع پر ہوتے اور خطبہ دینے لگتے تو کمان کا سہارا لے لیا کرتے تھے۔ اور جب اپنے شہر مدینہ طیبہ میں ہوتے جمعہ کے دن خطبہ دینے کا ارادہ ہوتا تو عصا کے سہارے رہتے۔ (ابن ماجہ صفحہ 77)

### اہتمامِ عصا:

الحمد للہ! اب مسجد میں خطبہ ہوتا ہے تو یہاں والوں کو جو ذمہ دار ہیں چاہیے کہ عصا کا انتظام کر لیں۔ جمعہ کے دن امام خطبہ دینے آئے تو عصا کا سہارا لے لے۔ یہ سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ابن شہاب زہری (جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوتے تو عصا لیتے اور اس کے سہارے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور فرمایا کہ یہ سنت حضرات خلفائے راشدین میں بھی جاری رہی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ حضرات بھی عصا کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (مرا سیل ابوداؤد صفحہ 7)

### اعیدین کے موقع پر عصا کا استعمال:

اسی طرح عیدین کے موقع پر عید الاضحیٰ، عید الفطر، دو عیدیں ہیں۔ سال کی دونوں عیدوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمان یا عصا کا سہارا لیا کرتے تھے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کے دن کمان دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے سہارے خطبہ دیا۔ (ابوداؤد: 162)



ان تمام روایتوں سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل اور سنت یہ ہے کہ جمعہ اور عیدین میں خاص طور سے عصا کا سہارا لیتے یعنی منبر پر چڑھ کر عصا کا سہارا لے کر خطبہ دیتے۔

آج خطبے کا یہ مسنون طریقہ اُمت میں سے ختم ہو گیا تو خطیب حضرات کو چاہیے کہ اس مسنون طریقے کو اختیار کریں۔ عصا کے سہارے خطبہ دیں اور ہر مسجد میں ایک عصا کا اہتمام ہونا چاہیے۔ مسنون اعمال اور طریقوں کو زندہ کرنا سوشل سہیڈوں کے اجر کے برابر ہے۔

### عصا کی خصوصیات:

حسن بصری ﷺ فرماتے ہیں عصا کے اندر چھ خصوصیات ہیں:

- ① یہ حضرات انبیاء ﷺ کی سنت ہے۔
- ② یہ صلحاء کی زینت ہے۔
- ③ دشمنوں پر ہتھیار ہے۔
- ④ کمزور اور ضعیفوں کا مددگار ہے۔
- ⑤ منافقین کے لیے باعثِ غم ہے۔
- ⑥ عبادات کے اندر اضافہ ہے۔ (شمائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 362)

### عصا کے فوائد:

چنانچہ علامہ قرطبی ﷺ نے اس کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مومن کے پاس جب عصا ہوتا ہے تو شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔ یعنی یہ عصا ہتھیار بن جاتا ہے اور شیطان کو دور بھاگتا ہے۔ فاجر اور منافقین اس عصا سے خوف کھاتے ہیں اور نماز اگر انسان پڑھے تو سترہ کے طور پر بھی استعمال کر سکتا ہے۔ تھک جائے تو اس سے

ٹیک بھی لگا سکتا ہے۔ (شہائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 362)

تفسیر قرطبی میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حجاج بن یوسف نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں عصا ہے تو اس سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ عصا ہے جسے میں نماز پڑھتے وقت آگے رکھ کر سترہ بنا لیتا ہوں تو مجھے مدد مل جاتی ہے۔ پھر میرے جانور ہیں جنہیں مجھے لے جانا ہوتا ہے، تو یہ عصا مجھے وہاں بھی کام دیتا ہے کہ میں ان کو ہانکتا ہوں۔ اور سفر میں اس کے سہارے چلتا ہوں۔ مجھے قوت ملتی ہے، مدد ملتی ہے، چلنے میں اس کا سہارا لے کر اپنا قدم بڑھاتا ہوں۔ پھر کہنے لگے: کبھی مجھے نہر میں چھلانگ لگانی پڑے نہانے کے لیے تو اس عصا کے ذریعے میں اپنے نہانے میں بھی مدد لیتا ہوں۔ گرنے کی صورت میں، پھسلنے کی صورت میں، مجھے اس سے مدد رہتی ہے۔ سڑک خراب ہو، اونچائی پر چڑھنا ہو، نیچے اترنا ہے تو یہ مجھے مدد دیتا ہے اور میں گرنے اور پھسلنے سے محفوظ رہتا ہوں۔ پھر دھوپ کے وقت میں کپڑا ڈال کر اس کے اوپر ایک چھتری سی بنا لیتا ہوں، اس سے مجھے سایہ ہو جاتا ہے۔ اور میں کہیں جاتا ہوں کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں تو اس عصا سے میں دروازہ بھی کھٹکھٹاتا ہوں اسی طرح راستے میں چلنے والے کتے کے کاٹنے سے بھی محفوظ رہتا ہوں۔ تو بہت سارے فائدے گنوا دیے۔ (شہائل کبریٰ جلد 1 صفحہ 362)

## ابروز قیامت تھوڑے لوگ:

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عصا استعمال کرنے والے بہت کم ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن اُمیس بن اسلمی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا ہدیہ (Gift) دیا اور فرمایا کہ لو اسے استعمال کرو، قیامت میں اس کو استعمال کرنے والے بہت کم لوگ ہوں گے۔ (بہت تھوڑے ہوں گے جو اس سنت کو پورا کر کے لائیں گے)،



جب ان کا انتقال ہوا تو تبر کا برکت کے حصول کے لیے ان کی قبر میں نبی علیہ السلام کے مبارک عصا کو رکھا گیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد 3 صفحہ 185)

جب کہ آج کل عصا کا استعمال شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ بات ذرا سمجھیے! عصا کے استعمال کے اندر ایک قسم کی تواضع ہے، مسکنت ہے، کمزوری کا اظہار ہے اور تواضع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جو جتنی تواضع اختیار کرے گا اللہ رب العزت اس کو اتنی برکتیں عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ جو لوگ اس کا استعمال کریں گے قیامت کے دن اس سنت کو زندہ کرنے والوں میں ان کا شمار ہوگا۔

### عصا کا قرآن مجید میں ذکر:

قرآن مجید میں بھی عصا کا ذکر آتا ہے۔ ذرا غور کیجیے گا! حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ رب العزت سے ملنے پہلی مرتبہ جبل طور پر تشریف لے گئے تو اللہ رب العزت نے اپنے کلیم سے ہم کلامی کی:

وَمَا تِلْكَ يَبِيبُكَ يُمُوسَىٰ ﴿١٧﴾ (طہ: 17)

”اے موسیٰ! تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟“

عرض کیا:

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْتَسُّ بِهَا عَلٰى عَنَبِيٍّ وَاٰلِي فِيْهَا مَارِبٌ

اٰخِرٰى ﴿١٨﴾ (طہ: 18)

”اے اللہ! یہ عصا ہے۔ اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے واسطے پتے جھاڑتا ہوں اور کبھی میرے کام آتا ہے۔“

اے موسیٰ! اسے چھوڑ دو زمین پر پھینک دو تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو زمین پر



پھینک دیا۔

فَاذَاهِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى ﴿٢٠﴾ (طہ: 20)

جیسے ہی آپ نے اپنے عصا کو زمین پر پھینکا تو وہ ایک سانپ بن گیا۔ اب موسیٰ علیہ السلام ڈرے تو اللہ رب العزت نے فرمایا: موسیٰ! اسے دوبارہ پکڑ لو۔

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۗ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ﴿٢١﴾ (طہ: 21)

”آپ اسے پکڑ لیجیے ہم اسے دوبارہ اصل حالت پر لے آئیں گے۔“  
جب موسیٰ علیہ السلام نے جب سانپ کو ہاتھ میں پکڑا تو دوبارہ وہ لاشی بن گیا۔

### اللہ تعالیٰ کی قدرت:

اب یہاں دیکھیے! ایک بے جان چیز ہے۔ اللہ جب چاہتے ہیں بے جان سے زندہ کو پیدا کر دیتے ہیں۔ کتنے منافع گنوائے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ میں اس سے کتنے فائدے لیتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے جب چھوڑا تو فائدے کی چیز نقصان دہ چیز بن گئی۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں نفع دینے والی چیز سے نقصان ظاہر فرما دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ! ڈرو نہیں دوبارہ پکڑ لو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے اس نقصان پہنچانے والی چیز کو پکڑتے ہیں تو وہی چیز نفع دینے والی دوبارہ بن جاتی ہے۔

اللہ جو چاہتے ہیں ویسا کرتے ہیں۔ نفع دینے والی چیز سے جب چاہتے ہیں نقصان ظاہر فرما دیتے ہیں۔ اور جب چاہتے ہیں نقصان دینے والی چیز سے نفع ظاہر فرما دیتے ہیں غرض یہ کہ یہ ایسے واقعات ہیں جو ہمارے ایمان کو بڑھاتے ہیں۔ آج ہمیں اپنی اولاد کو یہ واقعات سنانے کی ضرورت ہے۔



## ترکی کے میوزیم میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا:

اللہ کی شان! ترکی جانا ہوا تو وہاں استنبول ایک شہر ہے۔ وہاں پر ایک میوزیم ہے تو پکا پی۔ اس میوزیم میں جب جانا ہوا تو بہت سارے تبرکات نظر آئے۔ حضور پاک ﷺ کے بال مبارک بھی ہیں، نبی علیہ السلام کی تلواریں بھی ہیں، نبی علیہ السلام کی کمان بھی ہے۔ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تلواریں بھی ہیں اور بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلواریں ہیں۔ بیت اللہ شریف کی وہاں بہت ساری چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ حرم مدینہ کی بہت ساری چیزیں وہاں رکھی ہوئی ہیں۔ مختلف انبیاء علیہم السلام کے مختلف تبرکات وہاں موجود ہیں۔ نبی علیہ السلام کا مبارک پیالہ بھی وہاں موجود ہے۔ تو جب ہم ان چیزوں کو دیکھ رہے تھے تو اچانک ایک شوکیس میں ایک عجیب چیز نظر آئی اور اس کے نیچے لکھا ہوا تھا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ مجھے تو امید ہی نہیں تھی کہ کبھی زندگی میں دیکھیں گے۔ سنا تھا کہ وہاں اس طرح کی کئی چیزیں ہیں۔ بہر حال جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سامنے آیا۔ تو واقعات سارے گھومتے چلے گئے۔ عجیب کیفیت ہو گئی کہ یہ وہ عصا ہے جس کو موسیٰ علیہ السلام اپنے مستقل استعمال میں رکھا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے اسی عصا سے معجزہ ظاہر فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: نیچے ڈال دو، جیسے ہی نیچے ڈالا اثر دھا بن گیا۔ آپ علیہ السلام ڈر گئے تو فرمایا: اٹھا لو۔ جب اٹھایا تو وہ واپس عصا بن گیا۔ اس واقعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ کہ اللہ رب العزت جب چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں ویسا کر دیتے ہیں۔ یہ ہمیں اپنے بڑوں کو، بچوں سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں کو بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔

## عصا کے ذریعے بارہ راستے بننا:

پھر یہی عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی

اسرائیل کو لے کر چلتے ہیں، پیچھے سے فرعون کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے لشکر کو لے کر چل پڑتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جارہے ہیں، بنی اسرائیل ساتھ ہیں۔ چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر تو بنی اسرائیل نے کہا:

**إِنَّا كَادِرُونَ** (الشعراء: 61)

”اب تو کچی بات ہے کہ ہم پکڑ ہی لیے گئے۔“

ہم تو مارے گئے ہم تو برباد ہو گئے، ہم تو پھنس گئے۔ آگے سمندر ہے پیچھے فرعون کی فوج کا سمندر ہے۔ آج تو ہم Sandwich بن جائیں گے۔ کام ہی خراب ہو گیا۔ جیسے ہی انہوں نے یہ جملہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں، ہم اللہ کے حکم سے اللہ کے راستے میں نکلے ہیں۔

**قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ** (الشعراء: 62)

”میرے ساتھ یقینی طور سے میرا پروردگار ہے وہ مجھے راستہ بتائے گا۔“

میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وہی مدد کرے گا، وہی راستہ کھولے گا۔ اب موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا ہے۔ پوری بنی اسرائیل کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے، پیچھے فرعون جو آ رہا ہے اور جو لشکر ہے اس کے پاس اس کے دور کا ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔ اس دوران اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا:

**فَاَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ اصْرِفْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالضَّوْدِ**

**الْعَظِيمِ** (الشعراء: 63)

اے موسیٰ! اپنے عصا کو سمندر میں ماریے! اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا؟ اللہ رب العزت کے حکم کو مانا اور اپنے عصا کو سمندر میں مارا اور وہاں سے بارہ راستے نکل گئے۔



## Logic کے دلدادہ:

اب یہاں ایک بات سمجھنے والی ہے۔ آج بہت سارے لوگ Logic کے پیچھے جاتے ہیں۔ ہر بات میں Logic تلاش کرتے ہیں۔ اگر عقل سے پوچھیں تو عقل ہمیں کیا کہتی ہے؟ کہ دیکھو! پوری فوج کے پاس ایک ہی ہتھیار ہے وہ ہے آپ علیہ السلام کا عصا، سنبھال کر رکھنا، مضبوطی سے پکڑنا، پانی میں مارنے سے کیا ہوگا؟ عصا خراب ہو جائے گا، ٹوٹ جائے گا، بہ جائے گا، کچھ بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ عقل کیا کہتی ہے؟ اے موسیٰ! پانی پہ مت مارنا، فرعون قریب آ رہا ہے، مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑ لو، جیسے ہی فرعون آئے تاک کے اس کے نشانہ مارنا۔ اُس کی آنکھ کو پھوڑ دینا، اُس کے سر کو مار دینا، اگر وہ مر گیا تو یہ واحد طریقہ ہے کہ تم بچ جاؤ گے ورنہ آج عقل کے پاس اس سے اچھا علاج کوئی نہ تھا۔

لیکن بھائیو! یہ عقل کی پکار تھی۔ یہ نظر کی بات ہے۔ لیکن خبر کیا ہے؟ خبر یہ دی جا رہی ہے پروردگار عالم کی طرف سے

أَنْ اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ط (الشعرا: 63)

میرے پیارے موسیٰ! آپ اپنے عصا کو سمندر پر ماریے۔ آپ کے پاس عصا ہے، آپ اُس کو مار دیجیے سمندر میں ہمارے حکم سے۔ پھر ہم جو چاہیں گے وہ کریں گے۔

## اللہ تعالیٰ کی ماننے میں نجات:

اللہ کی شان! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم ربی کے اوپر عصا کو پانی پر مارا بارہ راستے بن گئے۔ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے ان راستوں پر، ان کے

12 قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے راستے پر روانہ ہو پڑا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام Cross کر گئے تو پیچھے سے فرعون آیا۔ اُس کو عقل آگئی سمجھ گیا ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ نہیں چاہتا تھا کہ اس راستے پر دوڑے۔ اللہ کی شان جو ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ پھر فرعون بھی اس راستے پر چل پڑا۔ لوگوں نے کہا: حضور! یہ راستے آپ کے لیے ہی تو بنے ہیں۔ سمندر بھی آپ کی بات مانتا ہے۔ فرعون اپنے زعم میں آ گیا۔ اور اس راستے پر آ کر غرق ہو گیا۔

## توبہ کب تک مقبول ہے؟

اب یہاں دیکھیے کیا عجیب معاملہ ہوا۔ موت کے وقت جب پانی میں غوطہ لگا اور اس کا دنیا سے ابھی 100% رابطہ واسطہ کٹا نہیں تھا۔ اور آخرت میں پہنچا نہیں تھا۔ درمیان کی ایک Stage تھی، چند لمحات کی ہوتی ہے کہ فرشتے اُسے نظر آنے لگے اور حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی، نظر آگئی۔ کہنے لگا:

أَفْنُتْ بِرَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

”ایمان لاتا ہوں موسیٰ اور ہارون کے رب پر“۔

میرے بھائیو! زندگی میں مان جانا یہ قیمت رکھتا ہے۔ موت کے وقت تو بڑے بڑے فرعون مان جاتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے قرآن میں آتا ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّا قَدَّ عَصَيْنَا قَبْلَ وَ كُنْتُمْ مِنَ الْمُنْكَرِينَ ﴿٩١﴾ (یونس: 91)

اے فرعون! دیر ہوگئی۔ بہت دیر کردی، تھوڑی دیر پہلے بھی مان لیتے تو ہم قبول کر لیتے، تمہیں ایمان عطا فرما دیتے لیکن اب Late ہو گیا۔ یہاں سے کیا ظاہر ہوا؟ زندگی میں توبہ، زندگی میں اللہ کے در پر جھک جانا یہ ہمارے لیے کامیابی کی دلیل ہوگا۔





ورنہ موت کے وقت سارے مانتے ہیں۔

### آج ہی تیاری کر لو ورنہ۔۔۔!

آج کسی سے کہہ دو گھر سے ٹی وی نکال دو تیار نہیں، آج کسی کو کہہ دو بھئی! نامحرموں سے بات نہ کرو تیار نہیں، آج کسی کو کہو جھوٹ بولنا چھوڑ دو، غیبت چھوڑ دو، دھوکا دینا چھوڑ دو، تو تیار نہیں ہوتے۔ موت کے وقت جب فرشتہ آئے گا ہم سب تیار ہوں گے۔ ہم اس کو کہنے لگیں گے کہ ہم ایمان بھی لاتے ہیں اور نئے سرے سے اعمال شروع کرنا چاہتے ہیں، تھوڑا سا موقع دے دو، لیکن موقع نہیں دیا جائے گا۔ آج وقت ہے۔ آج اگر اللہ کو منالیں تو قیمت ہے۔

### ٹی وی کی تباہ کاریاں:

ایک دن صبح فجر کی نماز پڑھ کر جب مسجد سے واپس آیا تو 2،3 میٹج ایک خاتون کے آئے ہوئے تھے۔ جی! فوراً فون کریں، پریشانی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا: اللہ پاک خیر فرمائے۔ پھر میں نے نوبت کے قریب ان کو فون کر کے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگی: گھر میں ٹی وی ہے نا! National geographic کے Program کو دیکھا تو انہوں نے Logically ثابت کر دیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے جو راستے بنائے گئے تھے آج بھی اس طرح کی چیزیں موجود ہیں اور پتا نہیں رات کو راستے بن جاتے ہیں صبح ختم ہو جاتے ہیں اس کے بعد لمبی تفصیل بتائی کہ یہ جو مسلمان کہتے ہیں کہ جنت ہے، جہنم ہے، مرنے کے بعد کے معمولات ہیں یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ پریشان ہو رہی تھی کہ میں کیا کروں؟ پھر میں ان کو سمجھایا کہ بی بی! یہ چینل بھی کافروں کا ہے، اور یہ عقیدہ بھی کافروں کا ہے ہم ایمان والے ہیں کلمہ پڑھنے والے

ہیں۔ نہ ہمارا عقیدہ یہ ہے اور نہ ہمارا طریقہ یہ ہے۔ ہم تو مانتے ہیں قیامت کے دن اللہ کے سامنے جانا ہے حساب کتاب ہوگا۔ غرض ایک تو یہ سمجھ آیا کہ National Geographic کے لیے بہت سارے لوگ دلیل دیتے ہیں اور اس کو برا ہی نہیں سمجھتے کہ اس کے اندر تو خالی جانوروں کو دکھایا جا رہا ہے اور کیا ہے؟ میرے بھائیو! دشمن دشمن ہے۔ جہاں سے چاہتا ہے وار کرتا ہے۔ اور میں مسجد میں بیٹھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضر ہو کر بات کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر بات کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں تو ٹی وی کے نقصانات تو آ کے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ نصیب فرمائے آمین۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا تین جگہ ذکر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا ذکر تین مواقع پر ہوا۔ ایک اس وقت جب وہ اتر دھا بنایا گیا۔ ایک اس وقت جب سمندر میں مارنے کا حکم دیا گیا اور راستے بنائے گئے اور فرعون ڈوب گیا اور بنی اسرائیل کو اللہ رب العزت نے نجات عطا فرمائی۔ اب یہ سب لوگ آگے چلے۔ ایک موقع ایسا آیا پانی کی ضرورت تھی تو موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا: پانی نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ قرآن مجید میں آتا ہے اللہ رب العزت نے فرمایا:

اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۗ (البقرة: 60)

”اے موسیٰ علیہ السلام! اپنے عصا کو پتھر پر ماریں۔“

### اللہ تعالیٰ کے حکم کو سامنے رکھنا:

پھر وہی بات آگئی عقل سے اگر پوچھیں تو عقل کیا کہے گی کہ لاٹھی پتھر پر مارنے سے



کوئی پانی کا انتظام ہوتا ہے، وہ تو کہے گی کہ لالھی کو اگر زور سے مارا تو لالھی تو ٹوٹ جائے گی۔ اگر آپ کو پانی نکالنا ہی ہے تو آہستہ آہستہ کھودنا شروع کریں شاید کوئی ایسا معاملہ ہو جائے اور پانی نکل آئے۔ لیکن صرف پتھر پر مارنا نہیں ہے۔ لیکن پروردگار کا حکم تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے ساتھ پتھر پر جب ضرب ماری تو بارہ چشمے اللہ تعالیٰ نے نکال دیے۔ تو پھر وہی بات آگئی کہ عقل کچھ اور کہتی ہے، خبر کچھ اور کہتی ہے۔

### عقل پر خبر کی لگام ضروری ہے:

عقل تو یہ کہتی ہے کہ آج زندگی ہے جیسے چاہے وقت گزار لو، نامحرموں کے کپڑے اُتر واؤ۔ لیکن خبر کیا کہتی ہے کہ جو دنیا میں نامحرم کے کپڑے اُتر واؤ گا قیامت کے دن یہ ذلیل اور ننگا ہو کر اُمت کے سامنے پیش ہوگا۔ اولین و آخرین کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آج کسی کے کپڑے اُتر وانا آسان لیکن کل قیامت کے دن اپنے ساتھ معاملہ پیش آجائے گا تو جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی۔ عقل کہتی ہے کہ موج اُڑاؤ اور خبر کہتی ہے کہ دیکھو! اللہ کا خوف رکھو، اپنی اوقات میں رہو۔ اپنی Limits کو Cross نہ کرو ورنہ پھر اللہ رب العزت تمہارے ساتھ وہی معاملہ کریں گے۔ آج تم Hotel میں جا کر چھپ چھپ کے کسی کے کپڑے اُتر واؤ گے کل اللہ رب العزت بھرے میدان میں آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک موجود ہوں گے تمہیں اللہ بے لباس کر کے دکھائیں گے۔ بھائیو! عقل کی ماننی ہے یا خبر کی؟ موسیٰ علیہ السلام نے خبر کی مانی سمندر پر مارا اور راستے بن گئے، پتھر پر مارا اللہ نے پانی نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ماننے میں خیر ہے۔

### سیدنا سلیمان علیہ السلام کا عصا مبارک:

ایک عصا کا ذکر اور بھی ملتا ہے وہ کون سا ہے؟ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا عصا۔ اس بات

کو بھی ذرا توجہ سے سنیے پھر بات کو ان شاء اللہ مکمل کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ سلیمان! آپ میرے حکم سے بیت المقدس بنائیے۔ جنات آپ کے تابع ہیں، اللہ نے ہوا بھی تابع کی تھی۔ اب جنات اور انسان سب لگے ہوئے ہیں، بیت المقدس تعمیر ہو رہا ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر کی نگرانی کر رہے ہیں، دیکھتے رہتے ہیں۔ Checking کرتے رہتے ہیں، کہاں تک پہنچا؟ کہاں تک کام ہوا، کیسے ہوا؟

ایک موقع ایسا آیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر دیکھ رہے ہیں اور اپنے عصا کے ساتھ انہوں نے ٹیک لگائی ہوئی ہے اور اسی ٹیک لگائی ہوئی Position کے اندر اللہ رب العزت کا پیغام اجل آگیا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کی روح کو اپنے پاس بلا لیا۔ میرے بھائیو! کھڑے پیر جانا اسے کہہ سکتے ہیں۔

## کھڑے پیر جانا:

سیدنا سلیمان علیہ السلام کیا کر رہے تھے؟ اللہ کا گھر بنا رہے تھے۔ اللہ کے حکم سے بنا رہے تھے لیکن پروردگار عالم سے جب وقت ملاقات آ گیا۔ وفات کا، موت کا ایک لمحہ ان کو بھی سامنے فالتو نہیں دیا۔ جتنی مقرر Limit دی ہوئی تھی، جتنا Time جتنے سانس دیئے ہوئے تھے [پورے کروائے اور پھر فوراً واپس بلا لیا۔ اللہ چاہتے تو اپنا کام پورا کروا سکتے تھے کہ اے سلیمان! آپ کو ہم مزید تھوڑی مہلت دیتے ہیں، یہ کام پورا ہو جائے پھر بلائیں گے، لیکن اللہ کے فیصلے میرے بھائیو! اٹل ہیں۔ موت کے فیصلے اٹل ہیں۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے عصا کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بلا لیا، سیدنا سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ اب کام جاری ہے۔ اللہ رب العزت نے کام کو کیسے لیا۔ کتنی



عبرت کی بات ہے۔ سمجھنے والی بات ہے کہ جو کام پروردگارِ عالم نے سلیمان علیہ السلام سے لیا تھا کچھ باقی رہ گیا تھا پروردگار نے وہ کام فقط سلیمان علیہ السلام کے مبارک جسم سے لے لیا تھا۔ وہ ایسے کہ عصا کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے رہے اور جنات سمجھتے رہے کہ آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں Watch کر رہے ہیں، ہماری طرف نظر رکھے ہوئے ہیں۔ حقیقت سے بے خبر تھے کہ یہ تو اللہ کے پاس جا چکے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک سال کے قریب اسی طرح معاملہ ہوا اور جنات بیت المقدس کی تعمیر کرتے رہے اور سلیمان علیہ السلام کے جسم کو دیکھ کر سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ایک سال کے بعد اس عصا کو دیمک نے چاٹ لیا تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نیچے زمین پر آ گئے۔ تب ان کو پتا لگا کہ اوہو! ان کا تو انتقال ہو چکا ہے۔

### رہلت کس کے لیے نہیں:

یہاں غور کرنے والی بات ہمارے لیے کیا ہے؟ سمجھنے والی بات کیا ہے؟ کہ اللہ رب العزت نے کھڑے پیر اپنے نبی علیہ السلام کو واپس بلا لیا۔ حالانکہ وہ اللہ کے دین کا کام کر رہے تھے۔ اللہ کا گھر بنا رہے تھے اور اللہ کے حکم سے بنا رہے تھے۔ میں اور آپ ایسے کون سے کام کر رہے ہیں جو ہمیں مہلت دی جائے گی۔ جب وقت پورا ہو جائے گا واپس جانا پڑے گا، کسی کو مہلت نہیں دی جائے گی جب وقت پورا ہو گیا تو جانا پڑے گا۔

### رہلت پیر جانے کی وضاحت:

کھڑے پیر جانے کو سمجھنا ہو تو اس طرح سے سمجھیے کہ ابھی اسی وقت کوئی آپ کے پاس آئے کہے کہ جناب! ابھی چھ مہینے کے لیے فلاں ملک جانا ہے میرے ساتھ چلو۔ ہم میں سے ہر ایک کو سینکڑوں نہیں ہزاروں کام یاد آ جائیں گے۔ ابھی یہ کام کرنا ہے، ابھی



وہ کام کرنا ہے، ابھی وہ Apointments، وہ وعدہ، یہ دینا، وہ لینا، یہ کام، یہ وصیت کرنی، کتنی باتیں ہمیں یاد آ جائیں گی۔ کوئی کہے: جناب! ایک ہفتے کے لیے فوراً چلو تو بھی بھئی! کتنے لوگ ہوں گے کہ میں ایک ہفتے کے لیے بھی نہیں جاسکتا مجھے اتنے کام سمیٹنے ہیں ذرا مجھے مہلت دو، موقع دو کہ میں اپنے کاموں کو سمیٹ لوں۔ کسی ڈگر پر لے آؤں، کسی رخ پر لے آؤں۔ کسی کو سمجھا دوں، بتا دوں، کچھ لکھ دوں، کچھ سمجھا دوں۔ پھر تمہارے ساتھ چلوں گا۔

میرے بھائیو! اسی کے اوپر سمجھ لیں کہ موت کا فرشتہ جب آئے گا تو وہ وقت نہیں دے گا فوراً لے جائے گا۔ اور ہم کون سے ایسے کام کر رہے ہیں جو ہمیں موقع دیا جائے ہمیں اپنے کاموں میں غور کرنا ہے اور اللہ سے ملاقات کے لیے ہر وقت راضی رہنا ہے۔

## رماہ شعبان کی فضیلت:

اس کے علاوہ شعبان کا مہینہ چل رہا ہے۔ اس کے بارے میں چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

ماہ شعبان میں جو 15 شعبان کی رات ہے اس رات جتنی کوشش کر کے ہمت کر کے، آسانی سے ہو اللہ کی عبادت کریں۔ اللہ سے مانگ لیں۔ اللہ کے آگے رو لیں، رزق کے فیصلے کروالیں، زندگی کے فیصلے کروالیں، اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر مانگیں۔ اللہ اپنی رحمتوں میں شامل فرمائیں گے۔ یہ وہ مبارک رات ہے جس میں اللہ رب العزت بہت سارے لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ ایک قبیلہ ہے بنو کلب نامی، اس کی بکریاں بے شمار تھیں۔ جب نکلتی تھیں دو پہاڑوں کو بھر دیا کرتی تھیں۔ ان بکریوں کے جسم میں جتنے بال تھے اتنے بالوں کے برابر اللہ رب العزت اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے



ہیں اور جہنم سے برأت فرمادیتے ہیں۔ لیکن چند گناہ گار ایسے ہیں اس مبارک رات میں بھی ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔ وہ کون لوگ ہیں؟

### مغفرت سے محروم تین اشخاص:

① اُن میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان ہے۔ ہم میں سے کتنے ہوں گے جو ماں باپ کے نافرمان ہوں گے۔ ماؤں کے دل دکھاتے ہیں، اچھی یہاں آنے سے پہلے تھوڑی دیر پہلے اولاد کی وجہ سے بیٹے کی نافرمانی کی وجہ سے ماں باپ میں لڑائی ہوگی۔ علیحدگی تک نوبت جا پہنچی۔ کتنے ہیں جو ماں باپ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ غم پہنچاتے ہیں، شبِ برات میں، مغفرت کی اس رات میں بھی ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔

② قطع رحمی کرنے والا، رشتہ دار یا توڑنے والا۔ ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنے سسرال والوں سے ناراض، خاندان سے ناراض، رشتہ داروں سے ناراض ہو کر الگ بیٹھے ہیں۔ ایک خاتون سے بات ہونے لگی کہنے لگیں کہ میرے لیے عبادت کرنا آسان ہے، آپ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں، ساری رات میں وظیفہ کر لوں گی۔ اُن کو کہا کہ تم فلاں رشتہ دار کو معاف کر دو۔ سگی بہن کو معاف کر دو۔ کہنے لگیں: مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا حال بھی یہی ہے۔ ہسنے کی بات نہیں ہے۔ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرنا آسان، سگے بھائی کو دل سے معاف کرنا مشکل کام ہے۔ دل کے اندر کا کینہ، دل کے اندر بغض تو شبِ برأت کی رات میں ایسے بندے کی جس کے دل میں رشتہ داروں کے لیے کینہ ہو، قطع رحمی کرنے والا ہو اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔

③ اسی طرح وہ لوگ جو اپنے ٹخنے ڈھانپ کر رکھتے ہیں۔ شلواریں پہنی ہیں تو ٹخنے ننگے رہیں، اور پینٹ اگر پہنی ہے شریعت کے مطابق ذرا ٹھیک کریں اور ٹخنے ننگے

رکھیں۔ لنگی پہنی ہے تو ٹخنے ننگے رکھیں۔ ٹخنے ڈھانپنے والے کا معاملہ بھی خطرناک ہے۔ یہ تو چند باتیں ہیں نبی ﷺ نے بتائیں۔ ان تین قسم کے لوگوں کی اس برکت والی رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔

### ہر گناہ سے توبہ کرنے کی ضرورت:

میرے بھائیو! اگر ہم نے ان گناہوں سے توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے اٹل ہیں۔ ہم اللہ کے فیصلے نہیں بدل سکتے۔ ہمیں خود اپنے حال بدلنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے احکامات مان لینے کی ضرورت ہے پھر اللہ کی رحمتیں ہمارے ساتھ آئیں گی چھم چھم ہمارے اوپر برسیں گی۔ بس اپنے ہر گناہ سے توبہ کی ضرورت ہے، اللہ سے معافی مانگنے کی ضرورت ہے۔

### 15 شعبان میں کرنے کے کام:

اس رات ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگ لیں، اور ساری مخلوق کو معاف کر دیں۔ دل کو صاف کر دیں، دل بے کینہ کر دیں پھر ہماری بھی مغفرت ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ اور 15 تاریخ کو اگر آسانی ہو تو روزہ رکھ لیں۔ نفل روزہ ہے، واجب نہیں ہے۔ لیکن کوشش یہ کریں کہ اس رات میں نہ تو عشاء کی نماز قضا ہو، نہ فجر کی نماز قضا ہو۔ اگر عشاء یا فجر قضا ہو گئیں یا ان دونوں میں سے ایک قضا ہو گئی اور ساری رات عبادت بھی کرتے رہے تو بھی بہت بڑا نقصان کر لیا۔

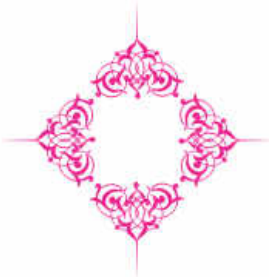
### رمضان کی تیاری:

رمضان المبارک بھی آنے والا ہے، اُس کی تیاری ہم شعبان ہی سے شروع کر لیں۔



جو بھی عید کی خریداری کرنی ہے، کچھ بھی معمولات ہیں، ہم شعبان میں نمٹائیں، رمضان میں بازاروں کے چکر نہ لگائیں۔ رمضان کا احترام کریں۔ رمضان کو اچھے سے اچھا گزار لیں۔ اللہ کی رحمتیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔ رمضان کے بارے میں ایک بات کر کے بات مکمل کرتا ہوں۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سحری اور افطاری کے وقت یعنی مغرب کی اذان سے دس پندرہ منٹ پہلے سمجھ لیجیے اور فجر کی اذان سے پہلے دس پندرہ منٹ کا جو وقت ہوتا ہے تو ہم ان دونوں اوقات میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ افطاری کے وقت سمو سے، دہی بھلوں میں اپنا وقت ضائع نہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے میرے بندو! تم مانگو گے میں دوں گا۔ سارا دن تم نے مزدوری کی روزہ رکھا اب تم جو مانگو گے میں عطا کروں گا۔ تو اس موقع پر ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے مستقبل کو مانگیں، قیامت کے دن کی آسانیاں مانگیں، نبی علیہ السلام کی محبت مانگیں، آخرت کی بہترین نعمتوں کا سوال کریں، پھر دیکھیں کہ عید کے بعد ساری نعمتیں آپ کو مل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ السلام کی ایک ایک سنت کو شوق اور محبت سے عمل میں لانے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے جھنڈے تلے جمع فرمائے۔ اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.





A series of horizontal dotted lines for handwriting practice, consisting of 15 rows.



## مکتبہ عشق الہی کی کتب ملنے کے پتے

- 1 جامعہ قیہ للبنات: انبالہ ہاؤس، 1-31\A، یکور روڈ ٹاؤن شپ لاہور 0301-4496600
- 2 مکتبہ سید احمد شہید لاہور: اردو بازار لاہور 042-37228272
- 3 ادارہ اسلامیات: 190 انارکلی لاہور 042-37353255
- 4 مکتبہ رحمانیہ: اردو بازار 042-37224228
- 5 نیشنل الیکٹرونکس علی سنٹر: 16-A مین روڈ شاہ عالم مارکیٹ لاہور 0423-7632902
- 6 یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم لاہور، 0300-0321-0334-0313-9489624
- 7 ادارہ تالیفات اشرفیہ: فوارہ چوک ملتان 0322-6180738, 061-4540513
- 8 مکتبہ امدادیہ: ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- 9 مکتبہ دارالاحیاء: قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539
- 10 مکتبہ عمر فاروق: قصہ خوانی بازار پشاور 0301-8845715
- 11 مکتبہ سید احمد شہید: جی ٹی روڈ اکوڑہ ٹنک 0923-630946
- 12 دارالمطالعہ: نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0622442059, 0300-7853059
- 13 مکتبہ الفتیر: بالمقابل رنگون ہال، بہادر آباد کراچی 0345-2331375 (اعجاز)
- 14 عادل نکیل بہادر آباد کراچی 0300-2001060, 181
- 15 دارالاشاعت: اردو بازار کراچی 021-2213768
- 16 حضرت مولانا گل رحیم صاحب: حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدی بنوں
- 17 علمی کتاب گھر: اوچاروڈ اردو بازار کراچی 021-32634097
- 18 جامعۃ الصالحات: محبوب سٹریٹ ڈھوک مستقیم روڈ، بیروہائی موڑ پشاور روڈ، راولپنڈی 051-5462347
- 19 احسن محمود: امام خطیب جامع مسجد طیبہ و استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی مکان نمبر 125-15 K ایریا کراچی فون نمبر: 0321-2660180